صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ

وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ

آسٹریلیا میں
رؤیت ہلال کا مسئلہ

مؤلف

مولانا ڈاکٹر شبیر احمد حفظہ اللہ

امام وخطیب سڈنی آسٹریلیا

صوموا لرؤيته

وأفطروا لرؤيته فإن غم عليكم
فأكملوا عدة شعبان ثلاثين

اس کتاب میں قرآن، احادیث، فقہاء، ائمہ متبوعین، چودہ سو سالہ پوری اُمتِ اسلامیہ کے اجماع اور تعاملِ امت سے ثابت کیا گیا ہے کہ روزہ اور عیدین کی بنیاد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت "رؤیتِ ہلال" پر ہے۔ حسابِ فلکی پر قطعاً نہیں ہے۔

مؤلف
مولانا ڈاکٹر شبیر احمد حفظہ اللہ
امام وخطیب سڈنی آسٹریلیا

جملہ حقوق محفوظ ہیں
اشاعت کے خواہش مند حضرات مؤلف کی تحریری اجازت سے شائع کر سکتے ہیں۔

نام کتاب: آسٹریلیا میں رؤیتِ ہلال کا مسئلہ
مؤلف: ڈاکٹر شبیر احمد
طبع دوم: دسمبر ۲۰۲۰
تعداد: ۵۰۰

DR SHABBIR AHMED
16 Shaughnessy Street Oakhurst NSW 2761
Sydney – Australia
Email: shabbir_ahmed61@hotmail.com
Mobile: +61414944831

پاکستان میں ملنے کا پتہ
ABDUL WAHAB HASSAN
Data Nagar Sector 8/A Near AYHSA MASJID (R.A) Orangi Town
Karachi - Pakistan
Email: abdulwahabhassan124000@gmail.com
Mobile: 0345-6031460

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

آج اس پُر فتن دور میں ہر طرف رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو مٹایا جارہا ہے، جبکہ ہماری دین اور دنیا کی کامیابی آپ ﷺ ہی کی اتباع میں ہے۔

جب آپ کی سنتوں کو چھوڑیں گے تو اختلاف ہی اختلاف ہو گا۔ آپ کی سنت کے تحت اگر ہم سب اکھٹے ہو جائیں تو امت متحد ہو جائے گی اور یہی حکم قرآنِ کریم کا بھی ہے کہ:

"فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ".

(سورۃ النساء:۵۹)

ترجمہ: پس اگر تم آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لاؤ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔

آج ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک اہم سنتِ مستمرہ جو کہ رؤیتِ ہلال کی ہے جس پر تمام خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، ائمہ متبوعین، محدثین، فقہاء اور تمام خلفائے اسلام چودہ سو سال سے عمل کرتے آرہے ہیں، اس کو چھوڑ کر ایک نئی چیز کو سنت کے مقابلے میں شروع کر رہے ہیں جو پوری امت کے اجماع کے چودہ سو سال کی تاریخ کے خلاف ہے اور وہ نئی چیز حساب فلکی ہے۔ اس موضوع پر ضرورت اس بات کی تھی کہ ایک ایسی کتاب تحریر کی جائے کہ جس میں اس عظیم سنت کی اہمیت کو قرآن و احادیث کی روشنی میں بتلایا جائے تاکہ لوگ اپنے روزے اور عید کو سنت کے مطابق کریں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ڈاکٹر شبیر احمد صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ جو عرصہ دراز سے اس مسئلہ پر کام کر رہے ہیں اور ان کی راہنمائی میں علماء کی ایک کمیٹی ۱۹۹۶ء میں قائم کی گئی تھی جس کا نام:

“ Moonsighting Committee of Australia”

ہے۔اس کمیٹی میں سڈنی سے لے کر پرتھ تک سو سے زائد علمائے کرام ہیں جن کا تعلق سعودی عرب، ساؤتھ افریقہ، لبنان، مصر، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا، فیجی، شام وغیرہ سے ہے، جن کے نام مندرجہ ذیل ویب سائٹ میں دیکھے جاسکتے ہیں :

www.moonsightingaustralia.info

ڈاکٹر شبیر احمد صاحب اس کمیٹی کے سربراہ ہیں اور ان کی سربراہی میں ہر مہینے رؤیتِ ہلال کا اہتمام کیا جاتا ہے اور رؤیت کے مطابق ہر مہینے کی ابتداء کے فیصلے ہوتے ہیں۔

الحمد للہ ! انہوں نے اس کتاب میں سنتِ رؤیت ہلال کو قرآن، احادیث، فقہاء کے اقوال، چودہ سو سالہ پوری اُمتِ اسلامیہ کے اجماع اور تعاملِ اُمت سے ثابت کیا ہے کہ روزہ اور عیدین کی بنیاد رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت "رؤیتِ ہلال" پر ہے۔ حسابِ فلکی پر قطعاً نہیں ہے اور یہی سنتِ مستمرہ ہے کہ جس پر پوری امتِ اسلامیہ چودہ سو سال سے عمل کرتے آرہی ہے۔
اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو امت کے لئے نافع اور مقبول فرمائے۔(آمین)

محمد کامران پاشا

ویب ماسٹر مون سائٹنگ آسٹریلیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ علماء و مشائخ آسٹریلیا

ویسے تو سڈنی سے پرتھ تک علماء، مفتیان و مشائخ کی ایک بڑی تعداد ہے جو رؤیتِ ہلال کے موقف پر ہیں اور سب ہی نے میری کتاب کی تائید کی ہیں، طوالت سے بچتے ہوئے چند علماء و مشائخ کے اسماء نقل کرتا ہوں۔

۱	شیخ عمر البنا	سڈنی	آسٹریلین نیشنل امام کونسل۔ شیخ مسجد نور
۲	شیخ مفتی اسد شاہ	سڈنی	امام مسجد دار ارقم۔ میری لینڈ
۳	شیخ افروز علی	سڈنی	فاؤنڈر الغزالی سینٹر
۴	شیخ فادی بابا	سڈنی	آسٹریلین نیشنل امام کونسل
۵	شیخ احمد بابا	سڈنی	آسٹریلین نیشنل امام کونسل
۶	شیخ محمد بابا	سڈنی	آسٹریلین نیشنل امام کونسل
۷	شیخ قاسم بابا	سڈنی	آسٹریلین نیشنل امام کونسل
۸	شیخ ریحان حیدر	سڈنی	امام رائیڈ مسجد
۹	شیخ تنزیل الرحمن	سڈنی	نائب امام رائیڈ مسجد
۱۰	شیخ امام عبداللہ سالک	سینٹرل کوسٹ	امام سینٹرل کوسٹ مسجد
۱۱	شیخ محمد کارا علی	سڈنی	آسٹریلین نیشنل امام کونسل وامام دار المدثر
۱۲	مفتی عبدالکریم	سڈنی	آسٹریلین نیشنل امام کونسل
۱۳	شیخ فیصل	سڈنی	امام ہورنسبی دعوہ مسجد

۱۴	شیخ اشفاق اکبر	سڈنی	آسٹریلین نیشنل امام کونسل
۱۵	شیخ محمد علی اکبر ندوی	سڈنی	خطیب مسجدار نیسٹ اسٹریٹ- لاکمبا
۱۶	شیخ خازن زود	سڈنی	دار ابن عباس
۱۷	شیخ حافظ اکرام اللہ احمد	سڈنی	نائب امام مسجد قبا
۱۸	شیخ غلام علی بشیر	میلبورن	آسٹریلین نیشنل امام کونسل
۱۹	شیخ مولانا محمد وسیم	میلبورن	الصراط کالج-وکٹوریہ
۲۰	شیخ محمد عزیز زبیر علی	میلبورن	جمعیۃ العلماء-وکٹوریہ
۲۱	مفتی زیاد روات	میلبورن	جمعیۃ العلماء-وکٹوریہ
۲۲	مفتی نعیم علی	میلبورن	آسٹریلین نیشنل امام کونسل
۲۳	شیخ محمد احمد کرچک	میلبورن	امام مسجد کوبرگ-وکٹوریہ
۲۴	شیخ حافظ عبدالحہ	میلبورن	امام روکس برگ پارک-وکٹوریہ
۲۵	شیخ مفتی فیصل رضا	میلبورن	دار الِافتاء آسٹریلیا-وکٹوریہ
۲۶	شیخ نظام الحق تھانوی	برسبین	امام مسجد تقویٰ-بلد ھلز
۲۷	شیخ شہزاد خان	برسبین	آسٹریلین نیشنل امام کونسل
۲۸	شیخ محمد عمران حسین	برسبین	آسٹریلین نیشنل امام کونسل
۲۹	مفتی عثمان پٹیل	پرتھ	جمعیۃ العلماء اسلام-پرتھ- آسٹریلین نیشنل امام کونسل
۳۰	شیخ برھان مھتر	پرتھ	جمعیۃ العلماء اسلام-پرتھ- آسٹریلین نیشنل امام کونسل
۳۱	شیخ صفوان	پرتھ	جمعیۃ العلماء اسلام-پرتھ- آسٹریلین نیشنل امام کونسل امام مسجد ابراھیم

تعارف مصنف

الحمد لله و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

مولانا ڈاکٹر شبیر احمد صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ موصوف کے علمی، تدریسی، تبلیغی خدمات اور تصانیف کے تعلق سے تفصیلات ملاحظہ فرمائے گا۔

- تاریخ پیدائش: ٦/ اکتوبر ١٩٦١ء
- کم عمری ہی میں قرآن مجید حفظ کیا۔
- ١٦ سال کی مسلسل دینی تعلیم کے بعد وفاق المدارس پاکستان سے شہادۃ العالمیۃ فی العلوم الاسلامیۃ والعربیۃ (مساوی ایم اے عربی/ اسلامیات) کی سند ١٩٨٥ء میں حاصل کی۔
- علمِ حدیث پر کامل عبور حاصل کرنے کے لئے حضرت محدث، علامہ عبد الرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ نگرانی علوم دینیہ کی اعلیٰ تعلیم مکمل کر کے تخصص فی الحدیث کی سند ١٩٩١ء میں حاصل کی۔ تخصص فی الحدیث کے مقالہ کا نام "**الدر المنضد فی رجال موطا محمد**" ہے۔

- جامعہ سندھ جامشورو کے شعبہ اسلامی تہذیب میں پروفیسر ڈاکٹر احمد اقبال صاحب کے زیرِ نگرانی "کتاب الخراج لأبی یوسف "پر تحقیق و تخریج احادیث مکمل کر کے علوم عصریہ کی اعلیٰ ترین پی ایچ ڈی کی سند ۱۹۹۲ء میں حاصل کی۔
- فاضل عربی، اردو کے ساتھ انگریزی زبان، کمپوٹر اور انٹر نیٹ وغیرہ کے مختلف تعلیمی نصاب مکمل کئے۔
- شہادۃ العالمیۃ فی العلوم الاسلامیۃ والعربیۃ کے سند حصول کے بعد ۱۹۸۵ء میں جدہ (سعودی عرب) میں ایک اخبار "المدینہ "کے دفتر میں کچھ عرصہ کے لئے ملازمت اختیار کی۔ پھر مختلف دینی اور عصری مدارس میں تدریسی فرائض انجام دئے۔
- پاکستان ایمبار کیشن ہیڈ کوارٹر کراچی کی جامع مسجد میں طویل عرصہ تک امام وخطیب کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔
- جامعہ کراچی، جامعہ سندھ ، جامعہ انٹر نیشنل اردو اور نمل یونیورسٹی میں ایم فل/ پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالات کے لئے بیرونی ممتحن کی حیثیت سے پچاس سے زائد افراد کو ڈاکٹریٹ کی سند دی جا چکی ہے۔

علمی خدمات: آسٹریلیا منتقل ہونے سے پہلے بھی تصنیف وتالیف سے خصوصی شغف تھا، یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

۱۔ درسِ قرآن جو پچھلے ۲۸ سال سے سڈنی میں دے رہے تھے جو مکمل ہو چکا ہے، اس وقت اس کی پہلی جلد کی کمپوزنگ مکمل ہو چکی ہے یہ ان شاءاللہ جلد منظرِ عام پر آئے گی۔

۲۔ كتاب الخَراج لأبی یوسف پر تحقیق وتخریج کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

۳۔Manasik Hajj and Umrah کے نام سے انگریزی میں آسٹریلیا کے حج کرنے والے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے لکھی گئی ہے۔

۴۔تاریخِ حج وحرمین مع طریقہ حج وعمرہ، یہ ایک مفصل اور مستقل کتاب ہے، جس میں تاریخ اور مناسکِ حج دونوں جمع کردئے گئے ہیں یہ ایسی کتاب ہے جو ہر مسلمان کے مطالعہ کے لئے تیار کی گئی ہے۔

۵۔ ۲۰۰۵ء سے ششماہی علومِ اسلامیہ انٹرنیشنل اردو، عربی، انگریزی، سندھی زبان میں شائع ہو رہا ہے، جس کے آپ ایڈیٹر ہیں۔

۶۔ممنوعات ومکروہاتِ اسلام (اردو)

۷۔The Prohibited and Disliked Acts in Islam

۸۔شب براۃ کی فضیلت

۹۔مشینی ذبیحہ کی شرعی حیثیت

۱۰۔ غیر اسلامی ممالک میں مجلس قضاء کا قیام

۱۱۔ جنت میں جانے کے سو راستے

۱۲۔ زیرِ نظر کتاب "آسٹریلیا میں رؤیتِ ہلال کا مسئلہ"

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل عہدے و مناصب بھی موصوف کے پاس ہیں:

۱۔ میریج سلبرنٹ (سرکاری قاضی برائے نکاح)

۲۔ میریج کونسلر

۲۔ سابق ممبر آسٹریلین ہیلتھ ایتھکس کمیٹی

۳۔ امیر رؤیتِ ہلال کمیٹی آسٹریلیا

اس ہلال کمیٹی میں سو سے زائد علمائے کرام ہیں جو مختلف ممالک (پاکستان، انڈیا، ساؤتھ افریقہ، بنگلہ دیش، لبنان، مصر، اور شام) سے ہیں۔

۴۔ ممبر امام کونسل نیو ساؤتھ ویلز (سڈنی۔ آسٹریلیا)

۵۔ ممبر مفتی کونسل

۶۔ سابق ممبر ریجنل کونسل برائے یونیورسٹی، نیو ساؤتھ ویلز

۷۔ ممبر برائے امام نیشنل کونسل آسٹریلیا (ANIC)

۸۔ MCCA کے ممبر شریعہ بورڈ (یہ آسٹریلیا میں سب سے بڑا اسلامک فائنانس کا ادارہ ہے۔ اس ادارے کی اسلامی جملہ معاملات کو ڈاکٹر صاحب دیکھتے ہیں)

۹۔ ممبر مجلس العلماء آسٹریلیا

۱۰۔صدر Qubaa Association of Western Sydney

۱۱۔ Director of United College NSW

زیرِ نظر کتاب **"آسٹریلیا میں رؤیتِ ہلال کا مسئلہ"** بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ڈاکٹر شبیر صاحب کی آسٹریلیا آمد سے قبل صرف چند ہی لوگ تھے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت رؤیتِ ہلال پر عمل کرتے تھے اور ہم اپنی عیدین کی نمازیں گھروں میں یا گیراج میں پڑھا کرتے تھے۔ان کی آمد کے بعد ،انہوں نے اس سلسلے کو آگے بڑھایااور آہستہ آہستہ علماء کی جماعت ان کے ساتھ شامل ہونے لگی۔۱۹۹۶ء میں ایک کمیٹی قائم کی گئی، جس کا نام

"Moonsighting committee Australia"

رکھا گیا۔ ڈاکٹر شبیر صاحب اس کمیٹی کے تاحال امیر ہیں۔ مجھے بھی اعزاز حاصل رہا ہے کہ شروع دن سے ہی میں اس کا ممبر ہوں اور تاحال میں اس کا ممبر ہوں۔ آج الحمد للہ سو سے زائد علماء ہیں جو برسبن سے لے کر پرتھ تک پھیلے ہوئے ہیں وہ اس کمیٹی کے ممبرز ہیں اور پورے اتفاق و اتحاد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کئے ہوئے ہیں۔

ایک ویب سائٹ بھی تیار کی گئی ہے، جس میں ہر ماہ کی رؤیت کا اعلان کیا جاتا ہے۔وہ ویب سائٹ یہ ہے:

www.moonsightingaustralia.info

موصوف نے اس کتاب میں، رؤیتِ ہلال کی سنت کو قرآن، حدیث، فقہ، ائمہ متبوعین اور اجماعِ اُمت سے ثابت کیا ہے۔

دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اس کتاب سے مستفید ہونے کا موقع عطا فرمائے، اُمت کے لئے نافع بنائے اور موصوف کو اس عظیم دینی خدمت پر دارین کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

طالبِ دعا

غلام قطب الدین صدیقی

ممبر مون سائٹنگ کمیٹی آسٹریلیا

۲۲/اکتوبر ۲۰۲۰ بمطابق ۴/ربیع الاول ۱۴۴۲ھ

فہرست مضامین

آسٹریلیا میں رؤیت ہلال کا مسئلہ	صفحہ نمبر
مقدمہ	۱
اتباعِ نبوی ﷺ	**۳**
آیات برائے اتباعِ نبوی ﷺ	۳
احادیث برائے اتباعِ نبوی ﷺ	۷
سنت رؤیت ہلال	**۱۲**
ایام عبادات کا تعلق رؤیت ہلال سے ہے	۱۲
روزہ عیدین وغیرہ صرف تہوار ہیں یا عبادات ہیں	۱۲
رؤیت ہلال پر مہینے کی ابتداء یا انتہاء کی بنیاد رکھنے کی حکمت	۱۴
قرآنی آیات برائے ہلال	۱۸
احادیث برائے رؤیت ہلال	۲۲
رؤیت کے سلسلے میں فقہاء اُمت کی آراء	۳۷
سائنسی تحقیقات اور شریعت	**۴۴**
رؤیت سے مراد رؤیت علمی ہے مع جواب	۴۶
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ سے مراد رؤیت علمی ہے مع جواب	۵۴

حدیث "فاقدروا له" سے مراد حساب فلکی ہے مع جواب	۶۳
چاند کا دیکھنا یا حسابِ فلکی سے رؤیت کا علم ہونا یہ دونوں صرف وسیلہ ہیں دخولِ شہر کے لئے مع جواب	۶۶
نماز کے اوقات پر رؤیت کو قیاس کرنا مع جواب	۶۷
رؤیت ہلال سنت ہے اور وحدت ملت فرض ہے مع جواب	۷۱
مسلمانوں کی اکثریت کے ساتھ روزہ و عیدین منانا مع جواب	۷۳
وحدت عید مع جواب	۷۵
حساب فلکی پر عمل کرنا کئی وجوہ سے غلط ہے	**۷۹**
احادیث متواترہ سے اعراض کرنا ہے	۷۹
حسابِ فلکی پر عمل کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرنا ہے	۷۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ مستمرہ کی مخالفت کرنا لازم آتا ہے	۸۰
حساب فلکی پر عمل کرنا بدعت ہے	۸۱
حساب فلکی پر عمل کرنا اجماع امت کے خلاف ہے	۸۲
حساب فلکی پر عمل کرنے سے امت پر حرج و تنگی لازم آئے گی	۸۴
قاضی سے اعتماد کا اُٹھ جانا	۸۸
حسابِ فلکی پر عمل کرنا یہود و نصاری، شیعہ، روافض اور اسماعیلیوں کا طریقہ ہے	۸۸

حساب فلکی پر عمل کرنے والے اضطراب کا شکار ہیں	۹۱
حساب فلکی پر عمل کرنے والے کسی بھی ائمہ متبوعین کے پیروکار نہیں ہے	۹۲
اسلامی کلینڈر کی بنیاد	**۹۹**
امکان رؤیت	۱۰۱
ہلال کے لغوی معنی	۱۰۱
چند ضروری اصطلاحات	۱۰۲
محاق	۱۰۴
تولید قمر	۱۰۴
وجود قمر	۱۰۵
امکان رؤیت	۱۰۷
آبزرویٹری کے لحاظ سے چاند نظر آنے کی شرائط	۱۱۰
چاند کی عمر غروب آفتاب کے وقت	۱۱۰
سورج سے چاند کی دوری	۱۱۱
زمین سے چاند کا ارتفاع	۱۱۵
ہلال سے پہلے ہلال کا تعین کرنے پر چودھویں کا چاند پورا نہیں ہوتا	۱۱۸
ایام بیض کے روزے متاثر ہوتے ہیں	۱۱۸

ہلال تربیع اور بدر	۱۲۱
اختلاف مطالع	۱۲۴
ائمہ کرام کا مسلک	۱۳۰
شوافع کا مسلک	۱۳۰
مالکیہ کا مسلک	۱۳۲
حنابلہ اور احناف کا مسلک	۱۳۳
متاخرین فقہاء احناف کا مسلک	۱۳۶
دار العلوم دیوبند کا فتویٰ	۱۵۰
بنوری ٹاؤن کا فتویٰ	۱۵۰
جامعہ فاروقیہ کا فتویٰ	۱۵۰
جامعہ دار العلوم کراچی کا فتویٰ	۱۵۱
مغربی ممالک کی رؤیت مشرقی ممالک پر لازم نہیں ہوگی	۱۵۴
پورا ملک ایک مطلع ہے	**۱۵۷**
پڑوسی ممالک کی رؤیت کا اعتبار	**۱۵۹**
تیس کے چاند پر شبہ اور اس کا ازالہ	**۱۷۳**
یوم الشک (۲۹ شعبان) کا روزہ	**۱۷۵**
وقوف عرفہ کے دوسرے دن عید الاضحیٰ کا تعین کرنا	**۱۷۷**

ضروری وضاحت	۱۷۹
ایک خاص نکتہ	۱۸۰
عیدالاضحیٰ کی دسویں تاریخ کا تعین رؤیت ہلال پر موقوف ہے	۱۸۱
عیدالاضحیٰ کا دن دس ذوالحجہ ہے	۱۸۴
یوم عرفہ کا روزہ	**۱۹۵**
مصادر ومراجع	۲۰۰

Moon
Sighting
Australia

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدِّمَہ

ہم سب کو بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہونا چاہیئے کہ اس نے ہمیں نبی کریم ﷺ کی امت کا ایک فرد بنایا، ہم اس نعمت عظمیٰ پر جتنا شکر ادا کریں وہ کم ہے۔ اس نعمت کے ملنے کے بعد ہم پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن میں سرفہرست اطاعت خدا اور رسول ﷺ ہے۔ لہٰذا اس عظیم نبی ﷺ کی عظمت کو سمجھتے ہوئے ہر معاملے میں ان کی پیروی کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔
جن چیزوں کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے ہمیں بحیثیت اُمتی ہونے کے انہیں من و عن تسلیم کرلینا چاہیئے اور نبی ﷺ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنی عقلوں کو ایک طرف رکھ چھوڑنا چاہیئے۔

آج اس پُر فتن دور میں جہاں مختلف فتنے ہیں، ان میں سے ایک فتنہ رسول اکرم ﷺ کی سنتوں سے انحراف کا فتنہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے عمل مبارک اور فرمانِ مبارک کو یہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ محض سنت ہے، فرض نہیں ہے۔ اس طرح کے لوگ رؤیتِ ہلال کی سنتوں پر عمل نہیں کرتے بلکہ اس سنت پر عمل کرنے والوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لوگ

آج چاند پر پہونچ چکے ہیں اور سنت پر عمل کرنے والے ابھی تک چاند کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ لوگ حسابِ فلکی کو رؤیت کا مدار بناتے ہیں اور اسی کے مطابق روزے اور عید مناتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی وہ سنتِ مستمرہ جو چودہ سو سال سے چلی آرہی ہے، جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، تمام فقہاء، ائمہ متبوعین، تمام محدثین، تمام خلفائے اسلام اور پوری اُمت اسلامیہ عمل کرتے آرہی ہے، اچانک ایک بد ترین بدعت جس کی مثال تاریخِ اسلام میں نہیں ہے، ان لوگوں نے شروع کی اور لوگوں پر زور دیتے ہیں کہ کہ ہماری اس بدعت کا ساتھ دو۔ میں اپنی شرعی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ لوگوں میں رسول اکرم ﷺ کی اس سنت کو زندہ کروں جو آج مٹائی جارہی ہے۔ اس بات کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے میں نے یہ کتاب لکھی۔ اس کتاب میں، میں نے قرآن، حدیث، فقہ، ائمہ متبوعین، محدثین اور اجماعِ امت اور تعاملِ امت سے ثابت کیا ہے کہ رؤیتِ ہلال بصری ہی رسول اللہ ﷺ کی سنتِ مستمرہ ہے اور رؤیتِ علمی جو حسابِ فلکی سے وابستہ ہے، بدعت وضلالت ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی اس سنت کو زندہ رکھنے کی میری اس چھوٹی سی سعی کو قبول فرمائے اور میرے لئے اور پورے خاندان والوں کے لئے مغفرت کا سبب بنائے۔ (آمین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہماری دین و دنیا کی کامیابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع میں مضمر فرمادی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے سے ہٹ کر ہم کوئی بھی راستہ اختیار کریں چاہے بادی النظر میں وہ کتنا ہی عمدہ ہو وہ مسترد ہے۔ اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہٹ کر ہر راستہ گمراہی ہے۔

رؤیتِ ہلال کی سنت ایک اہم ترین سنت ہے، جو لوگ بھی اس سنت سے منحرف ہوں گے وہ گمراہ ہوں گے۔ اب میں اپنی کتاب کی ابتداء سنتِ نبوی کی اہمیت سے کرتا ہوں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن میں بہت سی آیتیں اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نازل فرمائی ہیں۔

آیات برائے اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ا- قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ-[1]

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہہ دیجئے لوگوں سے کہ اگر تم اللہ سے محبت (کا دعویٰ) کرتے ہو تو میری پیروی کرو، میری پیروی کی وجہ سے اللہ تم سے محبت

[1] سورۃ آل عمران: ۳۱

کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۔فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔[1]

ترجمہ: تیرے رب کی قسم، یہ لوگ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ آپ کو اپنے اختلافی معاملات میں حکم نہ بنا لیں، اس کے بعد آپ نے جو بھی فیصلہ کیا ہو وہ اس فیصلے کے بارے میں اپنے دل میں ذرہ برابر تنگی محسوس نہ کریں۔

۳۔مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔[2]

ترجمہ: جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی، بلاشبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۴۔وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔[3]

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ بلاشبہ بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔

۵۔لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا۔[4]

[1] سورۃ النساء: ۶۴

[2] سورۃ النساء: ۸۰

[3] سورۃ الاحزاب: ۷۱

[4] سورۃ الاحزاب: ۲۱

ترجمہ: بلاشبہ تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے، یہ اس شخص کے لئے ہے جو اللہ اور آخرت کی اُمید کرتا ہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔

ایک اور آیت میں تو صاف صاف کہدیا گیا کہ جس معاملے میں اللہ اور اس کا رسول ﷺ فیصلہ کردیں تو ہمارے اختیارات اس فیصلے کے آگے کالعدم ہو جاتے ہیں اور ہمارے لئے سوائے اللہ ﷻ اور نبی کریم ﷺ کی پیروی کے اور کوئی چارہ نہیں رہتا۔ اگر کوئی نافرمانی کرتے ہوئے اپنی عقل پر چلنے کی کوشش کرے گا تو ایسا شخص صریح گمراہ ہوگا، چنانچہ فرماتے ہیں:

۶۔وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا۔[1]

ترجمہ: کسی مومن مرد اور عورت کو اختیار نہیں ہے جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملہ کا فیصلہ کردیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا تو وہ صریح گمراہ ہوگا۔

۷۔يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ.[2]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول کا حکم مانو جس وقت تمہیں اس کام کی طرف بلائے جس میں تمہاری زندگی ہے۔

[1] سورۃ الاحزاب: ۳۶
[2] سورۃ الانفال: ۲۴

۸۔يٓا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ.[1]

ترجمہ:اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سن کر اس سے مت پھرو۔

۹۔وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔[2]

ترجمہ:اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو، پھر اگر تم نے منہ موڑ لیا تو ہمارے رسول پر بھی صرف کھول کر ہی پہنچا دینا ہے۔

۱۰۔وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ.[3]

ترجمہ:اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

۱۱۔فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ.[4]

ترجمہ:سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آئے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔

۱۲۔يٓا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ.[5]

ترجمہ:اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اپنے

[1] سورۃ الانفال:۲۰
[2] سورۃ المجادلۃ:۱۲
[3] سورۃ النور:۵۲
[4] سورۃ النور:۵۳
[5] سورۃ محمد:۳۳

اعمال کو ضائع نہ کرو۔

۱۳۔وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه فَاِنَّ لَه نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا.[1]

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ سدا رہیں گے۔

۱۴۔وَمَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ.[2]

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

ان آیات قرآنی کے علاوہ ایسی احادیث بکثرت ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کی فرمانبرداری اور پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

احادیث برائے اتباعِ نبوی ﷺ:

۱۔ من أطاع محمدًا ﷺ فقد أطاع الله ومن عصى محمدًا ﷺ فقد عصى الله ومحمد ﷺ فرّق بين الناس.[3]

ترجمہ: جس نے حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کی تو ضرور اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے حضرت محمد ﷺ کی نافرمانی کی تو وہ ضرور خدا

[1] سورۃ الجن: ۲۳

[2] سورۃ الحشر: ۷

[3] صحیح بخاری: ۶۲۹/۲

کا نافرمان ہوا اور حضرت محمد ﷺ کی ذات نے لوگوں کے درمیان میں خطِ امتیاز (یعنی حق و باطل، ایمان و کفر اور خیر و شر) قائم فرمایا۔

۲۔عن أبي هريرة ﷺ عن النبيﷺ: كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَن أَبَى،قالوا: يارَسُولَ اللَّهِ، وَمَن يَأْبَى؟ قالَ: مَن أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ،وَمَن عَصَانِي فقَدْ أَبَى[1].

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا ہر اُمتی جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے جس نے انکار کیا، صحابہ ﷺ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

۳۔عن أبي هريرةﷺعن النبيﷺ: دَعُونِي ما تَرَكْتُكُمْ،إنَّما هَلَكَ مَن كانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ علَى أَنْبِيَائِهِمْ،فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عن شيءٍ فَاجْتَنِبُوهُ،وإذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍفَأْتُوا منه ما اسْتَطَعْتُمْ[2].

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے چھوڑ دو (یعنی مجھ سے سوالات مت کرو) جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں (یعنی جب تک میں تمہیں کوئی اور بات نہ بتاؤں) بے شک کہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے، زیادہ سوالات کرنے اور اپنے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اختلاف کرنے، سو جب میں تمہیں

[1] صحیح بخاری: ۶۲۹/۲

[2] صحیح بخاری: ۶۳۱/۲

کسی چیز سے منع کردوں تو اس سے رک جاؤ اور جب کسی چیز کا حکم دوں تو جتنا کر سکتے ہو اتنا کرو۔

۴۔عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ-وصله ابن عبد البرّ من حديث كثير بن عبدالله بن عمرو بن عوف، عن أبيه، عن جده۔[1]

ترجمہ: یقیناً میں نے تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑی ہیں کہ اگر تم ان کو تھام لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوں گے،ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے اس کے نبی اکرم ﷺ کی سنت۔

۵۔عن أنس رضی اللہ عنہ مرفوعاً:من رغب عن سنّتي فليس مني.[2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری سنت سے اعراض کیا تو وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

٦۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ : دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْنِينِي مِنَ الْجَنَّةِ ، وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ ، قَالَ : تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ ، وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا أَدْبَرَ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ.[3]

[1] مؤطا امام مالک:۸۹۹
[2] صحیح مسلم:۵۱۷/۲
[3] مسلم:۲۵/۱

ترجمہ: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، عرض کیا: مجھے ایسا کوئی عمل بتلادیں کہ جس پر میں عمل کروں اور وہ مجھے جنت سے قریب کردے اور جہنم سے دور کردے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی شریک نہ کرو، نماز کو قائم رکھو، زکاۃ ادا کرو اور صلہ رحمی۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر اُس نے تمام باتوں کی پابندی کی جن کا اُس کو حکم دیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۷۔عن أنس رضی اللہ عنہ مرفوعاً:مَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبنی،وَمَنْ أَحَبنی كَانَ مَعِي فِي الجَنَّةِ.[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری سنت کو زندہ کیا تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

۸۔عن بلال بن الحارث المزنی رضی اللہ عنہ قال:قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:مَنْ أحْيا سُنَّةً من سُنَّتِي قدْ أُمِيتَتْ بَعدِي فإنَّ لهُ من الأجرِ مِثلَ مَنْ عَمِلَ بِها من غَيرِ أنْ يَنْقُصَ من أُجُورِهِمْ شيءٌ ومَنِ ابْتدَعَ بِدعةً ضَلالَةً لا يَرْضَاها اللهُ ورسولُهُ كان عليه مِثلُ آثامِ مَن عَمِلَ بِها لا يُنقَصُ ذلِك من أوزارِ الناسِ شيئًا-[2]

ترجمہ: حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

[1] سنن ترمذی: ۵۵۳/۲

[2] سنن ترمذی: ۵۵۳/۲

ارشاد فرمایا: جس نے میری ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد چھوڑ دی گئی تھی تو اس کے لئے عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کسی بدعت کی ایجاد کی تو اس کے لئے عمل کرنے والوں کے گناہوں کا بوجھ ہوگا اور اس بدعت پر عمل کرنے والوں کے گناہ کے بوجھ میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

ان واضح آیات و احادیث کے باوجود آج کل کی عام روش کو دیکھنے سے یہ افسوسناک حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ لوگ محض اپنی عقل پر اعتماد کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے فرامین مقدسہ سے اعراض کرتے ہیں اور تاویلات فاسدہ کے سہارے ان سے فرار اختیار کرتے ہیں اور اس ناروا طرز عمل کے استدلال میں فلسفہ یہ پیش کرتے ہیں کہ آج سائنس کافی ترقی کر چکی ہے اور دنیا پرانے دور کو پیچھے چھوڑ چکی ہے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل کرنا اس دور میں مشکل اور دقت طلب ہے، یہ تمام احادیث اس زمانے کے لئے تھیں جو اتنا ترقی یافتہ نہیں تھا۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ وہ لوگ کہتے ہیں جو مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں، جبکہ یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اسلام سب کے لئے آیا ہے، ہر زمانے کے لئے ہے، قیامت تک یہی اسلام رہے گا، امیر ہو یا غریب، پڑھا لکھا ہو یا جاہل، شہری ہو یا دیہاتی، سب کے سب احکام اسلام میں برابر ہیں، لہٰذا یہ فلسفہ بدیہی طور پر ناقابل قبول ہے۔

سنت رؤیت ہلال

نبی کریم ﷺ کی سنتوں میں سے ایک اہم سنت رؤیت ہلال ہے، آج اس سنت کو وہ اہمیت نہیں دی جارہی ہے جو اسے دینی چاہئے، چاند کے دیکھنے پر شریعت کے دو بنیادی احکام (فرائض) روزہ اور حج کی ابتداء موقوف ہے اور متعدد احادیث اس سلسلے میں وارد ہیں کہ ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔'' جن سے اس سنت کی اہمیت بخوبی معلوم ہوتی ہے۔

ایام عبادات کا تعلق رؤیت ہلال سے ہے:

شریعتِ مطہرہ نے وہ احکام جن کا تعلق ایام سے ہے چاند کی رؤیت پر رکھا ہے، مثلاً روزہ شروع کرنا ہے تو چاند دیکھ کر، روزہ ختم کرنا ہے تو چاند دیکھ کر، حج جو ارکان اسلام میں سے اہم رکن ہے اس کے ایام کا تعین بھی چاند کے دیکھنے پر ہے، اسی طرح کے متعدد احکام ہیں جن کا دارومدار چاند کے دیکھنے پر ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے ''رؤیۃ الهلال والحساب الفلکی'' میں اس پر بڑی عمدہ بحث کی ہے جو پڑھنے کے لائق ہے۔

روزہ وعیدین وغیرہ صرف تہوار ہیں یا عبادات ہیں؟

اصل میں دیکھنا اس بات کو ہے کہ روزہ، عیدین اور حج وغیرہ کی حقیقت کیا ہے؟ یہ چیزیں اور خاص کر عیدین صرف ایک اجتماع، تہوار ہیں یا عبادات؟ اگر صرف ایک اجتماع، تہوار تصور کیا جائے پھر شاید ان

کی وہ اہمیت نہ ہو لیکن جب ہم حقیقت کا جائزہ لیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ یہ چیزیں اصلاً عبادات ہیں ان میں اجتماع ایک ضمنی چیز ہے۔اور عبادات کا حاصل اطاعت ہے کہ جو حکم شریعت کی طرف سے ملے اس پر عمل شروع کیا جائے اس میں ہماری رائے و عقل کو قطعاً دخل نہیں ہے،عبادات میں جو شرائط شریعت کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں ہم ان پر عمل کرنے کے پابند ہیں،مثلاًروزہ کو لے لیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ روزہ کے لئے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کا وقت کیوں مقرر ہوا؟اگر عشاء تک اس کو بڑھالیں تو کیا حرج ہے؟ اسی طرح روزے انتیس یا تیس دن کے بجائے اٹھائیس یا اکتیس دن رکھ لیں تو کیا مضائقہ؟انتیس کو چاند ہو یا نہ ہو ہم تیس پورے کرلیں تو کیا فرق پڑے گا؟یا چاند کا انتظار کئے بغیر انیتس ہی کو روزے ختم کرلیں تو اس میں کیا حرج ہے؟اسی طرح اتحادِ اُمت کی خاطر زیادہ تر لوگ جس دن روزہ شروع کررہے ہوں یا جس دن عید کرر ہے ہو ں،ہم بھی ان کے ساتھ شامل ہو کر اسی دن سے روزہ شروع کرلیں چاہے چاند دیکھا ہو یا نہ دیکھا گیا ہو تو اس میں کیا مضائقہ؟ ان تمام عقلی اختراعات کا جواب یہی ہے کہ یہ حکم صوم وعیدین،اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ہے اور اللہ ﷻ اور اس

کے رسول ﷺ کا حکم ماننا ہی اصل عبادت ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو" کا ماننا ہمارے لئے لازم اور ضروری اور اصل عبادت ہے۔

رؤیت ہلال پر مہینے کی ابتدا یا انتہاء کی بنیاد رکھنے کی حکمت:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں رؤیت کی شرط کی حکمت بڑے اچھے انداز میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين ولم يقل فاسئلوا أهل الحساب والحكمة فيه كون العدد عند الاغماء يستوي فيه المكلفون فيرتفع الاختلاف والنزاع عنهم-[1]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر بادل آجائے تو تیس دن پورے کرو، اس سے معلوم ہوا کہ چاند نظر نہ آنے کی صورت میں تیس دن پورے کرو، آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ چاند نظر نہ آنے کی صورت میں حساب دانوں سے معلوم کرلو، اصل میں حکمت یہ ہے تیس کی گنتی پوری کرکے مہینے کی آمد جان لینا ہر ایک کے لئے آسان ہے، مکلفین اس میں برابر ہیں۔ نیز چاند کے دیکھنے کے اصول کی پابندی کی جائے تو آپس میں کوئی اختلاف اور جھگڑا نہیں رہے گا۔

بنیادی بات یہ ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے واضح حکم کو وہ اہمیت نہیں دی جو اس کو دینی چاہئے، نتیجتاً آج ہم ان معاملات میں اختلافات کا شکار ہیں۔

[1] فتح الباری: ۱۲۷/۴

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں رؤیت کی حکمت یوں بیان فرماتے ہیں:

وعلق الشارع الصوم وغيره بالرؤية لرفع الحرج عن امته فى معاناةحساب التيسير[1].

ترجمہ: شارع علیہ السلام نے روزہ اور دوسرے احکام کا دارومدار رؤیت پر اس لیے رکھا ہیں کہ اُمت کو حساب اور علم نجوم کی تکالیف سے بچایا جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رؤیت کی حکمت کو اپنی مایہ ناز تصنیف "حجۃ اللہ البالغۃ" میں یوں بیان فرمایا ہے:

اقول:لما كان وقت الصوم مضبوطا بالشهر القمري باعتبار رؤية الهلال، وهو تارة ثلاثون يوما، وتارة تسع وعشرون :وجب في صورة الاشتباه أن يرجع إلى هذا الأصل-[2]

ترجمہ "میں کہتا ہوں کہ جب شریعت نے روزے کے وقت کو رؤیت ہلال کے اعتبار سے قمری مہینہ پر موقوف کیا ہے جو کہ کبھی تیس اور کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے تو ایسی صورت میں جب اشتباہ آجائے تو لازم ہے کہ شریعت کے اصول پر رجوع کیا جائے۔(چاند نظر آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ تیس دن پورے کئے جائیں)۔

1 عمدۃ القاری: ۴۰۹/۱۰

2 حجۃ اللہ البالغۃ: ۴۹/۲

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ رؤیت کی حکمت یوں بیان فرماتے ہیں:

بات دراصل یہ ہے کہ اسلام وطنی اور لسانی یا جغرافیائی قومیتوں کا قائل ہی نہیں ہے، اس کے نزدیک مشرق و مغرب کے مسلمان ایک قوم ہیں اس کا حکم صرف دنیا کے معدودے چند شہروں کے لئے نہیں بلکہ پورے عالم کے بسنے والے انسانوں کے لئے عام ہے جس میں شہروں سے زیادہ قصبات، دیہات اور ایسے پہاڑی مقامات اور جزیرے ہیں جہاں سائنس کی اس ترقی کے دور میں بھی ان علوم وفنون کی آلاتِ رصدیہ کی رسائی نہیں، اگر رحمۃ للعالمین ﷺ کی نظر صرف پڑھے لکھے معدودے چند شہریوں پر مرکوز ہو کر مسلمانوں پر یہ لازم کردیتی کہ جب چاند نظر نہ آئے تو تم پر لازم ہے کہ دوسرے ذرائع یعنی حساباتِ ریاضی یا آلاتِ رصدیہ کے ذریعے چاند کا وجود معلوم کرو یا کسی طرح فضا میں اُڑ کر یا بادلوں سے اوپر پہنچو اور چاند دیکھو، تو انصاف کیجئے کہ اس حکم سے اُمت کس قدر مصیبت میں مبتلا ہو جاتی، پچھلے چودہ سو برس کو چھوڑیئے آج بیسویں صدی کی روشنی ہی میں دیکھ لیجئے کہ یہ حکم تمام عالم اسلام کے لئے کس قدر مشکلات میں مبتلا کردینے والا ہوتا، اگر واجب کے بجائے مستحسن اور افضل ہی قرار دیا جاتا تو افضیلت سرمایہ دار شہری ہی حاصل کرتا جس کے پاس دوربین، آلاتِ رصدیہ اور ہوائی جہاز

ہیں، غریب مسلمان نماز روزے میں افضیلت حاصل کرنے سے مجبور ہوتااور ظاہر ہے کہ غریب اورامیر کاتفرقہ اسلامی روح کے منافی ہے۔[1]

حضرت مولانامفتی رشیداحمد صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’حضور اکرم ﷺ نے رؤیت ہی کو شرط قرار دیاہے۔اس میں حکمت یہ ہے کہ عامۃالمسلمین کے معاملات اور عبادات کسی ایک یامعدودے چند لوگوں کی رائے اور فیصلے پر موقوف ہونے کے بجائے عام مسلمانوں کے مشاہدے سے متعلق رہیں تاکہ وہ اندھی تقلید کے بجائے علی وجہ البصیرۃ عبادات ادا کریں اور اپنے معاملات اور عبادات کو چند انسانوں کے قبضے میں اور ان کے رحم وکرم پر موقوف نہ سمجھیں اور اس قسم کے شکوک وشبہات میں گرفتار ہو کر پریشان نہ ہوں کہ شاید محاسب نے سہواً یا کسی مصلحت سے عمداً غلطی کا ارتکاب کیا ہو... شریعتِ مطہرہ نے ثبوتِ ہلال کے لئے رؤیت کو شرط قرار دے کر انسان کو کسی دوسرے انسان کی کورانہ تقلید اور ذہنی غلامی اور عبادات کو غیر کے قبضے میں دینے سے محفوظ فرمادیاہے۔رؤیت کی مشقت و مجاہدہ برداشت کرلیں اور اس کی وجہ سے تاریخ میں قدرے اختلاف کی زحمت کو گوارا کرلیں مگر اپنی عبادات غیر کے قبضے میں نہ دیں بلکہ خود علی وجہ البصیرۃ ادا کریں۔[2]

[1] رسالہ رؤیت ہلال: ۲۰۔۲۱

[2] احسن الفتاوی: ۴/۴۹۳

قرآنی آیات برائے ہلال:

اب ہم ہلال کے سلسلے میں قرآنی آیات کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

ا۔يَسْاَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔[1]

ترجمہ: لوگ آپ سے ہلال کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ وہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے لئے۔

علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر اس طرح سے کرتے ہیں:

عن أبي العالية: بلغنا أنهم قالوا: يا رسول الله، لم خلقت الأهلة؟ فأنزل الله (يسألونك عن الأهلة قل هي مواقيت للناس) يقول: جعلها الله مواقيت لصوم المسلمين وإفطارهم، وعدة نسائهم، ومحل دينهم.[2]

ترجمہ: حضرت ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ اطلاع ملی کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ ہلال کیوں بنایا گیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے روزہ، عید، عورتوں کے عدت کے ایام اور دینی امور کے اوقات کے لئے بنایا۔

نیز حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول اس آیت کی تفسیر کے تحت یہ حدیث بیان کی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

1 سورۃ البقرۃ: ۱۸۹

2 تفسیر ابن کثیر: ۵۲۲/۱

عن نافع ، عن ابن عمر قال:قال رسول اللهﷺ" :جعل الله الأهلة مواقيت للناس،فصوموا لرؤيته،وأفطروا لرؤيته،فإن غم عليكم فعدوا ثلاثين يوما[1]".

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہلال کو لوگوں کے لئے اوقات بتانے کے لئے بنایا ہے،سو چاند دیکھ کر روزہ رکھواور چاند دیکھ کر عید کرو اور اگر بادل آجائے تو تیس کی گنتی پوری کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر یوں منقول ہے:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الأهلة } عن زيادة الأهلة ونقصانها لماذا { قُلْ } يا محمد { هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ } علامات للناس لقضاء دينهم وعدة لنسائهم وصومهم وإنظارهم-[2]

ترجمہ:لوگ آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں،اس کا مطلب یہ ہے کہ چاند کبھی بڑاہوتاہے اور کبھی چھوٹاہوجاتاہے،آخراس کی وجہ کیاہے؟اس پر جواب دیاگیاکہ اے محمدﷺ!آپ کہدیجئے کہ یہ لوگوں کے لئے وقت بتاتا ہے،یعنی یہ اس بات کی علامت ہے کہ لوگوں کے دینی امور کے فیصلے،عورتوں کی عدت کے ایام،روزے اور عید کے فیصلے کئے جائیں۔

۲۔هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ.[3]

[1] تفسیر ابن کثیر:۱/۵۲۲
[2] تفسیر ابن عباس:۳۳
[3] سورۃ یونس:۵

ترجمہ: وہی اللہ ہے کہ جس نے سورج کو چمکتا اور چاند کو نور بنایا اور اس نے چاند کے لئے منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جان سکو۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

مہینوں کی گنتی اور سالوں کی گنتی یہ سب چاند کی منزلوں پر موقوف ہیں اور اسی طرح حساب کی معرفت بھی چاند پر موقوف ہے کیونکہ بعض مہینے ایسے ہیں کہ جن میں کچھ پیش آجائے تو ہم ہلالی ماہ کی طرف جاتے ہیں اور اسی کو اللہ نے :قل هي مواقيت للناس والحج'' کہا ہے یعنی ہلال لوگوں کو وقت بتاتا ہے اور خاص کر حج کا وقت، جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ مہینے اور سال کی توقیت ہلال پر ہی موقوف ہے اور کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو واضح طور پر اس کے قائم مقام بن سکے کیونکہ یہی ظاہر ہے اور مہینوں اور سالوں کی گنتی اسی پر موقوف ہے اور اس میں لوگوں کے لئے آسانی ہے، نیز یہی چیز عام بھی ہے اور چاند پر موقوف کرنے سے بہت سے مصالح حاصل ہونگے جو تمام مفاسد سے پاک ہونگے۔

علامہ علاء الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آیت'' **هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ**'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وقيل: الضمير في وقدره يرجع إلى القمر وحده لأن سير القمر في المنازل أسرع وبه يعرف انقضاء الشهور والسنين وذلك لأن الشهور المعتبرة في الشرع مبنية على رؤية الأهلة والسنة

المعتبرة في الشرع هي السنة القمرية لا الشمسية. ومنازل القمر ثمان وعشرون منزلة۔[1]

ترجمہ: آیت "وَقَدَّرَهُ" میں ضمیر "ہ" صرف "القمر" کی طرف لوٹ رہی ہے کیونکہ چاند کی رفتار منازل کے طے کرنے میں بہت تیز ہے اور اسی چاند کے حساب ہی سے مہینوں اور سالوں کے اختتام کا پتہ چلتا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ شریعت میں معتبر مہینہ وہ ہے جس کا دار و مدار رؤیت پر ہو اور شریعت میں قمری سال ہی معتبر ہے شمسی نہیں اور چاند کی منزلیں کل اٹھائیس ہیں۔

۳۔وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ۔[2]

ترجمہ: ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کردی ہیں یہاں تک کہ وہ لوٹ جاتا ہے جیسے پرانی ٹہنی۔

حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

سورج کی طرح چاند ہمیشہ ایک طرح نہیں رہتا بلکہ روزانہ گھٹتا بڑھتا ہے اس کی ۲۸ منزلیں اللہ تعالیٰ نے مقرر کردی ہیں اس کو ایک معین نظام کے ساتھ درجہ بدرجہ طے کرتا ہے، پہلی آیت میں رات دن کا بیان تھا پھر سورج کا ذکر کیا جس سے سالوں اور فصلوں کی تشکیل ہوتی

[1] تفسیر خازن: ۴۲۹/۲
[2] سورۃ یٰس: ۳۹

ہے، اب چاند کا تذکرہ کرتے ہیں جس کی رفتار سے قمری مہینوں کا وجود وابستہ ہے، چاند سورج مہینے کے آخر میں ملتے ہیں تو چاند چھپ جاتا ہے، جب آگے بڑھتا ہے تو نظر آتا ہے، پھر منزل بمنزل بڑھتا چلا جاتا ہے اور چودھویں شب کو پورا ہو کر بعد میں گھٹنا شروع ہو جاتا ہے، آخر رفتہ رفتہ اسی پہلی حالت پر آپہنچتا ہے اور کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح پتلا خمدار اور بے رونق سا ہو کر رہ جاتا ہے۔[1]

احادیث برائے رؤیت ہلال:

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ان احادیث کا تذکرہ کیا جائے جن میں رؤیت ہلال پر زور دیا گیا ہے، اس سلسلے میں بہت سی احادیث ہیں، نبی کریم ﷺ نے مختلف الفاظ کے ساتھ رؤیت ہلال کا حکم دیا ہے، سرسری تلاش سے چالیس سے زائد احادیث سامنے آجاتی ہیں مزید تلاش سے باآسانی اور مل سکتی ہیں۔جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رؤیت کی احادیث مروی ہیں وہ تو بہت ہیں صرف چند حضرات کے نام لکھتا ہوں۔(۱) حضرت عمر بن الخطاب (۲) حضرت عبداللہ بن عمر (۳) حضرت ابوہریرہ (۴) حضرت عبداللہ بن عباس (۵) حضرت عائشہ صدیقہ (۶) حضرت حذیفہ (۷) حضرت

1 تفسیر عثمانی: ۴۳۶/۲

طلق بن علی(۸) حضرت جابر بن عبداللہ (۹) حضرت براء بن عازب(۱۰)حضرت ابو بکرۃ نفیع بن الحارث (۱۱)حضرت رافع بن خدیج(۱۲)حضرت عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہم)۔

ذیل میں اختصار کی وجہ صرف چند حدیثیں لکھتا ہوں جن سے رؤیت ہلال کی اہمیت واضح ہوگی۔

۱- عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهماأن رسول اللهﷺ ذكر رمضان فقال:لاتصوموا حتى تروا الهلال،ولا تفطروا حتى تروه فإن غم عليكم فاقدروا له.[1]

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا"روزہ نہ رکھو یہاںتک کہ تم چاند دیکھ لواور عید نہ کرو یہاںتک کہ تم چاند دیکھ لواوراگر تم پر چاند پوشیدہ ہوجائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو"۔

۲- عن ابن عمر رضى الله عنهما أن رسول اللهﷺ ذكر رمضان فضرب بيديه فقال: الشهر هكذا وهكذا وهكذا)) ثم عقد إبهامه في الثالثة ((فصوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن أغمي عليكم فاقدروا له ثلاثين-[2]

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ رمضان المبارک کا ذکر فرمارہے تھے اوراپنے ہاتھ مبارک سے

[1] صحیح بخاری:۳۴۶/۱
[2] صحیح مسلم:۴۰۵/۱

سمجھا رہے تھے تو ارشاد فرمایا: "مہینہ اتنے کا ہوتا اور اتنے کا اور اتنے کا پھر آپ ﷺ نے تیسری بار اپنے انگوٹھے کا حلقہ بنایا (پھر فرمایا) چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اور اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس کا مہینہ مکمل کرو"۔

٣- عن ابن عمر رضی الله عنهما أن رسول اللهﷺقال: إنا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب، الشهر هكذا وهكذا وهكذا وعقد الإبهام في الثالثة والشهر هكذا وهكذا وهكذا يعني تمام ثلاثين[1].

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہم ان پڑھ امت ہے نہ ہم لکھتے ہیں اور نہ ہی حساب لگاتے ہیں اور مہینہ اتنے اتنے کا ہوتا اور آپ ﷺ نے تیسری بار اپنے انگوٹھے کا حلقہ بنایا یعنی مہینہ کے تیس کا عدد مکمل کیا"۔

٤- -عن ابن عمر رضی الله عنهماعن النبیﷺقال: إنا أمة لا نكتب ولا نحسب، الشهر هكذا وهكذا يعني مرة تسعة وعشرين ومرة ثلاثين[2].

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہم ان پڑھ امت ہے نہ ہم لکھتے ہیں اور نہ ہی حساب لگاتے ہیں اور مہینہ اتنے اتنے کا ہوتا یعنی کبھی انتیس کا ہوتا اور کبھی تیس کا ہوتا ہے"۔

1 صحیح مسلم: ۱/۴۰۶
2 صحیح بخاری: ۱/۳۴۷

۵- عن مالك عن عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهماأن رسول اللهﷺ قال:الشهر تسع وعشرون فلا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروه فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين-[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب مہینہ کی انتیس تاریخ ہوجائے توروزہ نہ رکھو یہاںتک کہ تم چاند دیکھ لواور عید نہ کرو یہاںتک کہ تم چاند دیکھ لواور اگر چاند تم پر پوشیدہ ہوجائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو"۔

٦- عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهماأن رسول اللهﷺقال: إن الله- تبارك وتعالى - جعل الأهلة مواقيت فإذا رأيتموه فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا فإن غم عليكم فاقدروا له أتموه ثلاثين-[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاند کو وقت بتانے کے لئے بنایا ہے پس جب تم اس کو دیکھو توروزہ رکھواور جب دیکھو توافطار کرواور اگر تم پر وہ پوشیدہ ہوجائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو"۔

۷- عن ابن عمر رضى الله عنهماأن رسول اللهﷺقال :فإن غم عليكم فأقدروا له واعلموا أن الشهر لا تزيد على ثلاثين-[3]

[1] صحیح بخاری:۳۴۶/۱
[2] السنن الکبری للبیہقی:۳۴۵/۴
[3] المستدرک للحاکم:۵۸۵/۱

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم پر وہ (چاند) پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو اور جان لو کہ مہینہ تیس سے زیادہ کا نہیں ہوتا ہے"۔

۸- عن أبي هريرةؓقال: قال رسول اللهﷺ: إذا رأيتم الهلال فصوموا، وإذا رأيتموه فأفطروا فإن غم عليكم فصوموا ثلاثين يومًا-[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم چاند کو دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب اس کو دیکھ لو تو عید کرو اور وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس روزے مکمل رکھو"۔

۹-عن أبي هريرةؓقال أن رسول اللهﷺقال: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غمى عليكم الشهر فعدوا ثلاثين-[2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اور مہینہ (چاند) تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو"۔

۱۰- عن أبي هريرةؓقال قال رسول اللهﷺ لاتقدموا الشهر بيوم ولابيومين الا ان يوافق ذلک صوما کان يصومه احدکم صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فان غم عليکم فعدوا ثلاثين ثم أفطروا-[3]

[1] صحیح مسلم: ۴۰۶/۱
[2] صحیح مسلم: ۴۰۶/۱
[3] سنن ترمذی: ۲۶۵/۱

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مہینہ کو ایک یا دو دن پہلے نہ کرو مگر یہ کہ وہ موافق ہو جائے روزہ رکھنے میں جو شخص تم میں سے روزہ رکھتا ہے، پس تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اور اگر وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو پھر عید کرو"۔

۱۱-عن أبي هريرةﷺقال ان النبیﷺ قال: صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فإن غمي عليكم فأكملوا العدد.[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو، اگر وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو عدد (تیس کی گنتی) مکمل کرو"۔

۱۲-عن أبي هريرةﷺقال قال النبيﷺ أو قال أبو القاسمﷺ: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غمي عليكم فأكملوا عدة شعبان ثلاثين.[2]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اور اگر وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو شعبان کے تیس دن مکمل کرو"۔

۱۳-عن ابن عباس رضی الله عنهماأن رسول اللهﷺ ذكر رمضان فقال: لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروه فإن غم عليكم فأكملوا العدد ثلاثين-[3]

[1] صحیح مسلم: ۴۰۶/۱

[2] صحیح بخاری: ۳۴۶/۱

[3] مؤطا امام مالک: ۲۸۷

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو اور عید نہ کرو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور اگر وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو"۔

۱۴-عن ابن عباس رضى الله عنهماقال قال رسول اللهﷺ لاتقدموا الشهر بصيام يوم ولايومين الا ان يكون شيئ يصومه احدكم ولاتصوموا حتى تروه ثم صوموا حتى تروه فإن حال دونه غمامة فأتموا العدة ثلاثين ثم أفطروا-[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مہینہ کو ایک یا دو روزہ رکھنے کے ساتھ پہلے نہ کرو اور روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو پھر روزہ رکھو حتی کہ تم اس کو دیکھ لو اور اگر چاند کے درمیان بادل آجائے تو تیس کا مہینہ مکمل کرو پھر عید کرو۔

۱۵- عن ابن عباس رضى الله عنهماقال قال رسول اللهﷺ:صوموا الهلال لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين-[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اور

[1] سنن ابی داؤد: ۳۳۸/۱

[2] سنن نسائی: ۳۲۹/۱

اگر وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو"۔

١٦-عن ابن عباس رضی الله عنهماقال قال رسول اللهﷺ صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن حال بينكم وبينه سحاب فكملوا العدة ثلاثين.[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اور اس کے اور تمہارے درمیان بادل آجائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو"۔

١٧-عن ربعي بن حراش عن حذيفة بن اليمان رضی الله عنه قال: قال رسول اللهﷺ: لا تقدموا الشهر حتى تروا الهلال أو تكملوا العدة ثم صوموا حتى تروا الهلال أو تكملوا العدة-[2]

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مہینہ کو پہلے نہ کرو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو یا گنتی مکمل کر لو پھر روزہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو یا گنتی مکمل کرو"۔

١٨-عن ربعي عن بعض أصحاب النبيﷺ- قال: قال رسول اللهﷺ: لا تقدموا الشهر حتى تكملوا العدة أو تروا الهلال ثم صوموا، ولا تفطروا حتى تروا الهلال أو تكملوا العدة ثلاثين-[3]

ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مہینہ کو پہلے شمار نہ کرو یہاں تک کہ تم

[1] مسند احمد: ۴۴۵/۳

[2] سنن ابی داؤد: ۳۳۸/۱

[3] سنن نسائی: ۳۲۹/۱

چاند دیکھ لو یا (تیس کی) گنتی مکمل کرلو اور عید نہ کرو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو یا (تیس کی) گنتی مکمل کرلو"۔

۱۹-عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: كان رسول اللهﷺيتحفظ من هلال شعبان ما لا يتحفظ من غيره ثم يصوم لرؤية رمضان فإن غم عليه عد ثلاثين يومًا ثم صام-[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ شعبان کے چاند کے علاوہ کسی چاند کا اتنا اہتمام نہ فرماتے تھے جتنا کہ شعبان کے چاند کا فرمایا کرتے تھے پھر چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرتے تھے اور اگر آپ ﷺ پر چاند پوشیدہ ہو جاتا تو تیس کی گنتی مکمل کیا کرتے تھے پھر روزہ رکھتے تھے۔

۲۰-عن عبد الرحمن بن زيد بن الخطاب أنه خطب الناس في اليوم الذي يشك فيه فقال: ألا إني جالست أصحاب رسول اللهﷺوسألتهم وإنهم حدثوني أن رسول اللهﷺقال: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته وأنسكوا لها فإن غم عليكم فأكملوا ثلاثين، فإن شهد شاهد فصوموا وأفطروا- وفي رواية أحمد: وإن شهد شاهدان مسلمان فصوموا وأفطروا-[2]

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے یوم الشک میں لوگوں کو خطبہ دیا کہ "میں اصحابِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور میں نے اُن سے سوال کیا اور انہوں نے مجھے حدیث بیان کی

[1] مسند احمد: ۸۳/۴۲
[2] مسند احمد: ۱۹۱/۳۱

کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اور قربانی کرو اور اگر وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو، اور اگر ایک شخص گواہی دے تو روزہ رکھو اور عید کرو"۔ اور احمد کی ایک روایت میں ہے کہ "اور اگر دو مسلمان گواہی دیں تو روزہ رکھو اور عید کرو"۔

۲۱-عن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب یقول انا صحبنا اصحاب النبیﷺوتعلمنا منهم انهم حدثونا ان رسول اللهﷺ صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته فان اغمی علیکم فعدوا ثلاثین فإن شهد ذوا عدل فصوموا وأفطروا وأنسكوا۔[1]

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب فرماتے ہیں کہ ہم نے اصحابِ رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی اور ہم نے اُن سے علم سیکھا وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اور اس کے اور تمہارے درمیان بادل آجائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو لیکن اگر دو عادل شخص گواہی دیں تو روزہ رکھو اور عید کرو اور قربانی کرو۔

۲۲-عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهماقال: قال رسول اللهﷺ: إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا فإن اغمي عليكم فعدوا ثلاثين يومًا-[2]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

[1] سنن الدار القطنی: ۳۷۱/۲

[2] مسند احمد: ۴۰۰/۲۲

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم چاند کو دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب اس کو دیکھ لو تو عید کرو اور اگر وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو"۔

٢٣-عن أبي بكرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين يومًا-[1]

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ عید کرو اور اگر وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس دن کی گنتی مکمل کرو"۔

٢٤- عن مسروق والبراء بن عازب قالا: قال رسول الله ﷺ: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غم عليكم فأتموا ثلاثين-[2]

ترجمہ: حضرت مسروق و براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اور اگر وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس دن مکمل کرو"۔

٢٥-عن طلق بن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إن الله – عز وجل – جعل هذه الأهلة مواقيت للناس، فإذا رأيتموه فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا، فإن غم عليكم فعدوا ثلاثين-[3]

ترجمہ: حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد

[1] السنن الکبری للبیہقی: ٣٤٧/٤
[2] المعجم الکبیر للطبرانی: ٢٥/٢
[3] المعجم الکبیر للطبرانی: ٣٩٧/٨

فرمایا: "بے شک اللہ عزوجل نے اس چاند کو لوگوں کے لئے وقت بتانے کے لئے بنایا ہے پس جب تم اس کو دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب تم اس کو دیکھو تو عید کرو اور اگر تم پر وہ پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو"۔

۲۶- عن طلق بن علي رضي الله عنه قال سمعت رجلا سال النبي ﷺ عن اليوم الذى يشک فيه فيقول بعضهم هذا من شعبان وبعضهم هذا من رمضان فقال رسول الله ﷺ: لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروا الهلال فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين-[1]

ترجمہ: حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوم شک کے روزہ کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سُنا بعض نے کہا یہ شعبان کے بارے میں ہے اور بعض نے کہا کہ رمضان کے بارے میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو اور عید نہ کرو یہاں تک کہ تم چاند دیکھ لو اور اگر تم پر وہ پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو"۔

۲۷-عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: لا تقدموا هذا الشهر صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غم عليكم فعدوا ثلاثين-[2]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس مہینہ کو مقدم نہ کرو تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اور

[1] السنن الکبری للبیہقی: ۳۵۰/۴
[2] السنن الکبری للبیہقی: ۳۴۹/۴

اگر تم پر وہ پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو"۔

۲۸-عن رافع بن خديجؓقال: قال رسول اللهﷺ: أحصوا عدة شعبان لرمضان ولا تقدموا الشهر بصوم فإذا رأيتموه فصوموا، وإذا رأيتموه فأفطروا فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين يومًا ثم أفطروا-[1]

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "شعبان کو رمضان کے لیے شمار کرو اور اس مہینہ کو پہلے نہ کرو ایک روزہ رکھنے کے ساتھ، پس جب تم چاند کو دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب اس کو دیکھ لو تو عید کرو اور اگر وہ تم پر پوشیدہ ہو جائے تو تیس کی گنتی مکمل کرو پھر عید کرو"۔

۲۹-عن ابن عمر رضى الله عنهماقال: ترايا الناس الهلال فأخبرت رسول اللهﷺأني رأيته فصامه وأمر الناس بصيامه[2].

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ چاند دیکھ رہے تھے کہ میں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

۳۰-عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: جاء أعرابي إلى النبيﷺفقال: أبصرت الهلال الليلة قال: أتشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمدًا عبده ورسوله؟، فقال: نعم، قال: يا بلال أذن في الناس فليصوموا-[3]

[1] سنن الدار القطنی: ۳۶۴/۲
[2] السنن الکبری للبیہقی: ۳۵۷/۴
[3] المستدرک للحاکم: ۴۳۷/۱

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہا کہ میں نے رات کو چاند دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا "کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے بلال! لوگوں میں اعلان کردو کہ وہ روزہ رکھیں"۔

۳۱-عن ربعي بن حراش عن رجل من أصحاب النبيﷺ قال: اختلف الناس في آخر يوم من رمضان فقدم أعرابيان فشهدا عند النبيﷺبالله لأهلا الهلال أمس عشية فأمر رسول اللهﷺالناس أن يفطروا[1].

ترجمہ: لوگوں میں رمضان المبارک کے آخر میں اختلاف ہو گیا تو دو اعرابی آئیں اور آپ ﷺ کے پاس گواہی دیں کہ اللہ کی قسم! ہم نے کل رات چاند دیکھا تھا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم فرمایا کہ وہ عید کریں۔

۳۲-عن ربعي ابن حراش عن أبي مسعودﷺقال: أصبح الناس صيامًا لتمام ثلاثين فجاء رجلان فشهدا أنهما رأيا الهلال بالأمس فأمر رسول اللهﷺالناس فأفطروا-[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے تیسواں روزہ رکھا تو دو اعرابی آئیں اور آپ ﷺ کے پاس گواہی دیں کہ ہم نے کل چاند دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو عید کرنے کا حکم فرمایا۔

[1] سنن الدار القطنی: ۳۷۴/۲
[2] المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۳۹/۱۷

۳۳-عن أبي عمير بن أنس بن مالك قال: حدثني عمومة لي من الأنصار من أصحاب رسول اللهﷺقالوا غم علينا هلال شوال فأصبحنا صيامًا فجاء ركب من آخر النهار فشهدوا عند رسول اللهﷺأنهم رأوا الهلال بالأمس فأمرهم رسول اللهﷺأن يفطروا من يومهم، وأن يخرجوا لعيدهم من الغد[1].

ترجمہ: حضرت ابو عمیر بن انس بن مالک فرماتے ہیں کہ انصار میں سے میرے چند ماموں نے مجھ سے حدیث بیان کیں جو کہ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں کہ ہم پر شوال کا چاند پوشیدہ ہو گیا تھا تو ہم نے صبح روزہ رکھا اور دن کے آخری حصہ میں کچھ سوار آئیں اور آپ ﷺ کے پاس گواہی دی کہ انہوں نے کل رات کو چاند دیکھا ہے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو اسی دن روزہ توڑنے کا حکم فرمایا اور لوگ اگلے دن نمازِ عید کے لئے نکلیں۔

۳۴-عن أبي مالك الأشجعي عن الحسين بن الحارث الجدلي – جديلة قيس – أن أمير مكة خطب ثم قال: عهد إلينا رسول اللهﷺأن ننسك للرؤية فإن لم نره وشهد شاهدا عدل نسكنا بشهادتهما فسألت الحسين بن الحارث: مَن أمير مكة؟ قال: لا أدري، ثم لقيني بعد فقال: هو الحارث بن حاطب أخو محمد بن حاطب.ثم قال الأمير: إن فيكم من هو أعلم بالله ورسوله مني وشهد هذا من رسول اللهﷺوأومأ بيده إلى رجل.قال الحسين: فقلت لشيخ إلى جنبي، مَن هذا الذي أومأ إليه الأمير؟ قال: هذا عبد الله بن عمر رضى الله عنهماوصدق، كان أعلم بالله منا، فقال:بذلك أمرنا رسول اللهﷺ-[2]

[1] مسند احمد: ۱۹۱/۳۴

[2] سنن ابی داؤد: ۳۳۹/۱-۲۴۰

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشجعی فرماتے ہیں کہ حضرت حسین بن حارث جدلی نے فرمایا کہ امیرِ مکہ نے خطبہ دیا کہ آپ ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم چاند دیکھ کر قربانی کریں اور اگر ہم چاند نہ دیکھ پائیں اور دو عادل شخص گواہی دیں تو ہم اُن کی گواہی کی وجہ سے قربانی کریں تو میں نے حسین بن حارث سے سوال کیا کہ امیرِ مکہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں۔

پھر اس کے بعد ان کی میرے سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ وہ حارث بن حاطب، محمد بن حاطب کے بھائی ہیں۔ پھر امیر نے فرمایا: تم میں سے کون زیادہ مجھ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو جانتا ہے؟ اور ایک شخص کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، حسین فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پڑوس والے شیخ سے پوچھا یہ شخص کون ہیں جن کی طرف امیر نے اشارہ کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور (امیر نے) سچ کہا کہ یہ ہم سب میں سب سے زیادہ اللہ کو جانتے ہیں اور آپ ﷺ نے ہمیں اسی طرح حکم فرمایا تھا۔

رؤیت کے سلسلے میں فقہائے اُمت کی آراء:

اس بات پر جملہ ائمہ کا اتفاق ہے کہ روزہ اور عیدین کے لئے رؤیت بصری ضروری ہے، نفسِ علم کافی نہیں ہے، ذیل میں فقہاء کی آراء نقل کرتا ہوں۔

احناف:

علامہ سمرقندی لکھتے ہیں:

وانما يعرف برؤيته الهلال ان كانت السماء مصحية وان كانت متغيمة فانه يكمل شعبان ثلاثين يوما ثم يصوم عن رمضان ،لما روى عن النبى عليه السلام انه قال: صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فان غم عليكم فأكملوا شعبان ثلاثين يوما ثم صوموا۔[1]

ترجمہ: اگر آسمان صاف ہو تو رمضان کی معرفت رؤیت ہلال سے ہو گی، اور اگر بادل ہو تو شعبان کو تیس کیا جائے گا پھر رمضان کا روزہ رکھا جائے گا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: روزہ رکھو چاند کے دیکھنے کے ساتھ اور افطار کرو چاند کے دیکھنے کے ساتھ، اگر تمہارے اوپر بادل ہو تو شعبان کے تیس دن مکمل کرو پھر روزہ رکھو۔

علامہ ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں:

"ويثبت رمضان برؤية هلاله أوبعد شعبان ثلاثين يوما" لحديث الصحيحين:صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته،فان غم عليك فاكملوا عدة شعبان ثلاثين يوما۔[2]

ترجمہ: رمضان رؤیت ہلال سے ثابت ہوتا ہے یا شعبان کے تیس دن کے بعد، کیونکہ صحیحین کی روایت ہے: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار یعنی عید کرو، اگر تمہارے اُوپر بادل آجائے تو شعبان کی تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

1 تحفۃ الفقہاء: ۳۴۵/۱
2 البحر الرائق: ۴۵۹/۲

شمس الأئمہ حلوانی فرماتے ہیں:

ان الشرط فی وجوب الصوم والافطار الرؤیة۔[1]

ترجمہ: روزہ اور عید کے وجوب کی شرط رؤیت ہے۔

فقہائے احناف کی سابقہ عبارات بالکل واضح ہیں کہ اصل مدار رؤیت پر ہے حساب پر قطعاً نہیں ہے۔ چنانچہ حاشیہ طحطاوی میں ہے :

انہ لا عبرة بقول المنجمین فلایثبت بہ الھلال۔[2]

ترجمہ: اہلِ حساب کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ، پس ان کے قول سے چاند کا ثبوت نہیں ہوگا۔

حاشیہ ردالمحتار میں ہے:

ولا عبرة بقول المؤقتین أ ی فی وجوب الصوم علی الناس بل فی (المعراج)لایعتبر قولھم بالا جماع ولا یجوز للمنجم أن یعمل بحساب نفسہ۔[3]

ترجمہ: لوگوں پر روزہ کے وجوب کے سلسلے میں اہل حساب کا قول غیر معتبر ہے۔ جبکہ ''معراج'' میں ہے کہ بالاجماع ان کا قول معتبر نہیں ہے۔ حتٰی کے خود اہل حساب کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے حساب پر عمل کرے۔

شمس الأئمہ سرخسی نے تو اہل مصر کی اس حرکت پر کہ انہوں نے رؤیت

1 ردالمحتار:۳/۳۵۵

2 حاشیۃ الطحطاوی:۶۴۶

3 ردالمحتار:۳/۳۵۴

کے بغیر ہی روزہ شروع کر دیا تھا، ان پر شدید تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقد أخطأ أ هل المصر حين صاموا بغير رؤية الهلال لقوله ﷺ : ''صوموا لرؤيته وأ فطروا لرؤيته فان غم عليكم فا كملوا شعبان ثلاثين يوما-'' فاهل المصر خالفوا أ مر رسول الله ﷺ فكانوا مخطئين -[1]

ترجمہ: اہل مصر نے رؤیت ہلال کے بغیر جو روزہ رکھا اس میں انہوں نے غلطی کی کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اگر تم پر بادل آجائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ اس حدیث کے مطابق اہل مصر نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی، لہذا وہ خطاکار ٹھہریں۔

مالکیہ:

وصوم شهر رمضان فريضة يصام لرؤيته ويفطر لرؤيته-[2]

ترجمہ: رمضان کے روزے فرض ہیں جو رؤیت ہلال سے رکھے جاتے ہیں اور اس کی رؤیت سے افطار کیا جاتا ہے۔

شیخ ابوالحسن مالکی فرماتے ہیں:

ويثبت صوم رمضان بأحد شيئين اما باتمام شعبان ثلاثين يوما واما برؤية الهلال - [3]

ترجمہ: رمضان کے روزے دو طرح سے ثابت ہوتے ہیں۔ یا شعبان کے تیس دن کے مکمل ہونے پر یا رؤیت ہلال پر۔

1 المبسوط للسرخسی: ۷۸/۳

2 رسالۃ ابی زید القیروانی: ۸۳

3 کفایۃ الطالب الربانی: ۲۷۶/۲

حساب کے بارے میں ابن حاجب مالکی فرماتے ہیں:

ولا يلتفت الى حساب المنجمين اتفاقا.[1]

ترجمہ: اس میں سب کا اتفاق ہے رؤیت کے سلسلے میں اہل حساب کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔

شوافع:

علامہ شیرازی فرماتے ہیں:

ولايجب صوم رمضان الا برؤية الهلال،فان غم عليهم وجب عليهم استكمال شعبان ثلثين يوما-[2]

ترجمہ: رمضان کے روزے رؤیت ہلال کے بغیر ثابت نہیں ہوتے، اگر لوگوں پر بادل آجائے تو ان پر شعبان کے تیس دن مکمل کرنے واجب ہوں گے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں:

يجب صوم رمضان باستكمال شعبان ثلثين أو رؤية هلاله-[3]

ترجمہ: رمضان کے روزے شعبان کے تیس دن مکمل کرنے یا رؤیت ہلال سے ثابت ہوتے ہیں۔

نیز حساب کے سلسلے میں علامہ نووی فرماتے ہیں:

1 مواہب الجلیل: ۱۵۵/۳

2 المھذب: ۵۹۲/۲

3 روضۃ الطالبین: ۳۴۵/۲

فقال فی '' التھذیب'' لا یجوز تقلید المنجم فی حسابه لا فی الصوم ولا فی الفطر-[1]

ترجمہ: تہذیب میں ہے، اہل حساب کی تقلید جائز نہیں چاہے روزہ میں ہو اور چاہے عید میں ہو۔

حنابلہ:

فقیہ ابن قدامہ مقدسی فرماتے ہیں:

وفی الجملة : لایجب الصوم الا برؤیة الهلال أوکمال شعبان ثلاثین یوما-[2]

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ روزہ رؤیت ہلال کے بغیر یا شعبان کے تیس دن مکمل کئے بغیر ثابت نہیں ہوتا۔

نیز علم حساب کے سلسلے میں انتہائی سختی برتتے ہوئے ابن قدامہ لکھتے ہیں:

وکذلک لوبنی علی قول المنجمین،وأهل المعرفة بالحساب فوافق الصواب لم یصح صومه وانکثرت اصابتهم لا نه لیس بدلیل شرعی یجوز البناء علیه ولا العمل به فکان وجوده کعدمه،قال النبی ﷺ :صوموا لرؤیته وأفطروا لرؤیته-[3]

ترجمہ: حساب کا علم رکھنے والوں پر اگر مدار بنایا جائے اور وہ بالکل صحیح بھی ہو تب بھی روزہ صحیح نہیں ہوگا چاہے ان کی بات کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ دلیل شرعی نہیں ہے کہ جس پر جواز کا بناء کیا جائے اور نہ ہی اس پر

1 روضۃ الطالبین: ۲/۳۴۷

2 المغنی: ۴/۳۳۳

3 المغنی: ۴/۳۳۸

عمل کیا جائے گا، گویا کے اس کا وجود عدم وجود ہوگا، حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔

یہ تھے مختصراً ائمہ اربعہ کے مسالک کہ وہ مدار صرف رؤیت پر رکھتے ہیں اور علم حساب کی شدت سے مخالفت فرماتے ہیں۔

تو وہ حضرات کہ جو اپنے آپ کو ائمہ میں سے کسی کا متبع بتلاتے ہیں ان سے درخواست ہے کہ ائمہ متبوعین میں سے کسی کا قول دکھلا دیں کہ جنہوں نے علم حساب پر مدار رکھا ہو۔ صرف چند حضرات کا قول ملتا ہے مثلاً شوافع میں ابوالعباس بن سریج یا امام سبکی وغیرہ۔ وہ کہتے ہیں کے حساب پر مدار رکھا جا سکتا ہے لیکن ان کی بات کو جملہ فقہاء نے شدت سے رد کرتے ہوئے مردود اور باطل قرار دیا ہے۔ لہذا قولِ مردود یا باطل پر روزہ اور عید کا مدار نہیں رکھ سکتے۔

سائنسی تحقیقات اور شریعت

آج اس پُر فتن دور میں جہاں ہر طرح کا فتنہ ہے، وہاں ایک فتنہ یہ بھی ہے رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو ختم کیا جارہا ہے اور بعض ایسی سنت جو مستمرہ ہیں، چودہ سو سال سے پوری اُمتِ اسلامیہ اس پر عمل کرتے آرہی ہیں، اُسے ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ان سنتوں میں سے ایک عظیم سنت، رؤیتِ ہلال کی سنت ہے۔

یہ بات بہت شدومد سے کی جارہی ہے کہ یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے، ہمیں سائنسی تحقیقات کا فائدہ اُٹھانا چاہئے اور اجتہاد کرتے ہوئے اس بات کی اجازت ہونی چاہئے کہ ثبوت شہر کے لئے رؤیت ہلال کی ضرورت نہیں، صرف سائنسی تحقیقات پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے مقرر کردہ حساب کو کافی سمجھنا چاہئے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس بات کی ہمیں اجازت ملتی ہے کہ شریعت کو چھوڑ کر سائنس پر عمل کریں؟ اور کیا اس طرح کے عمل کو اجتہاد کہہ سکتے ہیں؟ یہاں پر دو باتیں ہیں جو بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔

(۱) شریعت کو چھوڑ کر سائنس پر عمل کرنا

(۲) جدید تحقیق کو اجتہاد کا نام دینا۔

یہ ہر ایک مسلمان جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں ہی ہماری دارین

کی کامیابی ہے، آپ ﷺ کے راستے سے ہٹ کر کوئی بھی راہ اختیار کریں اس میں کوئی کامیابی ہو ہی نہیں سکتی۔ اس میں اختلاف و انتشار ہی رہے گا۔ آج ویسے بھی اُمت اختلاف کا شکار ہے، مزید ایسی حرکتیں کر کے اُمت کو اختلاف میں مبتلا کرنا کس قدر افسوس کی بات ہے۔

تھوڑی سی زحمت بظاہر ہوتی ہے کہ انتظار کرنا ہوتا ہے کہ چاند نظر آگیا ہے یا نہیں۔ کیا ہم اپنے نبی ﷺ کی اس چودہ سو سالہ کی سنت کو زندہ رکھنے کے لئے دو چار گھنٹے کی زحمت برداشت نہیں کر سکتے؟ جبکہ ایسے وقت میں نبی ﷺ کی سنت کو ختم کیا جا رہا ہو، اس سنت کو زندہ کرنے میں کس قدر عظیم ثواب ہے۔

اگر یہ لوگ نادانی میں حساب فلکی کی بدعت کو اختیار کر رہے ہیں تو شاید اللہ اُن کو معاف کر دے اور اللہ کرے کہ یہ نادانی میں کر رہے ہوں کیونکہ یہ طریقہ **بقول علامہ ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر اور حافظ ابن رجب** کے کہ یہود، نصاریٰ، شیعہ، روافض اور اسماعیلیوں کا ہے۔

پہلی بات کہ شریعت کو چھوڑ کر سائنس پر عمل کیا جائے، اس بات کی کوئی بھی شخص جسے خدا کا خوف اور شریعت کا علم ہو، اجازت نہیں دے گا اس کی اجازت دینے والا یقیناً شریعت سے بے بہرہ اور خوف خدا سے عاری ہوگا۔

دوسری بات کہ جدید تحقیقات کو اجتہاد کا نام دیا جائے یہ تو یقیناً درست نہیں۔

اب ذیل میں ایسے لبرل اور آزاد خیال لوگوں کے دلائل اور اس کے ساتھ ساتھ جواب عرض کرتا ہوں۔

اب ذیل میں اُن لوگوں کے نقطہ نظر اور دلائل مع جواب نقل کرتا ہوں:

ا۔احادیث میں جو رؤیت کا ذکر آتا ہے اس سے مراد رؤیتِ علمی ہے۔

استدلال: حسابِ فلکی والے کہتے ہیں کہ احادیث میں جو رؤیت کا ذکر ہے اس سے مراد رؤیتِ علمی ہے۔ بعض تو حد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صرف رؤیتِ علمی ہی مراد ہے اور بصری مراد ہے ہی نہیں۔ یہ حضرات دلیل میں مختلف قرآنی آیات پیش کرتے ہیں کہ ان آیات میں رؤیتِ علمی مراد ہے، بصری نہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ:

ا۔ بمعنی العلم بالشئی، کما فی قوله تعالی: **اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ**-[1]

ترجمہ: کسی چیز کا علم ہونے کے معنی میں جیسا کہ اللہ ﷻ کا ارشاد ہے: "کیا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟"۔

۲-بمعنی التقدیر والحساب، کما فی قوله تعالیٰ: **فانظر ماذا ترى**-[2]

ترجمہ: اندازہ کرنا اور حساب لگانے کے معنی میں جیسا کہ اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

[1] سورۃ الفیل: ا

[2] سورۃ الصافات: ۱۰۲

"پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے"۔

٣-بمعنى الحسابات العلمية البحتة والتجارب المعملية، كمافي قوله تعالىٰ: **وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ۔**[1]

ترجمہ: خالص حسابات کا علم اور تجرباتِ علمیہ کا ہونے کے معنی میں جیسا کہ اللہ ﷻ کا ارشاد ہے: "اور دیکھ لیں جن کو ملی ہے سمجھ کہ جو تجھ پر اُترا تیرے رب سے وہی ٹھیک ہے اور سجھاتا ہے راہ اس زبردست خوبیوں والے کی" اس طرح کی آیات کہ جس میں رؤیت علمی مراد ہے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں جو رؤیت کا ذکر ہے اس سے مراد رؤیتِ علمی ہے۔

جواب: اگر جہلاء اس طرح کی باتیں کریں تو سمجھ میں آتا ہے کہ لا علمی اور عربی زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے اس طرح کی تاویلاتِ فاسدہ کر رہے ہیں مگر تعجب ہوتا ہے کہ جب اہلِ علم اس طرح کی تاویلات کرتے ہیں اور دلیل میں قرآنی آیات پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حدیث میں جو رؤیت کا ذکر ہے اس سے مراد رؤیتِ علمی ہے۔ کیا اہلِ علم یہ بات نہیں جانتے کہ عربی زبان میں ایک لفظ کئی معانی میں آتے ہیں؟ اور معانی کی تعیین ہم کس طرح سے کریں گے؟ کیا ہم خود کریں

[1] سورۃ سبا:٦

گے یا پھر شارع ﷺ جو معنی تعیین فرمائیں گے وہ مراد ہوگا؟
ذیل میں کچھ مثالیں دیتا ہوں۔

۱۔ صلاۃ

صلاۃ:(۱)دین وعبادت: يَاشُعَيْبُ أَصَلاَتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ ءَابَاؤُنَا۔ [1]

(۲)مغفرت ورحمت: أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ۔ [2]

(۳)یہودیوں کی عبادت گاہ: وَلَوْلاَ دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وبِيَعُ وصَلَوَات وَمَسَاجِدُ۔ [3]

(۴)عباداتِ مخصوصہ یعنی نماز۔ [4]

(۵)جہنم میں پھینکنا: ثمَّ الْجَحِيم صلوه۔ [5]

(۶)دعا: وَصَلِّ عَلَيْهِمْ۔ [6]

(۷)درود کا پڑھنا: اللهم صل على محمد

(۸)اگر اللہ کی طرف نسبت ہو تو رحمت کا بھیجنا

(۹)اگر فرشتوں کی طرف نسبت ہو تو استغفار کرنا

[1] سورۃ ھود:۸۷
[2] سورۃ البقرۃ:۱۵۷
[3] سورۃ الحج:۴۰
[4] معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ:۱۳۱۶
[5] معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ:۱۳۱۶
[6] سورۃ التوبۃ:۱۰۳

(۱۰) اگر انسان کی طرف نسبت ہو تو تضرع کرنا۔[1]

۲۔ رفع کا لفظ ہے اس سے مراد جسمانی "رفع" بھی اور روحانی "رفع" بھی۔

رفع روحانی کی مثال: **یرفع اللہ الذین آمنوا منکم و الذین اوتوا العلم درجات.**[2]

رفع جسمانی کی مثال: "**بل رفعه الله اليه** "آیا ہے۔ اس آیت میں حضرت عیسی علیہ السلام کے لئے لفظ "رفع" کا استعمال رفع جسمانی ہے۔

تمام مفسرین بلکہ پوری ملتِ اسلامیہ کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف جسمانی طور اُٹھائے گئے ہیں۔ منکرینِ حدیث اور قادیانیوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روحانی طور پر اُٹھائے گئے ہیں۔

اسی طرح آیت "**ورفعنا فوقكم الطور**"[3] میں رفع جسمانی ہے کیونکہ دوسری آیت: "**واذنتقنا الجبل فوقهم**" آیت: "**ورفعنا فوقكم الطور**" کی تفسیر ہے۔

۳۔ مولی: عربی زبان میں اس کے متعدد معانی ہیں۔

اللہ کے لئے:

ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ مَوْلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَأَنَّ ٱلْكَـٰفِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ۔[4]

1 معجم اللغة العربية المعاصرة: ۱۳۱۶
2 سورة المجادلة: ۱۱
3 سورة البقرة: ٦٣
4 سورة محمد: ۱۱

ترجمہ: یہ اس لیے کہ جو مومن ہیں ان کا خدا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔

وارث کے لئے:

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ۔ [1]

ترجمہ: اور ہر کسی کے لیے ہم نے مقرر کر دیئے ہیں وارث اس مال کے کہ چھوڑ مرے ماں باپ اور قرابت والے۔

آقا کے لئے:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰهُ۔[2]

ترجمہ: اور بتائی اللہ نے ایک دوسری مثال دو مرد ہیں ایک گونگا، کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ بھاری ہے اپنے آقا پر۔

آزاد کردہ غلام کے لئے:

عن النبی ﷺ قال: مولی القوم من انفسهم۔[3]

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قوم کا آزاد کردہ غلام اسی قوم کا شمار ہو گا۔

رشتہ داروں کے لئے:

وَإِنِّي خِفْتُ ٱلْمَوْلِيَ مِن وَرَآءِى وَكَانَتِ ٱمْرَأَتِى عَاقِرًا فَهَبْ لِى مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا۔[4]

1 سورۃ النساء: ۳۳

2 سورۃ النحل: ۷۸

3 صحیح بخاری: ۵۳۳/۲

4 سورۃ مریم: ۵

ترجمہ: اور میں ڈرتا ہوں اپنے بھائی بندوں سے اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے۔

(اس آیت میں اپنے قرابت داروں کو ''موالی'' کہا گیا ہے جو ''مولیٰ'' کی جمع ہے)

دوست اور رفیق کے لئے:

يَومَ لا يُغنى مَولًى عَن مَولًى شَيًا وَلا هُم يُنصَرونَ- [1]

ترجمہ: جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کو مدد ملے گی۔

ابن عساکر ابن اعرابی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال ابن الأعرابي: المولى: المالك وهو الله، والمولى: ابن العم، والمولى: المعتق، والمولى: المعتق،والمولى: الجار، والمولى:الشريك، والمولى: الحليف، والمولى: المحب، والمولى: اللّويّ،والمولى:الولي. [2]

ترجمہ: مولیٰ کا پہلا مطلب اللہ ہے (اس کے علاوہ) چچازاد، آزاد کرنے والے، آزاد ہونے والے، کاروباری ساجھی، معاہدہ کرنے والے، محبت کرنے والے، بااثر اور دوست سب کو (مولیٰ) کہتے ہیں۔

اب اصل جواب عرض کرتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ عربی زبان میں ایک لفظ کئی معانی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اب اسی کلمہ "رأى" کو لے لیں جو کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔

1 سورۃ الدخان: ۴۱
2 تاریخ مدینہ دمشق۔ ابن عساکر: ۳۸۳/۲۳

دراصل کلمہ "رأی" کو لغت میں رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف دو معنی میں استعمال ہوتا ہے "رؤیت بصریہ اور رؤیت علمیہ"۔

چنانچہ ابن فارس کہتے ہیں: الراء والهمزة والياء اصل يدل على نظر وابصار بعين وبصيرة.[1]

ترجمہ: راء، ھمزہ اور یاء یہ اصلاً بصارت اور بصیرت یعنی رؤیتِ بصری و علمی کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

اب ذیل میں مختلف جواب دیتا ہوں:

ا۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اس سے مراد رؤیتِ بصریہ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فعل اس پر سب سے بڑی دلیل ہے کہ آپ ﷺ چاند کو دیکھا کرتے تھے اگر وہ تیسویں شب کو نظر آگیا تو ٹھیک ورنہ تیس دن کا مہینہ مکمل کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا چاند کا دیکھنا یہ دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا مقصد اپنے اس قول سے کہ "صوموا لرؤيته"(چاند دیکھ کر روزہ رکھو) اس سے مراد رؤیت بصریہ ہے اور آپ ﷺ نے اپنی مراد کو اپنے عمل سے واضح فرمایا اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے بعد چاند کو دیکھا کرتے تھے جو کہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آپ ﷺ کے قول "صوموا لرؤيته"(چاند دیکھ کر روزہ رکھو) کو رؤیت بصریہ ہی حمل کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لغت اور مقاصدِ شریعت

[1] معجم مقاییس اللغۃ لابن فارس: ۴۷۲/۲

کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ جانتے تھے۔

۲۔ شیخ محمد نجار کہتے ہیں:

ان كلمة(رأى)فى اللغة العربية اذا كانت متعدية الى مفعول واحد فهى بصرية،واذاكانت متعدية الى مفعولين فهى علمية. [1]

ترجمہ: کلمہ "رأى"لغت میں اگر ایک مفعول کی طرف متعدی ہو تو رؤیت بصریہ مراد ہوتی ہے اور دو مفعول کی طرف متعدی ہو تو رؤیت علمیہ مراد ہوتی ہے۔

حدیث میں جو کلمہ "رأى "وارد ہوا ہے وہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہے "اذا رأيتم الهلال فصوموا، واذا رأيتموه فافطروا،فان غم عليكم فصوموا ثلاثين يوما"کیونکہ " رأيتم الهلال "میں صرف ایک مفعول "ہلال "ہے جو کہ منصوب ہے اور اس کے علاوہ کوئی منصوب ہے ہی نہیں، تو ماننا پڑے گا کہ حدیث مذکور میں رؤیت سے مراد رؤیت بصریہ ہے۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان"فان غم عليكم" رؤیت بصریہ پر دلالت کرتا ہے اور یہاں پر رؤیت علمیہ مراد نہیں لے سکتے کیونکہ آپ ﷺ اگر رؤیت علمیہ مراد لیتے تو"فان غم عليكم"نہ فرماتے کیونکہ لفظ"اغمام"رؤیت بصریہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ کبھی آپ نے پڑھا کہ لفظ "اغمام"رؤیتِ علمیہ کے لئے استعمال ہوا ہو؟۔

[1] ضیاء السالک الی اوضح المسالک لمحمد النجار ۱/۳۵۹

شیخ عبدالعزیز بن باز ایسے لوگوں پر برس پڑے جو کہتے ہیں کہ رؤیت سے مراد رؤیتِ علمیہ ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

ان دعوی "ان الرؤية فى الحديث هى الرؤية العلمية" دعوى مردودة، لأن الرؤية فى الحديث متعدية الى مفعول واحد فكانت بصرية لاعلمية-[1]

ترجمہ: جو لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ "حدیث میں جو رؤیت ہے اس سے مراد رؤیتِ علمیہ ہے" ایسے لوگوں کا دعویٰ بلاشبہ مردود ہے، کیونکہ حدیث شریف میں جو رؤیت ہے وہ صرف ایک مفعول کو متعدی ہے، لہذا صرف رؤیتِ بصریہ ہی مراد ہو سکتی ہے، علمیہ بالکل مراد نہیں ہے۔

۲۔ قرآنِ کریم میں جو "فمن شهد منكم الشهر" آیا ہے اس سے مراد رؤیتِ علمیہ ہے۔

آیت: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ.[2] سے مراد رؤیت علمی ہے۔

استدلال: اس آیت میں جو "شَهِدَ" ہے اس مراد "علم" ہے۔ لہذا جب رمضان کے مہینہ کا علم کسی بھی طرح سے ہوجائے تو روزہ رکھنا فرض ہو جائے گا۔ اس کے لئے کسی رؤیتِ بصری کی ضرورت نہیں، نفسِ علم کافی ہے اور آج کے سائنسی دور میں ہمیں یہ علم بہت پہلے سے معلوم ہوجاتا ہے۔

1 مجموع فتاوی الشیخ ابن باز: ۱۵/۱۱۱

2 سورۃ البقرۃ: ۱۸۵

جواب: پہلا جواب تو ہم علامہ آلوسی کے الفاظ سے دیتے ہیں جو فرماتے ہیں:

ولا يحسن ان يقال: من علم الهلال فليصم.[1]

ترجمہ: یہ بات انتہائی غیر مناسب ہے کہ (آیت شهد کی تفسیر) اس طرح سے کریں کہ جس کو چاند کا علم ہو گیا تو وہ روزہ رکھے۔

یہ حضرات اگر استدلال قرآن سے کر رہے ہیں تو تفسیر بالرائے سے نہیں کر سکتے، اس کے لئے معتبر تفسیر سے دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا کسی بھی مفسر نے آیت "**شَهِدَ**" کا ترجمہ "**علم**" سے کیا ہے؟ کیا یہ تفسیر کسی بھی معتبر تفسیر کی کتاب میں ہے؟

آیئے پہلے ہم آیت کی تفسیر معتبر تفاسیر سے نقل کرتے ہیں۔

مفسر ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

ا۔عن ابن عباس انه قال فی قوله"فمن شهد منكم الشهر فليصمه" فاذا شهد و هو مقيم فعليه الصوم، وان شهد و هو فی سفر فان شاء صام وان شاء افطر۔[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت: **فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ** کے بارے میں مروی ہے کہ جب وہ حاضر ہو اور مقیم ہو تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہے اگر وہ سفر کی حالت میں ہو تو اب چاہے وہ روزہ رکھے یا افطار کرے۔

[1] روح المعانی: ۶۲/۲

[2] جامع البیان: ۱۹۳/۳

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق آیت "شَہِدَ" کا معنی: "حضر" کے ہیں۔

۲۔ عن علی : قال من ادرک رمضان و ھو مقیم لم یخرج، فقد لزمه الصوم لان الله تعالى يقول"فمن شهد منكم الشهر فليصمه"۔[1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو رمضان المبارک کا مہینہ پائے اور وہ مقیم ہو اور (سفر میں) نہ نکلا ہو تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے" فمن شهد منكم الشهر فليصمه "۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطابق آیت "شَہِدَ" کا معنی: "ادرک" کے ہیں۔

۳۔ ابو حنیفة و اصحابه کانوا یقولون: من دخل علیه شهر رمضان و هو صحیح عاقل بالغ فعلیه صومه- فان جن بعد دخوله علیه و هو بالصفة التی وصفنا،ثم افاق بعد انقضائه،لزمه قضاء ماکان فیه من ایام الشهر مغلوبا علی عقله،لانه کان ممن شهده وهوممن علیه فرض۔[2]

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ: "جس پر رمضان المبارک کا مہینہ داخل ہوا اور وہ صحیح ہو (تندرست ہو)، عاقل، بالغ ہو تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہے اور اگر رمضان المبارک کا مہینہ داخل ہونے کے بعد وہ مجنون ہو گیا اور وہ اس حال میں تھا جو ہم

[1] جامع البیان: ۱۹۴/۳

[2] جامع البیان: ۱۹۸/۳

نے بیان کی (تندرست عاقل بالغ ہونا) پھر ماہِ رمضان المبارک ختم ہونے کے بعد وہ صحیح ہو گیا تو جن ایام میں وہ مجنون تھا ان روزوں کی قضاء کرنا اس پر لازم ہے کیونکہ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے رمضان المبارک کا مہینہ پالیا اور ان پر روزہ رکھنا فرض ہو گیا تھا۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

١- و"شهد"بمعنى حضر،وفيه اضمار،اى من شهد منكم المصر فى الشهر عاقلا بالغا صحيحا مقيما فليصمه،و هو يقال عام فيخصص بقوله"فمن كان منكم مريضا او على سفر"الآية۔ [1]

ترجمہ: اور "شَهِدَ" حاضر ہونے کے معنی میں ہے اور اس میں ضمیر ہیں یعنی جو تم میں سے رمضان المبارک کے مہینہ میں شہر میں حاضر ہو اس حالت میں کہ عاقل، بالغ، تندرست، مقیم ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ روزہ رکھے اور کہا گیا ہے کہ یہ حکم عام ہے پھر اس کی تخصیص کی گئی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس قول سے "پس تم میں سے جو مریض ہیں یا مسافر ہیں" الآیۃ۔

٢۔علي بن أبي طالب وابن عباس وسويد بن غفلة وعائشة – أربعة من الصحابة – وأبو مجلز لاحق بن حميد وعبيدة السلماني : من شهد أي من حضر دخول الشهر وكان مقيما في أوله في بلده وأهله فليكمل صيامه.[2]

[1] تفسیر قرطبی: ۱۶۲/۳

[2] تفسیر قرطبی: ۱۶۳/۳

ترجمہ: حضرت علی، عبد اللہ بن عباس، سوید بن غفلہ اور حضرت عائشہ ﷞ (چار صحابہ) اور ابو مجلز لاحق بن حمید اور عبیدہ سلمانی کے نزدیک آیت کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی مقیم رمضان کے مہینہ کے شروع میں اس مہینہ میں داخل ہوا اور وہ اپنے شہر اور گھر والوں کے ساتھ تھا تو وہ رمضان کے پورے روزے رکھے گا۔

علامہ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

(فمن شهد منكم الشهر فليصمه) فأثبت الله صيامه على المقيم الصحيح و رخص فيه للمريض والمسافر.[1]

ترجمہ: اللہ ﷻ نے صحیح مقیم پر روزے فرض کئے اور مریض و مسافر کے لئے رخصت رکھی۔

علامہ بغوی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

(فمن شهد منكم الشهر فليصمه) أي فمن كان مقيما في الحضر فأدركه الشهر.[2]

ترجمہ: جو کوئی مقیم حضر میں اس ماہ کو پالے۔

مفسر سعدی لکھتے ہیں:

(فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ) هذا فيه تعيين الصيام على القادر الصحيح الحاضر-[3]

ترجمہ: اس آیت میں ہر اُس شخص پر روزہ مقرر کیا گیا ہے کہ جو روزہ پر

1 تفسیر ابن کثیر: ۴۹۹/۱
2 تفسیر بغوی: ۱۹۹/۱
3 تفسیر سعدی: ۸۶

قدرت رکھتا ہو، صحیح اور مقیم ہو۔

علامہ قاضی بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

فمن حضر في الشهر و لم يكن مسافرا فليصم فيه۔[1]

ترجمہ: جو کوئی رمضان کے مہینہ میں ہو اور سفر میں نہ ہو تو وہ روزہ رکھے۔

علامہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں:

من كان منكم شاهدا و لم يكن مريضا ولا مسافرا فليصم الشهر۔ [2]

ترجمہ: جو کوئی تم میں رمضان کے مہینہ میں موجود ہو اور بیمار یا مسافر نہ ہو تو وہ روزہ رکھے۔

علامہ محمد بن علی شوکانی فرماتے ہیں:

فاثبت الله تعالیٰ صيامه على الصحيح المقيم و رخص فيه للمريض والمسافر۔[3]

ترجمہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صحیح مقیم پر روزے فرض کئے اور مریض و مسافر کے لئے رخصت رکھی۔

علامہ نسفی فرماتے ہیں:

فمن كان شاهدا اى حاضرا مقيما غير مسافر في الشهر فليصم فيه و لا يفطر۔[4]

1 تفسیر بیضاوی: ۱/۱۲۵
2 تفسیر بحر العلوم: ۱/۱۸۵
3 فتح القدیر: ۱۱۷
4 تفسیر النسفی: ۱/۱۶۰

ترجمہ: جو کوئی رمضان کے مہینہ میں مقیم حاضر ہو اور سفر میں نہ ہو تو وہ اس ماہ میں روزہ رکھے، افطار نہ کرے۔

علامہ جلال الدین سیوطی امام مجاہد کا قول اس آیت کے تحت نقل فرماتے ہیں: اذا اکان مقیما۔[1] ترجمہ: جب بندہ مقیم ہو۔

میں نے یہ چند تفاسیر "**شھد**" کی نقل کیں۔ صرف بتانا یہ ہے کہ یہ جو معنی: "**علم**" کے لیتے ہیں، اس کی کیا دلیل ہے۔ سوائے اس کے کہ ان کی یہ تفسیر، تفسیر بالرائے ہے جو کہ حرام اور خطرناک گناہ ہے۔

اب ہم لغت کو دیکھتے ہیں کہ شھد کے کیا معنی ہیں:

الشهيد: الحاضر-[2]

و **شَهِدَ** المجلسَ: حضرَه. ومنه ما في التنزيل العزيز: البقرة آية ١٨٥فَمَنْ **شَهِدَ** مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ-[3]

شهد المجلس أو القتال : حضره- [4]

پہلے تین معانی "حضر" کے ہیں۔ جیسا کہ کئی مفسرین نے بیان کئے۔

[1] الدر المنثور: ۴۵۸/۱

[2] لسان العرب: ۱۵۲/۸

[3] المعجم الوسیط: ۴۹۷

[4] المعجم الوسیط: ۴۹۷

شهد الشيء : عاينه۔ [1]

المُشاهَدةُ المعاينة۔ [2]

شَهِدَ الهِلالَ : **عايَنَهُ** [3]

آخری تین معانی "رؤیت" کے ہیں۔

معلوم ہوا کہ لغت اور تفاسیر کو دیکھا جائے تو آیت: فَمَنْ **شَهِدَ** مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ **میں جو** **شَهِدَ** **آیا ہے، اس سے مراد یا تو حضور ہے یا پھر رؤیت۔ علم کسی بھی حال میں نہیں ہے۔ بلکہ امام رازی تو آیت :** فَمَنْ **شَهِدَ** مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ **کی تفسیر میں** **شَهِدَ** **کے معنی رؤیت کے لیتے ہیں۔**

چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں:

ان شهود الشهر بماذا يحصل فنقول اما بالرؤية واما بالسماع اما الرؤية فنقول اذا راى انسان هلال رمضان فاما ان يكون منفردا بتلك الرؤية او لايكون فان كان منفردا بها فاما ان يرد الامام شهادته او لا يردها فان تفرد بالرؤية وردالامام شهادته لزمه اى يصوم لان الله تعالى جعل شهود الشهر سببا لوجوب الصوم عليه وقد حصل شهود الشهر فى حقه فوجب ان يجب عليه الصوم واما ان انفرد بالرؤية وقبل الامام شهادته اولم ينفرد بالرؤية فلا كلام فى وجوب الصوم واما السماع فقول اذا شهد عدلان على رؤية الةلال

[1] المعجم الوسیط:۴۹۷

[2] المعجم الوسیط:۴۹۷

[3] المعجم الوسیط:۴۹۷

حکم به فی الصوم والفطر جمیعا واذا شهد عدل واحد علی رؤیة هلال شوال لایحکم به واذا شهد علی هلال رمضان یحکم به احتیاطا لامر الصوم۔[1]

ترجمہ: بے شک مہینہ کا حاضر ہونا جو پایا جاتا ہے یا تو وہ رؤیت سے ہوگا یا سماعت سے، بہر حال رؤیت سے حاصل ہونے کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ جب انسان رمضان المبارک کے چاند کو دیکھ لے تو یا وہ دیکھنے میں اکیلا ہوگا یا نہیں پس اگر وہ اکیلا ہے تو امام اس کی شہادت کو رد کرے گا یا نہیں اگر امام نے اس کی شہادت کو رد کر دیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مہینہ میں حاضر ہونا سبب قرار دیا ہے روزہ کے واجب ہونے کا اور مہینہ میں حاضر ہونا اس کے حق میں پایا گیا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ روزہ رکھے اور اگر وہ رؤیت میں اکیلا ہے اور امام نے اس کی شہادت قبول کر لی یا اکیلا نہیں ہے تو پھر روزہ کے واجب ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے اور اگر سماع سے مہینہ کے داخل ہونے کا علم ہوتا ہے تو جب دو عادل چاند کے دیکھنے کی گواہی دیں گے تو روزہ اور افطار (عید) کا حکم لگایا جائے گا اور اگر ایک عادل شخص نے شوال کا چاند دیکھنے کی گواہی دی تو حکم نہیں لگایا جائے گا اور اگر رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی گواہی دی تو احتیاطاً روزہ رکھنے کا حکم لگایا جائے گا۔

[1] تفسیر الکبیر: ۵/۹۶-۹۷

۳۔ حدیث شریف میں "فاقدروا له" آیا ہے، اس سے مراد حساب فلکی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عن ابن عمر رضی الله عنهما ان رسول اللهﷺ قال "اذا رایتموه فصوموا واذا رایتموه فافطروا،فان غم علیکم فاقدرواله"۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کہ جب تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب اس کو دیکھو تو افطار (عید) کرو اور اگر چاند بادلوں میں چھپ جائے تو اس کا حساب لگاؤ"۔

استدلال: حدیث میں صراحتاً اندازہ لگانا، حساب کرنا اور ذہن و عقل کے استعمال کرنے کی طرف اشارہ موجود ہے "پس تم حساب لگاؤ" اور یہ عام حالت پر مبنی ہے۔ اس حدیث شریف میں علمِ حساب کا کہا گیا ہے کہ اگر چاند نظر نہ آئے تو حساب پر عمل کرو۔ اور آج کے وقت میں علم حساب کامل ہے۔ ہم حساب کے ذریعہ چاند کی رؤیت کا تعیین کر سکتے ہیں۔ نیز یہ کہ علم حساب میں غلطی کا امکان بھی نہیں ہے۔

جواب: یہ اُن کی سب بڑی مضبوط دلیل ہے۔

چاند نظر نہ آنے پر ایک حدیث شریف میں لفظ "فاقدرواله" ہے اور جبکہ اسی چاند کے نظر نہ آنے پر چودہ احادیث ہیں، جو اکمالِ عدت یعنی تیس کی گنتی مکمل کرو۔ وہ چودہ روایات یہ ہیں:

۱-فاتموا العدة ثلاثین-

۲-فاتموا شعبان ثلاثین-

۳-فاکملوا ثلاثین-

۴-حتی تروا الهلال او تکملوا العدة-

۵-فصوموا ثلاثین-

۶-احصوا عدة شعبان لرمضان-

۷-فاکملوا العدة ثلاثین-من حدیث ابن عمررضی الله عنهما-

۸-فاکملوا العدة ثلاثین فانها لیست تغمی علیکم-ابوهریرةؓ-

۹-فعدواثلاثین-ابوهریرة وابن عمرؓ-

۱۰-فاکملوا العدة-ابوهریرةؓ-

۱۱-فاکملوا عدة شعبان ثلاثین یوما-ابوهریرةؓ-

۱۲-فصوموا ثلاثین یوما-ابوهریرةؓ-

۱۳-فعدوا له ثلاثین یوما-ابن عمررضی الله عنهما-

۱۴-فاقدروا له ثلاثین-ابوهریرة وابن عمرؓ-

انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ چودہ روایات ایک حدیث (فاقدروا) کی تفسیر ہے۔ یہ تو انتہائی خلافِ عقل ہے کہ ایک حدیث چودہ روایات کی تفسیر ہو۔

لہذا علم فقہ کی روشنی میں یہ کہا جائے گا کہ علم اصولِ فقہ میں یہ فیصلہ کن بات ہے کہ مجمل، مبین (واضح کرنے والی) پر محمول ہوتا ہے۔ لہذا "فاقدروالہ" روایت مجمل ہے اور دوسری چودہ روایات مبین ہیں۔

لہذا وہ تمام روایات جو وارد ہوئی ہیں وہ ایک ہی ہے اگرچہ ان کے الفاظ مختلف ہیں۔
اور یہ ہی مطلب اکثر محدثین، فقہاءاور شارحین نے سمجھا ہے۔
چنانچہ امام مالک نے اپنی مؤطا میں اور امام بخاری نے جامع صحیح میں ایسا ہی اور ہر ایک نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی روایت "فاقدروالہ " کو ذکر کیا ہے پھر اس کے بعد حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی روایت جو نص ہے اس کو بیان کیا ہے کہ:

"الشهرتسعة وعشرون ليلة،فلاتصوموا حتى تروه، فان غم عليكم فاكملوا العدة ثلاثين "

ترجمہ: مہینہ کی انتیس رات ہو جائے تو روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند نہ دیکھ لو پس اگر ابر آلود ہو تو تیس کی گنتی مکمل کرو۔
نیز امام بیہقی نے تفسیر مرفوع بالمرفوع کرتے ہوئے اس گتھی کو سلجھادیا کہ **"فاقدروا "کا معنی"اتموا" ہے۔**

عن ابن عمر رضی الله عنهما ان رسول اللهﷺقال:"ان الله تعالیٰ جعل الاهلة مواقيت، فاذا رايتموه فصوموا،واذا رايتموه فافطروا،فان غم عليكم فاقدروا له،اتموا ثلاثين"فهذه الرواية الصحيحة صريحة فی تفسير المرفوع بالمرفوع۔

ترجمہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چاند کو وقت بتانے کے لئے بنایا ہے، پس جب تم چاند کو دیکھو تو روزہ رکھو، اور جب اس کو دیکھو تو عید کرو، اور اگر ابر آلود ہو جائے تو "اندازہ کرو، تیس دن مکمل کرو"۔
لہذا یہ روایت صحیح اور صریح ہے اور مرفوع روایت کی تفسیر مرفوع روایت سے ہے۔

۵۔ چاند کا دیکھنا یا حسابِ فلکی سے رؤیت کا علم ہونا یہ دونوں صرف وسیلہ ہیں دخولِ شہر کے لئے۔

استدلال: لہذا جس طرح سے بھی رؤیت ثابت ہوجائے، وہ دخولِ شہر کے لئے کافی ہے۔ رؤیتِ بصری کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اگر حساب سے پتہ چل جاتا ہے کہ کب چاند کی رؤیت ہے، اسی پر فیصلہ کرلیں گے۔

جواب: آپ ﷺ نے مہینہ کے داخل ہونے کو رؤیت پر منحصر کیا ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: لاتقدموا الشهر حتى تروا الهلال او تكملوا العدة ثم صوموا حتى تروا الهلال او تكملوا العدة۔

ترجمہ: تم مہینہ کو پہلے سے شمار نہ کرو یہاں تک کہ تم چاند نہ دیکھ لو یا مہینہ (تیس کا) مکمل نہ کرلو پھر روزہ رکھو یہاں تک کہ تم چاند نہ دیکھ لو یا مہینہ (تیس کا) مکمل نہ کرلو۔

حسابِ فلکی والے تو مہینہ کو وقت سے پہلے مقرر کرلیتے ہیں کہ فلاں دن سے روزہ ہے یا فلاں دن عید ہے۔ **یہ لوگ حدیث شریف کی مکمل مخالفت کرتے ہیں۔**

اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو جوامعِ کلمات عطا کئے ہیں، اگر آپ ﷺ رؤیت کو صرف وسیلہ بنانے کا ارادہ فرماتے تو یوں فرماتے کہ: جب مہینہ داخل ہوجائے تو روزہ رکھو، یا فرماتے کہ جب تمہارے نزدیک مہینہ کے داخل ہونے

کا ثبوت ہو جائے تو روزہ رکھو۔

رؤیتِ ہلال ثبوتِ شہر کے لئے شرط ہے، یعنی چاند کی رؤیت ہو گی تو روزہ شروع کریں گے، اگر چاند کی رؤیت نہیں ہو گی تو روزہ شروع نہیں کریں گے اگرچہ چاند افق پر ہو اور ہمیں پتہ بھی ہو کہ چاند افق پر ہے مگر بادل وغیرہ کی وجہ سے رؤیت نہ ہو سکے۔

٦۔ نماز کے اوقات پر رؤیت کو قیاس کرنا۔

استدلال: آج کے سائنسی دور میں ہم نمازوں کے لئے سورج کو نہیں دیکھتے کہ سورج نکلا ہوا ہے، طلوع، زوال، سایہ ایک یا دو مثل کا ہوا یا غروبِ آفتاب ہوا ہے۔ ہم گھڑی دیکھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں کیونکہ ہمیں سائنس اور علم سے پتہ ہوتا ہے کہ اب یہ فلاں وقت نماز کا ہے۔ علی ہذا القیاس ہم کیوں لوگوں کو مشقت میں ڈالتے ہیں کہ روزہ و عیدین کے لئے چاند کی رؤیت ہی ضروری ہے۔ ہمیں نماز کی طرح روزوں کی ابتداء و انتہاء سائنس اور علم کی بنیاد پر کرنا چاہیئے۔

جواب: یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔ اس طرح کے قیاس سے عوام کو تو بیوقوف بنا سکتے ہیں لیکن اہلِ علم کو نہیں۔

بلاشبہ شریعتِ مطہرہ میں چار بنیادی چیزیں ہیں۔

ا۔ قرآن ۲۔ حدیث ۳۔ اجماع ۴۔ قیاس۔

سب سے پہلے قرآن سے دلیل لی جاتی ہے، اگر قرآن میں نہ ملی تو احادیث مبارکہ سے دلیل لی جائے گی اور اگر احادیث میں نہ ہو اجماع سے اور اگر اجماع سے بھی دلیل نہ ملے تو پھر قیاس جو کہ آخری چیز ہے اس سے دلیل لی جاتی ہے۔

اب آیئے ہم اس رؤیتِ ہلال کے مسئلہ کو دیکھتے ہیں کہ کیا اول الذکر تین مآخذ سے رؤیت ہلال بصری کا ذکر ملتا ہے کہ نہیں۔ قرآن سے صراحت کے ساتھ اگر حکم نہیں بھی ہے (جبکہ علامہ امام رازی وغیرہ نے تو آیت **فمن شهد منكم الشهر** سے تو رؤیتِ ہلال مراد لیا ہے) تو چالیس سے زائد احادیث جو حد تواتر تک پہونچی ہوئی ہیں وہ رؤیتِ ہلال بصری کا حکم دیتی ہیں۔اجماعِ اُمت بھی اسی رؤیتِ بصری پر ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع، تابعین کا اجماع، تبع تابعین کا اجماع، فقہاء وائمہ متبوعین کا اجماع اور پوری امتِ اسلامیہ کا چودہ سو سال سے اجماع رؤیتِ بصری پر ہے۔

اب آیئے اس قیاس کی طرف جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ قیاس کی اہم ترین شرط میں سے ایک یہ ہے کہ اس کا حکم نص میں موجود نہ ہو، کیونکہ اگر نص میں اس کا حکم موجود ہو تو پھر اسے دوسروں پر قیاس کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ **لا اجتهاد مع النص** کہ نص کے ہوتے ہوئے اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں۔ رؤیتِ ہلال بصری پر چالیس سے زائد نصوص موجود ہیں۔

نیز چودہ سو سال کا امتِ اسلامیہ کا اجماع بھی اسی پر ہے۔ لہذا ہم قیاس کی طرف جا ہی نہیں سکتے۔

ذیل میں قیاس کی چند شرطیں درج کرتا ہوں:

۱۔ اصل جو کہ مقیس علیہ ہے، اس میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ اس میں جو حکم پایا جا رہا ہے، وہ کسی نص یا اجماع سے ثابت ہو یا دونوں فریق اس پر راضی ہوں۔

۲۔ یہ کہ وہ قاعدہ عامہ سے ہٹا ہوا نہ ہو، جیسا سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی گواہی کا دگنا ہونا، تو یہ اصل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے کہ اس پر قیاس کیا جا سکے کیونکہ قیاس میں جو حکم ہے وہ قاعدہ عامہ سے دور اور خارج ہے۔

۳۔ یہ کہ علت متعدی ہو یعنی دوسری چیز تک پہنچ سکتی ہو اگر وہ اس سے قاصر ہو تو قیاس کرنا ناممکن ہو گا کیونکہ یہ فرع تک متعدی ہی نہیں ہو سکے گا۔

شرطیں اور بھی ہیں مگر ہم ان تین بنیادی شرطوں کو دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ان لوگوں کا قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔

شرطِ اول میں مقیس علیہ نص اور اجماع سے ثابت ہو اور فریقین کا اجماع اس پر ہو، جبکہ فریقین کا اجماع اس میں نہیں ہے، کیونکہ ہم رؤیتِ بصری کہتے ہیں اور وہ رؤیتِ علمی کہتے ہیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ قاعدہ عامہ سے ہٹا ہوا نہ ہو۔ قاعدہ عامہ رؤیتِ ہلال بصری کا ہے، اب اس سے تجاوز نہیں کر سکتے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ علت کا متعدی ہونا۔ یہاں پر علت متعدی ہے ہی نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے رؤیت کو بصری پر منحصر فرمادیا ہے۔

شرعی لحاظ سے تو ان کا قیاس باطل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عقلی لحاظ سے بھی باطل ہے، کیونکہ اللہ ﷻ نے دو الگ الگ نظام بنائے ہیں۔ ایک نظامِ شمسی اور ایک نظام قمری اور دونوں کا الگ الگ کام ہے۔ نماز کے اوقات کو اللہ ﷻ نے نظامِ شمسی پر منحصر فرمایا ہے جو کہ اوقاتِ مقررہ ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا**[1]

ترجمہ: اللہ تعالی نے اہل ایمان پر نماز کو مقررہ اوقات میں فرض کیا ہے۔

نماز کا سبب وقت ہے، لہذا جب بھی وقت شروع ہو نماز پڑھنی ہے، اس وقت کا علم کسی بھی طرح سے ہو جائے۔ اس کے لئے رؤیت کا حکم کہیں نہیں آیا کہ نماز سے پہلے سورج کو دیکھو اور نماز پڑھو۔ جبکہ روزہ اور عید کے لئے رؤیت ہلال کا حکم دیا ہے اور اسی پر حصر فرمایا ہے۔ لہذا ان لوگوں کا قیاس شرعاً و عقلاً فاسد و باطل ہے۔

[1] سورۃ النساء: ۱۰۳

۷۔ رؤیتِ ہلال سنت ہے اور وحدتِ ملت فرض ہے۔

استدلال: رؤیتِ ہلال ایک سنت ہے جبکہ اتحاد اُمت فرض ہے لٰہذا اتحاد کی خاطر ایک ہی دن روزہ اور ایک ہی دن عید کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خواہ اس کے نتیجے میں غلط دن میں روزہ رکھنا پڑے تو رکھ لیا جائے، روزہ کے دن عید کرنی پڑے تو کرلی جائے تاکہ اتحاد اُمت کا مظاہرہ ہو سکے۔

جواب: بات تو بہت ہی خوبصورت ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کہیں ایسی کوئی آیت یا حدیث ہے جو یہ بتلائے کہ اتحاد اُمت کی خاطر اگر ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے واضح فرامین کو ترک کرنا پڑے تو ہم کردیں؟ اگر کوئی ایسی آیت یا حدیث ہوتی تو ہم بھی اس کو بالکل تسلیم کرتے اور یہ مسئلہ ہی نہ پیدا ہوتا، مگر ہمیں اس کے برخلاف قرآنی آیات اور احادیث ملتی ہیں۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔ [1]

ترجمہ: تم سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے پکڑلو اور آپس میں اختلاف میں نہ پڑو۔

یہاں پر اختلافات اور تفرقہ سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ شریعت کے دائرے میں رہو۔ مطلب یہ نکلا کہ شریعت کی حدود کو ترک کرنے میں اختلافات جنم لیں گے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے:

1 سورۃ آل عمران: ۱۰۳

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۔[1]

ترجمہ: اگر تم کسی معاملہ میں اختلافات کرنے لگو تو اس اختلافی معاملہ کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالے کر دو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اختلافات کا حل شریعت کی حدود میں رہنے سے ہوگا۔ شریعت کی حدود یعنی قرآن و حدیث سے تجاوز کر کے اتحاد ہو ہی نہیں سکتا۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے :

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.[2]

ترجمہ: خالق کی نافرمانی ہونے کی صورت میں کسی کی بھی بات نہیں مانی جائے گی۔

ایک اور روایت میں ہے:

عن ابن عمر، رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ: " السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب وكره، ما لم يؤمر بمعصية، فإن امر بمعصية، فلا سمع عليه ولا طاعة "[3]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

[1] سورۃ النساء: ۵۹

[2] زاد الطالبین: ۱۶

[3] سنن ترمذی: ۱/۴۳۳

فرمایا" :جب تک معصیت کا حکم نہ دیا جائے مسلمان پر سمع و طاعت لازم ہے خواہ وہ پسند کرے یا ناپسند کرے، اور اگر اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ اس کے لیے سننا ضروری ہے اور نہ اطاعت کرنا۔

معلوم ہوا کہ اگر ایسا کوئی اتحاد ہو کہ جس میں شریعت کے خلاف چلنا پڑے تو وہ اتحاد باطل محض اور فریب ہے، ہم ایسا اتحاد ہرگز نہیں کر سکتے اور نہ ہی شریعت ہمیں اس بات کی اجازت دیتی ہے۔

۸۔ مسلمانوں کی اکثریت کے ساتھ روزہ و عیدین منانا:

استدلال: ہم اتنے سارے مسلمانوں کو غلط کیسے کہدیں اور کیا مسلمانوں کا اتنا بڑا طبقہ بھی غلط ہو سکتا ہے اور اسکے برخلاف تھوڑے لوگ کیسے حق پر ہو سکتے ہیں؟ لہذا ہمیں چاہئے کہ مسمانوں کی اکثریت جس طرف ہو اُن کے ساتھ روزہ و عید کریں اور اسی کو اجماعِ اُمت کہتے ہیں۔

جواب: حقیقت یہ ہے کہ یہ محض دل بہلانے والی بات ہے، ہوتا تو یہ رہا ہے کہ طائفہ قلیلہ ہی حق پر رہی ہیں۔ کسی کے حق پر ہونے کو جاننے اور جانچنے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ شخص یا گروہ دین پر کتنا عامل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق.[1]

ترجمہ: میری اُمت میں ہمیشہ ایک جماعت ایسی رہے گی جو حق کے لئے لڑتی رہے گی۔

[1] صحیح مسلم: ۱۵۲/۲

اس حدیث شریف پر غور کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کثرت پر مدار نہیں رکھا بلکہ ایک جماعت کا لفظ استعمال کیا جس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ایک چھوٹا سا گروہ حق پر ضرور ہوگا۔ رہی یہ بات کہ اتنے لوگوں کا ایک مسئلہ پر جمع ہونا اجماع اُمت کے مترادف ہے تو اس سلسلے میں اگر آیات قرآنی واحادیث کا مطالعہ کیا جائے اور علماء اُمت نے جو اجماع کے اصول مقرر کئے ہیں انہیں دیکھا جائے تو بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ہر شخص کا اجماع مراد نہیں بلکہ اس اجماع سے اہل علم کا اجماع مراد ہے اور اہل علم میں بھی ان کا اجماع معتبر ہے جو متبع سنت ہوں ورنہ ان کا اجماع بھی معتبر نہیں ہوگا جیسے مبتدعین کا اجماع معتبر نہیں لیکن تشویشناک بات تو یہ ہے کہ سنت پر عمل کرنے والوں کو تو فسادی کہا جاتا ہے اور سنت ترک کرنے والوں کو اصلاحی کہا جاتا ہے۔ اسی رؤیت ہلال کے مسئلے کو لے لیجئے کہ نبی کریم ﷺ کی اس عظیم سنت کو ترک کیا جارہا ہے اور اس سنت عظمٰی کے ترک کرنے والوں کو اصلاحی کہا جاتا ہے جبکہ جو لوگ کوشش کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی سنت کا احیاء کریں تو ان پر فسادی ہونے کا فتویٰ لگایا جاتا ہے، فیا للعجب!

۹۔ وحدت عید

استدلال: عید کا مطلب خوشی ہے۔ آج یہ کس قدر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان ایک ساتھ عید نہیں کرتے۔ ایک ہی گھر میں میاں عید کر رہا ہے تو بیوی روزہ سے ہے، باپ اگر عید کر رہا ہے تو بیٹا روزہ رکھا ہوا ہے۔ کوئی رشتہ دار ایک دوسرے سے عید کی ملاقات کو جاتا نہیں کیونکہ اگلا روزہ سے ہے۔ اس لئے ہونا یہ چاہئے کہ سب ایک ہی دن عید کرے چاہے وہ روزہ کا دن ہی کیوں نہ ہو اور امت متفق رہے۔

جواب: اس میں کوئی شک نہیں ہے یہ ایک انتہائی افسوسناک صورتحال ہے۔ میں نے اس سلسلے میں سالوں سے کوششیں کیں کہ کسی طرح ہم سب ایک ہی کلمہ پر جمع ہو جائیں۔ کئی دفعہ اتفاق بھی ہوا (علماء کونسل میں ریکارڈ موجود ہے) مگر کچھ عرصہ کے بعد پھر وہ منحرف ہو جاتے ہیں۔

ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی ایسی سنت مستمرہ کو جو کہ چودہ سو سال سے چلی آرہی ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں رہا ہے، جان بوجھ کر چھوڑ کر ایسی بدعت کو اختیار کریں کہ جس کی تاریخِ اسلام میں مثال نہیں ملتی۔ اور چونکہ ان لوگوں کی ایک بڑی تعداد آسٹریلیا میں آباد ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کی اس بدعت کو اختیار کرلیں جبکہ خود ان کے ممالک (عرب، مصر، لبنان

اور شام وغیرہ) والے اس بدعت کو نہیں مانتے اور وہ چاند دیکھ کر روزہ و عیدین کا فیصلہ کرتے ہیں۔

باقی یہ فلسفہ کہ عید اگر سب لوگ ایک ساتھ کریں تو وحدت اُمت جیسا عظیم الشان کا فائدہ حاصل ہوتا ہے یہ اس حد تک نامعقول ہے کہ اس کے خلاف دلیل دینا ہی ایک بے مقصد کام معلوم ہوتا ہے آخر سارا زور وحدت عید پر کیوں دیا جاتا ہے، اس بات پر زور کیوں نہیں دیا جاتا کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کو اولین حیثیت دی جائے، یا عید کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ وحدت عید اگر کوئی اتنا بڑا مسئلہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور اس بارے میں فکر کرتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر اس دین کا ہمدرد اور خیر خواہ کون ہو سکتا ہے؟ ان سے بڑھ کر اتحاد اُمت کے بارے میں کون سوچ سکتا ہے؟ اور نبی کریم ﷺ کا بھی ایسا کوئی فرمان نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ ساری دنیا والے ایک ہی دن عید کر کے اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کریں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مدینہ طیبہ اور ملک شام میں عید کا اختلاف رہا ہے، رمضان المبارک کا آغاز مختلف دنوں میں کیا گیا مگر ان حضرات نے اس اختلاف کو اتحاد اُمت کے خلاف نہیں سمجھا بلکہ عین شرعی حکم سمجھا۔ مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت کریب رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ درج ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مدینہ

میں کسی اور دن روزہ شروع کیا اور حضرت کریب رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام میں ایک دن پہلے روزہ شروع کیا، تفصیلی واقعہ اختلاف مطالع کی بحث میں بیان کیا جائے گا، یہاں صرف اشارہ کررہا ہوں کہ اس واقعہ پر غور کریں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتحاد عید کو کوئی مسئلہ ہی نہیں سمجھا اور نہ ہی اس کی طرف کوئی خاص توجہ دی اور توجہ نہ دینے کی وجہ شریعت کا حکم تھا کہ چاند مدینہ میں نہیں دیکھا گیا تو اہل مدینہ نے شعبان کے تیس دن پورے کئے اور اہل شام کو چاند نظر آگیا تو انہوں نے شعبان کے انتیس دن کے بعد رمضان شروع کردیا،اسی پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عید کی بنیاد رکھی کہ اگر مدینے والوں کو انتیس روزے کو چاند نظر آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ رمضان کے تیس روزے پورے کئے جائیں گے چاہے شام والے عید کریں۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اسلام کی سلطنت وحکومت دنیا کے کسی خطہ پر آج نہیں ہوئی بلکہ ایک ہزار سال تک تو اسلام نے تقریباً پوری دنیا پر حکومت کی ہے مگر عید کی وحدانیت ویکسانیت کا سوال کبھی کسی حکومت یا ملت کے ذہن پر سوار نہیں تھا، اپنی اپنی رؤیت کے مطابق ہر جگہ عید منائی جاتی تھی، نہ کوئی اختلاف نہ

جھگڑا، نہ دوسری جگہ کی شہادتیں حاصل کرنے کے لئے دوڑ دھوپ۔ کتنا سیدھا، سچا اور صاف طریقہ ہے جس کو محض ایک خیالی اور موہوم وحدت کے خیال سے چھوڑ کر طرح طرح کے فتنوں، جھگڑوں اور دشواریوں کی دعوت دی جارہی ہے۔[1]

[1] رسالہ رؤیت ہلال: ۳۶

حسابِ فلکی پر عمل کرنا کئی وجوہ سے غلط ہے

اب میں ذیل میں ایسے دس وجوہ عرض کرتا ہوں کہ جن سے معلوم ہوگا کہ حسابِ فلکی پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔

۱۔احادیثِ متواترہ سے اعراض کرنا۔

چالیس سے زائد احادیث رؤیتِ ہلال کے بارے میں ہے جو کہ حد تواتر تک پہونچی ہوئی ہیں۔امام طحاوی نے رؤیتِ ہلال کی احادیث کو متواتر قرار دیا ہے۔

محض حسابِ فلکی کے چکر میں آکر احادیثِ متواترہ کو چھوڑنا انتہائی خطرناک گناہ ہے۔اہلِ علم خوب جانتے ہیں احادیثِ متواترہ کا حکم قرآن کی طرح ہے اور اس کا انکار بہت خطرناک ہے۔

۲۔حسابِ فلکی پر عمل کرنا رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنا ہے۔

چالیس سے زائد احادیث ملتی ہیں جو رؤیت کو بتلاتی ہیں اور حد تواتر تک پہونچی ہوئی ہیں۔تیس سے زائد احادیث اوپر درج کر چکا ہوں۔

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رؤیت کی احادیث مروی ہیں وہ تو بہت ہیں صرف چند حضرات کے نام لکھتا ہوں۔(۱) حضرت عمر بن الخطاب (۲) حضرت عبداللہ بن عمر (۳) حضرت ابوہریرہ (۴) حضرت عبداللہ بن عباس (۵) حضرت عائشہ صدیقہ (۶) حضرت حذیفہ (۷) حضرت طلق بن علی (۸) حضرت جابر بن عبداللہ

(۹) حضرت براء بن عازب (۱۰) حضرت ابو بکرۃ نفیع بن الحارث

(۱۱) حضرت رافع بن خدیج (۱۲) حضرت عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہم)۔

تمام احادیث کا خلاصہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے کس قدر تاکید کے ساتھ حکم فرمایا ہے کہ روزہ اور عید چاند دیکھ کر کرو، دوسری بات یہ ہے کہ یہ احادیث اتنا ثابت کرنے کے لئے ثبوت شہر کے لئے رؤیت بہت ضروری ہے، کافی ہیں۔

نیز شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز فرماتے ہیں:

النبي ﷺ أمر بالصوم لرؤية الهلال والإفطار لها وحصر ذلك فيها [1].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ روزہ کو شروع کرو رؤیتِ ہلال کے ساتھ اور اس کو ختم کرو رؤیتِ ہلال کے ساتھ اور آپ ﷺ نے اسی حکم پر انحصار فرمایا ہے۔ (یعنی کوئی اور طریقہ نہیں ہے سوائے رؤیت کے)۔

اب اگر کوئی حسابِ فلکی پر عمل کرے گا تو ظاہر ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کا مرتکب ہوگا۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کی سنتِ مستمرہ کی مخالفت کرنا لازم آتا ہے۔

رؤیتِ ہلال پر رسول اللہ ﷺ کا حکم، نیز تمام خلفائے راشدین، تابعین، تبع تابعین، تمام ائمہ متبوعین، فقہاء، مجتہدین، محدثین، پوری ملتِ

1 مجموع الفتاویٰ لشیخ ابن باز: ۱۵/۱۱۰

اسلامیہ اور تمام خلفائے اسلام اور ابھی بھی تقریباً سارا عالمِ اسلام، خصوصاً عالمِ عرب، سب ہی رؤیتِ ہلال پر عمل کرتے ہیں۔ رؤیتِ ہلال سے پہلے رؤیت کا اعلان نہیں کرتے۔ جبکہ یہ لوگ بہت پہلے سے اعلان کر دیتے ہیں کہ فلاں دن سے روزہ شروع ہو رہا ہے اور فلاں دن عید ہے۔

۴۔ حسابِ فلکی پر عمل کرنا بدعت ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والمعتمِدُ على الحساب في الهلال ؛ كما أنه ضال في الشريعة مبتدع في الدين.[1]

ترجمہ: حسابِ فلکی پر رؤیتِ ہلال پر اعتماد کرنا، شریعت میں گمراہی اور دین میں بدعت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حسابِ فلکی پر عمل کرنے والے مبتدعین ہیں، جنہوں نے ایک ایسے عمل کو اختیار کیا ہے کہ اسلامی چودہ سو سال کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ہے۔ نہ قرآن میں ہے، نہ احادیثِ مبارکہ میں ہے، نہ ہی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل، نہ ہی کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کا عمل، نہ ائمہ متبوعین، نہ مجتہدین، نہ ہی خلفائے اسلام میں سے کسی کا عمل اس پر ہے کہ حسابِ فلکی پر عمل کرے۔ اس سے بڑھ کر بدعت کی بدترین مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔

1 مجموع الفتاویٰ لابن تیمیۃ: ۲۰۷/۲۵

عن عائشة رضي الله عنها قالت : قال النبي ﷺ: " من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد"[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ایسا کام کیا کہ جس کے کرنے کا حکم ہم نے نہیں دیا تو وہ کام مردود ہے۔ اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ: جس نے ہمارے دین میں وہ نیا کام کیا جو اس میں نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے۔

مذکورہ روایات کی روشنی میں اگر دیکھیں تو یہ بات واضح ہے کہ حسابِ فلکی دین میں ایک نئی ایجاد ہے، جس پر اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں اس پر عمل نہیں ہوا۔

۵۔ حسابِ فلکی پر عمل کرنا اجماعِ امت کے خلاف ہے۔

جو لوگ حسابِ فلکی پر چلتے ہیں وہ اجماعِ امت کے خلاف جارہے ہیں، چنانچہ ابن المنذر، شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ، ابوالولید الباجی، ابنِ رشد، علامہ قرطبی اور ابنِ عابدین وغیرہم نے اجماع نقل فرمایا ہے کہ دخول وخروجِ شہر کے لئے حسابِ فلکی پر اعتماد کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے:[2]

1 صحیح مسلم: ۸۷/۲

2 مجموع الفتاوی لابن تیمیۃ، فتح الباري، تفسیر القرطبی، حاشیۃ ابن عابدین، بدایۃ المجتهد لابن رشد

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ انتہائی غصہ کرتے ہوئے حسابِ فلکی پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فمن كتب أو حسب لم يكن من هذه الأمة في هذا الحكم ، بل يكون اتبع غير سبيل المؤمنين-

ترجمہ: جو کوئی حساب وکتاب پر چلتا ہے تو وہ اس امت میں اس حکم میں نہیں ہے بلکہ مؤمنوں کے طریقوں سے ہٹ کر چلنے والا ہوگا۔

نیز دورِ حاضر کے علماء کا بھی اجماع ہے۔ جن کبارِ علماء سعودیہ کے دستخط ہیں ان میں:

وقررت هيئة كبار العلماء بالسعودية في ختام بحثها الخاص بإثبات الأهلة قرار رقم (2) : ثالثا : أما ما يتعلق بإثبات الأهلة بالحساب : فبعد دراسة ما أعدته اللجنة الدائمة في ذلك ، وبعد الرجوع إلى ما ذكره أهل العلم- فقد أجمع أعضاء الهيئة على عدم اعتباره ؛ لقوله صلى الله عليه وسلم: (صوموا لرؤيته، وأفطروا لرؤيته) الحديث، ولقوله صلى الله عليه وسلم: (لا تصوموا حتى تروه، ولا تفطروا حتى تروه) الحديث.

ترجمہ: سعودیہ عرب میں وہاں کے بڑے علماء کی ایک مجلس میں چاند کے بارے میں بحث ہوئی جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ چاند کے ثبوت میں جو حساب کا اعتبار ہے وہ بعید ہے جو اللجنۃ الدائمۃ نے شمار کیا ہے اور اہلِ علم سے رجوع کرنے کے بعد اجماع ہوگیا ہے کہ حسابِ فلکی پر ان علماءِ کرام کو اعتبار نہیں ہے آپ ﷺ کے اس

فرمان کی وجہ سے کہ: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو، اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور عید نہ کرو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو۔ حدیث۔

وبالله التوفيق. وصلى الله على نبينا محمد،وعلى آله وصحبه وسلم.

هيئة كبار العلماء

محمد الأمين الشنقيطي ... عبد الرزاق عفيفي ... محضار عقيل

عبد العزيز بن باز ... عبد الله بن حميد ... عبد الله خياط

محمد الحركان ... عبد المجيد حسن ... عبد العزيز بن صالح

صالح بن غصون ... إبراهيم بن محمد آل الشيخ ... سليمان بن عبيد

محمد بن جبير ... عبد الله بن غديان ... راشد بن خنين

صالح بن لحيدان ... عبد الله بن منيع ...) . اهـ

(المجلد: 3/ 34 من البحوث العلمية)

٦۔ حساب فلکی پر عمل کرنے سے امت پر حرج و تنگی لازم آئے گی۔

رؤیت کا حکم سب لوگوں کے لئے ہے چاہے وہ گاؤں میں رہنے والا ہو یا شہر میں، امیر ملک میں رہنے والا ہو یا غریب ملک میں۔ سب کے لئے آسان طریقہ ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ شروع کرے یا افطار کرے، اب اگر حسابِ فلکی پر مدار شریعت کا رکھا جاتا تو صرف امیر لوگ یا وہ پڑھے لکھے لوگ جو Astoromony کو جاننے والے ہیں صرف وہ ہی فائدہ

اُٹھاتے، عام لوگ یا غرباء بالکل محروم ہوجاتے، اس طرح دین صرف امیروں اور پیسے والوں کے لئے ہوجاتا۔

علامہ عینی عمدۃ القاری میں رؤیت کی حکمت یوں بیان فرماتے ہیں:

وعلق الشارع الصوم وغيره بالرؤية لرفع الحرج عن امته فى معاناةحساب التيسير .[1]

ترجمہ: شارع ﷺ نے روزہ اور دوسرے احکام کا دارومدار رؤیت پر اس لیے رکھا کہ اُمت کو حساب اور علم نجوم کی تکالیف سے بچایا جائے۔

علامہ نووی شرح المھذب میں فرماتے ہیں:

ولأن الناس لوكلفوا بذلک ضاق عليهم لأنه لايعرف الحساب الأأفراد من الناس فى البلدان الكبار،فالصواب ماقاله الجمهور و ماسواه فاسد مردود بصرائح الأحاديث-

ترجمہ: اگر لوگوں کو حسابِ فلکی کا مکلف بنایا جائے تو اُن پر تنگی ہوگی کیونکہ حسابِ فلکی کو صرف بڑے شہروں میں کچھ لوگ جانتے ہیں، لہذا صحیح بات وہی ہے جو جمہورِ امت کا قول ہے اور اس کے علاوہ واضح احادیث کی وجہ سے سارے اقوال فاسد اور مردود ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رؤیت کی حکمت کو اپنی مایہ ناز تصنیف ''حجۃ االلہ البالغۃ'' میں یوں بیان فرمائی ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ جب شریعت نے روزے کے وقت کو رؤیت ہلال کے اعتبار

[1] عمدۃ القاری: : ۴۰۹/۱۰

سے قمری مہینہ پر موقوف کیا ہے جو کہ کبھی تیس اور کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے تو ایسی صورت میں جب اشتباہ آجائے تو لازم ہے کہ شریعت کے اصول پر رجوع کیا جائے۔

(چاند نظر آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ تیس دن پورے کئے جائیں)۔[1]

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ رؤیت کی حکمت یوں بیان فرماتے ہیں:

بات دراصل یہ ہے کہ اسلام وطنی اور لسانی یا جغرافیائی قومیتوں کا قائل ہی نہیں ہے، اس کے نزدیک مشرق ومغرب کے مسلمان ایک قوم ہیں اس کا حکم صرف دنیا کے معدودے چند شہروں کے لئے نہیں بلکہ پورے عالم کے بسنے والے انسانوں کے لئے عام ہے جس میں شہروں سے زیادہ قصبات، دیہات اور ایسے پہاڑی مقامات اور جزیرے ہیں جہاں سائنس کی اس ترقی کے دور میں بھی ان علوم وفنون کی آلات رصدیہ کی رسائی نہیں، اگر رحمۃ للعالمین ﷺ کی نظر صرف پڑھے لکھے معدودے چند شہریوں پر مرکوز ہو کر مسلمانوں پر یہ لازم کردیتی کہ جب چاند نظر نہ آئے تو تم پر لازم ہے کہ دوسرے ذرائع یعنی حسابات ریاضی یا آلات رصدیہ کے ذریعے چاند کا وجود معلوم کرو یا کسی طرح فضا میں

1 حجۃ اللہ البالغۃ: ۷۹/۲

اُڑ کر یا بادلوں سے اوپر پہنچو اور چاند دیکھو، تو انصاف کیجئے کہ اس حکم سے اُمت کس قدر مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ، پچھلے چودہ سو برس کو چھوڑئے آج بیسویں صدی کی روشنی ہی میں دیکھ لیجئے کہ یہ حکم تمام عالم اسلام کے لئے کس قدر مشکلات میں مبتلا کر دینے والا ہوتا،اگر واجب کے بجائے مستحسن اور افضل ہی قرار دیا جاتا تو افضیلت سرمایہ دار شہری ہی حاصل کرتا جس کے پاس دوربین ،آلات رصدیہ اور ہوائی جہاز ہیں، غریب مسلمان نماز روزے میں افضیلت حاصل کرنے سے مجبور ہوتا اور ظاہر ہے کہ غریب اور امیر کا تفرقہ اسلامی روح کے منافی ہے ۔[1]

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رؤیت ہی کو شرط قرار دیا ہے۔اس میں حکمت یہ ہے کہ عامۃ المسلمین کے معاملات اور عبادات کسی ایک یا معدودے چند لوگوں کی رائے اور فیصلے پر موقوف ہونے کے بجائے عام مسلمانوں کے مشاہدے سے متعلق رہیں تاکہ وہ اندھی تقلید کے بجائے علی وجہ البصیرۃ عبادات ادا کریں اور اپنے معاملات اور عبادات کو چند انسانوں کے قبضے میں اور انکے رحم وکرم پر موقوف نہ سمجھیں اور اس قسم کے شکوک وشبہات میں گرفتار ہو کر پریشان نہ ہوں کہ شاید محاسب

[1] رسالہ رؤیت ھلال:۲۰۔۲۱

نے سہواً یا کسی مصلحت سے عمداً غلطی کا ارتکاب کیا ہو...... شریعت مطہرہ نے ثبوت ہلال کے لئے رؤیت کو شرط قرار دیکر انسان کو کسی دوسرے انسان کی کورانہ تقلید اور ذہنی غلامی اور عبادات کو غیر کے قبضے میں دینے سے محفوظ فرمادیا ہے۔ رؤیت کی مشقت و مجاہدہ برداشت کرلیں اور اس کی وجہ سے تاریخ میں قدرے اختلاف کی زحمت کو گوارا کرلیں مگر اپنی عبادات غیر کے قبضے میں نہ دیں بلکہ خود علی وجہ البصیرۃ ادا کریں۔[1]

۷۔ قاضی پر سے اعتماد کا اُٹھ جانا۔

حسابِ فلکی پر عمل کرنے کی وجہ سے قاضی پر تہمت لگے گی اور ہوسکتا ہے کہ عادل مسلمان گواہ بھی مجروح ہوں۔ قاضی یہ کہہ کر ٹل سکتا ہے کہ یہ شہادت حسابِ فلکی کے مطابق درست نہیں ہے، اس طرح شریعت نے جو اصول رؤیت کے یا شہادت کے مقرر کئے ہیں وہ سب ضائع ہوجائیں گے۔

۸۔ حسابِ فلکی پر عمل کرنا یہود و نصاریٰ، شیعہ، روافض اور اسماعیلیوں کا طریقہ ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ فرماتے ہیں:

فديننا لا يحتاج أن يكتب و يحسب كما عليه أهل الكتاب-[2]

1 احسن الفتاوی: ۴/۴۹۳

2 مجموع الفتاوی جلد ۲۵ صفحہ ۱۴۰

ترجمہ: اہلِ کتاب (یہود ونصاریٰ) کی طرح ہمارا دین حساب وکتاب کا محتاج نہیں ہے۔

آگے چل کر ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

وَذَلِكَ ضَلَالٌ عَنْ دِينِ اللَّهِ وَتَغْيِيرٌ لَهُ شَبِيهٌ بِضَلَالِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى۔[1]

ترجمہ: اور یہ گمراہی ہے اللہ کے دین میں، اس کے دین میں تبدیلی ہے اور یہود ونصاریٰ کی گمراہی کے ساتھ مشابہ ہے۔

نیز شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

وقد يقارب هذا قول من يقول من الاسماعيلية بالعدد دون الهلال۔[2]

ترجمہ: اور تقریباً ملتا جلتا قول اسماعیلی فرقہ کا ہے جو (رؤیتِ) ہلال کو چھوڑ کر حساب کو مانتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ تو ایسے لوگوں کہ جو حسابِ فلکی کو مانتے ہیں بد دین اور بد عقل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

فَمَنْ أَخَذَ عِلْمَ الْهِلَالِ الَّذِي جَعَلَهُ اللَّهُ مَوَاقِيتَ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ بِالْكِتَابِ وَالْحِسَابِ فَهُوَ فَاسِدُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ۔ [3]

[1] مجموع الفتاویٰ لابن تیمیۃ: ۵۹۰/۶

[2] مجموع الفتاویٰ لابن تیمیۃ: ۱۳۳/۲۵

[3] مجموع الفتاویٰ لابن تیمیۃ: ۵۹۰/۶

ترجمہ: سو جو کوئی شخص ہلال کے علم کو جس کو اللہ نے لوگوں کے لئے میقات اور خاص کر حج کے لئے میقات بنایا ہے، حساب وکتاب سے مقرر کرے تو بد عقل اور بد دین ہے۔

حافظ ابن رجب فرماتے ہیں:

ديننا لا يحتاج إلى حساب ولا كتاب ، كما يفعله أهل الكتاب من ضبط عباداتهم بمسير الشمس وحسباناتها ، وأن ديننا في ميقات الصيام معلق بما يرى بالبصر وهو رؤية الهلال، فإن غم أكملنا عدة الشهر ولم نحتج إلى حساب۔ [1]

ترجمہ: اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کی طرح ہمارا دین حساب وکتاب کا محتاج نہیں ہے، جو اپنی عبادات کو سورج کے چلنے اور اس کے حساب کے ساتھ مقرر کرتے ہیں۔ اور ہمار دین تو روزے کے سلسلے میں چاند کے آنکھوں سے دیکھنے کے ساتھ منحصر ہے، اگر بادل ہو تو ہم تیس کی گنتی مکمل کرتے ہیں اور حساب کے محتاج نہیں ہوتے ہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

وقد ذهب قوم إلى الرجوع إلى أهل التسيير في ذلك وهم الروافض .[2]

ترجمہ: اور کچھ لوگ آسانی یعنی حساب کی طرف گئے اور وہ روافض ہیں۔

[1] فتح الباری لابن رجب: ۱۱۳/۲

[2] فتح الباري لابن حجر: ۱۲۷/۴

۹۔ حسابِ فلکی پر عمل کرنے والے اضطراب کا شکار ہیں۔

حسابِ فلکی کے قائلین میں اضطراب ہے جس کو ہم یہاں مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ پہلا فریق کا خیال یہ ہے کہ فجر کے بعد سے اگلے دن کے فجر تک جب بھی چاند کی ولادت پائی جائے تو مسلمانوں پر دوسری فجر کے دن کا روزہ رکھنا واجب ہے۔ (ان کے قول کے مطابق اگر چاند کی ولادت فجر کے وقت سے پہلے ہو جائے تو آنے والے دن کا روزہ مسلمانوں پر فرض ہے) اور اُن کی دلیل یہ ہے کہ چاند اپنی ولادت کے بعد آسمان میں موجود ہے۔

۲۔ دوسرا فریق کا خیال ہے کہ جب رؤیت اور حساب کے درمیان موافقت پائی جائے تو شرط یہ ہے کہ چاند کی ولادت غروب سے پہلے ہوا گرچہ کچھ دیر پہلے ہی کیوں نہ ہو۔ پس جب ایسا ہو گیا تو لوگوں پر روزے کی نیت کرنا واجب ہو گئی اور ان کی دلیل یہ ہے کہ اسلامی دن کی ابتداء غروبِ شمس کے بعد ہوتی ہے۔

۳۔ تیسرا فریق کہتا ہے کہ رؤیتِ بصریہ اور حسابِ فلکی کے درمیان اس طرح موافقت کی جاسکتی ہے کہ امکانِ رؤیت پائی جائے۔ اور وہ اس طرح سے چاند کے لئے ضروری ہے کہ وہ غروب سے پہلے پیدا ہو گیا ہو۔ چونکہ فلکیات والے اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ چاند کا دیکھنا آنکھوں سے یا دوربین کے ذریعہ سے کب ممکن ہو سکتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ: چاند کی ولادت سے تیرہ گھنٹے پہلے چاند کا دیکھنا ناممکن ہے تو ضروری

ہے کہ وہ سات درجہ سے زیادہ ہو اور جب اس سے کم ہو گا تو وہاں چاند کی روشنی کا کوئی جزء بھی نہیں ہو گا اور آنکھوں سے دیکھنا بھی ناممکن ہو گا۔ استنبول میں جو مسلمان فلکیات والے ہیں انہوں نے آٹھ درجے سے زیادہ ہونا لازمی قرار دیا ہے تاکہ چاند کا دیکھنا ممکن ہو سکے۔

۴۔ چوتھا فریق کا کہنا یہ ہے کہ وہ چاند کہ جس کی ولادت مغرب کے بعد ہو، اُس کی رؤیت ناممکن ہے، لہذا کوئی بھی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔ اور ان کی دلیل گواہی کے قبول نہ ہونے کی یہ ہے کہ جب غروب کے بعد چاند کی ولادت ہوئی ہے تو اس کا دیکھنا محال ہے۔ اور جس شخص نے چاند دیکھا ہے اُس کو وہم ہوا ہے یا وہ جھوٹا ہے۔

۱۰۔ حسابِ فلکی پر عمل کرنے والے کسی بھی ائمہ متبوعین کے پیروکار نہیں ہیں۔

اس بات پر جملہ ائمہ کا اتفاق ہے کہ روزہ اور عیدین کے لئے رؤیت بصری ضروری ہے، نفسِ علم کافی نہیں ہے۔

ذیل میں ائمہ متبوعین اور فقہاء کے آراء نقل کرتا ہوں۔

احناف:

علامہ سمرقندی لکھتے ہیں:

وانما يعرف برؤيته الهلا ل ان كانت السماء مصحية وان كانت متغيمة فانه يكمل شعبان ثلاثين يوما ثم يصوم عن رمضان ،لما روى عن النبى عليه السلام انه قال: ''صوموا

لرؤيته وافطروا لرؤيته فان غم عليكم فأكملوا شعبان ثلاثين يوما ثم صوموا۔"[1]

ترجمہ: اگر آسمان صاف ہو تو رمضان کی معرفت رؤیت ہلال سے ہو گی، اور اگر بادل ہو تو شعبان کو تیس کیا جائے گا پھر رمضان کا روزہ رکھا جائے گا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: روزہ رکھو چاند کے دیکھنے کے ساتھ اور افطار کرو چاند کے دیکھنے کے ساتھ، اگر تمہارے اوپر بادل ہو تو شعبان کے تیس دن مکمل کرو پھر روزہ رکھو۔

علامہ ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں:

ويثبت رمضان برؤية هلاله أوبعد شعبان ثلاثين يوما لحديث الصحيحين:صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته،فان غم عليك فاكملوا عدة شعبان ثلاثين يوما۔[2]

ترجمہ: رمضان رؤیت ہلال سے ثابت ہوتا ہے یا شعبان کے تیس دن کے بعد، کیونکہ صحیحین کی روایت ہے: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار یعنی عید کرو، اگر تمہارے اُوپر بادل آجائے تو شعبان کی تیس دن کی گنتی پوری کرو۔

شمس الأئمہ حلوانی فرماتے ہیں:

ان الشرط فی وجوب الصوم والافطار الرؤية۔[3]

ترجمہ: روزہ اور عید کے وجوب کی شرط رؤیت ہے۔

1 تحفۃ الفقہاء: ۳۴۵/۱
2 البحر الرائق: ۴۵۹/۲
3 ردالمحتار: ۳۵۵/۳

فقہائے احناف کی سابقہ عبارات بالکل واضح ہیں کہ اصل مدار رؤیت پرہے حساب پر قطعاً نہیں ہے۔ چنانچہ حاشیہ طحطاوی میں ہے :

انہ لا عبرة بقول المنجمین فلا یثبت بہ الھلال۔[1]

ترجمہ: اہلِ حساب کے قول کا کوئی اعتبار نہیں چاہے وہ کتنے ہی عادل کیوں نہ ہوں۔

حاشیہ ردالمحتار میں ہے:

ولا عبرة بقول المؤقتین أ ی فی وجوب الصوم علی الناس بل فی (المعراج)لایعتبر قولهم بالاجماع ولا یجوز للمنجم أن یعمل بحساب نفسه۔[2]

ترجمہ: لوگوں پر روزہ کے وجوب کے سلسلے میں اہل حساب کا قول غیر معتبر ہے۔ جبکہ ''معراج'' میں ہے کہ بالاجماع ان کا قول معتبر نہیں ہے۔ حتٰی کے خود اہل حساب کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے حساب پر عمل کرے۔

شمس الأئمہ سرخسی تو اہل مصر کے اس حرکت پر کہ انہوں نے رؤیت کے بغیر ہی روزہ شروع کر دیا تھا، ان پر شدید تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

وقد أ خطأ أ هل المصر حین صاموا بغیر رؤیة الھلال لقوله ﷺ : ''صوموا لرؤیته وأ فطروا لرؤیته فان غم علیکم فا کملوا شعبان ثلاثین یوما۔'' فاهل المصر خالفوا أ مر رسول الله ﷺ فکانوا مخطئین ۔[3]

1 حاشیۃ الطحطاوی: ٦٤٦
2 ردالمحتار: ٣/٣٥٤
3 المبسوط للسرخسی: ٣/٧٨

ترجمہ: اہل مصر نے رؤیت ہلال کے بغیر جو روزہ رکھا اس میں انہوں نے غلطی کی کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اگر تم پر بادل آجائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ اس حدیث کے مطابق اہل مصر نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی، لہذا وہ خطاکار ٹھہرے۔

مالکیہ:

وصوم شهر رمضان فريضة يصام لرؤيته ويفطر لرؤيته-[1]

ترجمہ: رمضان کے روزے فرض ہیں جو رؤیت ہلال سے رکھے جاتے ہیں اور اس کی رؤیت سے افطار کیا جاتا ہے۔

شیخ ابو الحسن مالکی فرماتے ہیں:

ويثبت صوم رمضان بأحد شيئين اما باتمام شعبان ثلاثين يوما واما برؤية الهلال - [2]

ترجمہ: رمضان کے روزے دو طرح سے ثابت ہوتے ہیں۔ یا شعبان کے تیس دن کے تمام ہونے پر یا رؤیت ہلال پر۔

حساب کے بارے میں ابن حاجب مالکی فرماتے ہیں:

ولا يلتفت الى حساب المنجمين اتفاقا. [3]

1 رسالہ ابی زید القیراوانی: ۸۳
2 کفایۃ الطالب الربانی: ۲/۲۷۶
3 مواہب الجلیل: ۳/۱۵۵

ترجمہ: اس میں سب کا اتفاق ہے رؤیت کے سلسلے میں اہل حساب کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔

شوافع:

علامہ شیرازی فرماتے ہیں:

ولایجب صوم رمضان الا برؤیة الھلال،فان غم علیھم وجب علیھم استکمال شعبان ثلثین یوما-[1]

ترجمہ: رمضان کے روزے رؤیت ہلال کے بغیر ثابت نہیں ہوتے، اگر لوگوں پر بادل آجائے توان پر شعبان کے تیس دن مکمل کرنے واجب ہوں گے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں:

یجب صوم رمضان باستکمال شعبان ثلثین أو رؤیة ھلالہ-[2]

ترجمہ: رمضان کے روزے شعبان کے تیس دن مکمل کرنے یا رؤیت ہلال سے ثابت ہوتے ہیں۔

نیز حساب کے سلسلے میں علامہ نووی فرماتے ہیں:

فقال فی '' التھذیب'' لا یجوز تقلید المنجم فی حسابہ لا فی الصوم ولا فی الفطر-[3]

ترجمہ: تہذیب میں ہے، اہل حساب کی تقلید جائز نہیں چاہے

1 المھذب:۲/۵۹۲
2 روضۃالطالبین:۲/۳۴۵
3 روضۃالطالبین:۲/۳۴۷

روزہ میں ہو اور چاہے عید میں ہو۔

حنابلہ:

فقیہ ابن قدامہ مقدسی فرماتے ہیں:

وفی الجملة : لایجب الصوم الا برؤیة الهلال أوکمال شعبان ثلاثین یوما۔[1]

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ روزہ رؤیت ہلال کے بغیر یا شعبان کے تیس دن مکمل کئے بغیر ثابت نہیں ہوتا۔

نیز علم حساب کے سلسلے میں انتہائی سختی برتتے ہوئے ابن قدامہ لکھتے ہیں:

وکذلک لوبنی علی قول المنجمین،وأهل المعرفة بالحساب فوافق الصواب لم یصح صومه وان کثرت اصابتهم لا نه لیس بدلیل شرعی یجوز البناء علیه ولا العمل به فکان وجوده کعدمه، قال النبی ﷺ :صوموا لرؤیته وأفطروا لرؤیته۔[2]

ترجمہ: ستارے اور حساب علم رکھنے والوں پر اگر مدار بنایا جائے اور وہ بالکل صحیح بھی ہو تب بھی روزہ صحیح نہیں ہوگا چاہے ان کی بات کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ دلیل شرعی نہیں ہے کے جس پر جواز کا بنا کیا جائے اور نہ ہی اس پر عمل کیا جائے گا، گویا کے اس کا وجود عدم وجود ہوگا، حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔

[1] المغنی:۳۳۳/۴

[2] المغنی:۳۳۸/۴

یہ تھے مختصراً ائمہ اربعہ کے مسالک کہ وہ مدار صرف رؤیت پر رکھتے ہیں اور علم حساب کی شدت سے مخالفت فرماتے ہیں۔

تو وہ حضرات کہ جو اپنے آپ کو ائمہ میں سے کسی کا متبع بتلاتے ہیں ان سے درخواست ہے کہ ائمہ متبوعین میں سے کسی کا قول دکھلا دیں کہ جنہوں نے علم حساب پر مدار رکھا ہو۔ صرف چند حضرات کا قول ملتا ہے مثلاً شوافع میں ابوالعباس بن سریج یا امام سبکی وغیرہ۔ وہ کہتے ہیں کے حساب پر مدار رکھا جا سکتا ہے لیکن ان کی بات کو جملہ فقہاء نے شدت سے رد کرتے ہوئے مردود اور باطل قرار دیا ہے ۔ لہذا قولِ مردود یا باطل پر روزہ اور عید کا مدار نہیں رکھ سکتے۔

من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد

اسلامی کلینڈر کی بنیاد

البتہ اس حوالے سے یہ گفتگو ضرور کی جاسکتی ہے کہ ہم سالانہ اسلامی کلینڈر کس طرح بنائیں، ہر ماہ میں بنانا تو مشکل ہوگا۔ اس کا حل کیا ہے؟ یہ بات بہت ہی آسان ہے۔ جدید تحقیقات اور اسلامی احکام میں کس حد تک موافقت اور مطابقت پیدا کی جاسکتی ہے۔ اسلامی احکام اور سائنسی تحقیقات میں ایسا کوئی قابل ذکر تضاد نہیں، اور اس سلسلے میں یہ اصولی بات اپنانی زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے کہ تمام سائنسی تحقیقات سے شرعی احکام کے سلسلے میں مدد لی جائے تاہم بحیثیت مسلمان ہم فوقیت شرعی حکم ہی کو دیں، اور حقیقت یہ ہے کہ سائنسی تحقیقات اور شرعی احکامات میں مطابقت عملاً بالکل ممکن ہے۔ ہلال ہی کی مثال لے لیجئے کہ اگر آبزرویٹری کی رو سے رؤیت ممکن ہو تو اسلامی کیلنڈر بناتے ہوئے اس کا لحاظ کر لیا جائے اور تاریخ کا تعین کر لیا جائے مگر یہ تعین حتمی نہیں ہو کیونکہ حتمی تعین رؤیت پر ہوگا کہ رؤیت ہوجاتی ہے تو نیا مہینہ شروع ہوجائے گا، اس طرح ہم سائنسی تحقیقات اور شریعت کی ہدایات دونوں کو جمع کر سکتے ہیں۔ یہی عمل ام القری کلینڈر کا ہے کہ دفتری معاملات کے لئے اُنہوں نے سالانہ کلینڈر بنایا ہوا ہے مگر وہ ہر ماہ رؤیت ہلال کا اہتمام کرتے ہیں اور رؤیت کے بعد

نئے مہینہ کا آفیشل اعلان کرتے ہیں۔ کتنی دفعہ وہ اپنے بنائے ہوئے کلینڈر کے خلاف جاتے ہیں۔ میں خود آسٹریلیا میں اسلامی کیلنڈر اسی بنیاد پر بناتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ کیلنڈر سال میں ایک ہی مرتبہ بنایا جاتا ہے ہر ماہ تو نہیں بنایا جاتا۔ مہینہ کی انتیس تاریخ کو اگر آبزرویٹری کے لحاظ سے رؤیت ممکن ہوتی ہے تو مہینہ انتیس کا لکھ دیتا ہوں اگر ممکن نہ ہو تو تیس کا لکھ دیا جاتا ہے۔ تو اس طرح ہم سائنس پر عمل کرتے ہیں اور شریعت پر عمل اس طرح کرتے ہیں کہ ہر ماہ چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور اگر رؤیت ہو جاتی ہے تو بڑی اچھی بات ورنہ مہینہ تیس کا ہوتا ہے۔ چونکہ سائنسی تحقیقات اور شرعی احکام دونوں پر عمل ہوتا ہے اس لئے ہمیں کوئی دشواری نہیں پیش آتی،اور اللہ کے فضل سے ہمارا کلینڈر تقریباً درست ہی رہتا ہے۔ اور اگر کسی مہینہ میں ہمارے کلینڈر کے خلاف ہوتا تو ہم اُس ماہ میں رؤیت یا عدمِ رؤیت کے مطابق تبدیلی کر لیتے ہیں۔ مگر یہ شاذ و نادر ہوتا ہے کیونکہ ہم اپنے کلینڈر کو بناتے ہوئے اُس طریقے کو لیتے ہیں کہ جس میں امکانِ رؤیت ہو۔ ایسے طریقے کو قطعاً بنیاد نہیں بناتے کہ امکان ہی نہ ہو۔ **(آگے ہم امکانِ رؤیت پر پوری تفصیلی بحث کریں گے)۔**

تنبیہ: ہمارا عمل سائنسی تحقیقات پر اس قدر رہتا ہے کہ اگر آبزرویٹری کے لحاظ سے رؤیت ممکن ہو تو ہم شہادت قبول کرتے ہیں اور اگر آبزرویٹری کے

لحاظ سے رؤیت ناممکن ہو تو کوئی اگر رؤیت کی شہادت دے تو اُس کی شہادت قبول نہیں کرتے، کیونکہ عقلی طور پر جو شہادت ناقابل قبول ہو اس کے قبول کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

امکانِ رؤیتِ ہلال:

اب ہم تفصیلی بحث کرتے ہیں کہ امکانِ رؤیت ہلال کا کیا criteria ہے۔

ہلال کے لغوی معنی:

سب سے پہلے کچھ نفس ہلال کے بارے میں عرض کرتے ہیں کہ لغت میں "ہلال" کس کو کہتے ہیں۔"ہلال " کا لغوی مطلب "ظاہر ہونا" ہے، چنانچہ ہلال کو ہلال اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ہلال کا لغوی مطلب اس طرح بیان فرماتے ہیں:

وَذَلِكَ أَنَّ الْهِلَالَ أَمْرٌ مَشْهُودٌ مَرْئِيٌّ بِالْأَبْصَارِ، وَمِنْ أَصَحِّ الْمَعْلُومَاتِ مَا شُوهِدَ بِالْأَبْصَارِ، وَلِهَذَا سَمَّوْهُ هِلَالًا، لِأَنَّ هَذِهِ الْمَادَّةَ تَدُلُّ عَلَى الظُّهُورِ وَالْبَيَانِ: إِمَّا سَمْعًا وَإِمَّا بَصَرًا.... وقيل:ان اصله رفع الصوت:ثم لما كانوا يرفعون اصواتهم عند رؤيته ،سموه هلال-[1]

ترجمہ: یہ ہلال امر مشہود ہے جو آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے اور سب سے صحیح معلومات وہی ہوتی ہیں جن کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا جاسکے اسی لئے اس کو ہلال کہتے ہیں (کہ یہ آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے) کیونکہ ہلال کا مادہ ظہور اور

[1] رؤیۃ الھلال والحساب الفلکی: ۴۸

بیان پر دلالت کرتا ہے یا تو سماعی طور پر اور یا تو بصری طور پر۔۔۔۔اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ''ہلال'' کے اصلی معنی آواز کا بلند ہونا ہے یہی وجہ ہے کہ جب لوگ ہلال کو دیکھتے ہیں تو آواز بلند کرتے ہیں اور اس کو ''ہلال'' کا نام دیتے ہیں۔
وہ لوگ جو وقت سے پہلے ہی رؤیت کا اعلان کر دیتے ہیں، وہ تو چاند دیکھتے ہی نہیں، آواز ان کی طرف سے کیا بلند ہو گی؟

چند ضروری اصطلاحات:

رؤیت ہلال کے سلسلے میں شرعی احکام کا لب لباب یہ ہے کہ اس اہم کام کو مکمل اہتمام سے کرنا چاہئے ،اسی وجہ سے ہر دور کے علماء نے اس سلسلے میں اس وقت کی موجود تمام سہولتوں سے فائدہ اُٹھایا ہے۔
رؤیت ہلال کے سلسلے میں فلکیات کی مندرجہ ذیل اصطلاحات اور اصول و ضوابط کا جاننا بہر حال اس لئے ضروری اور سود مند ہے کہ اس سے رؤیت کے سلسلے میں کسی قسم کا فیصلہ مکمل پختگی اور مضبوطی سے کیا جا سکے اور بالخصوص بادل یا کسی اور وجہ سے چاند نظر نہ آنے کی صورت میں کسی اور شہر کی شہادت کو جانچا جا سکے، کہ آیا واقعتاً چاند بادلوں کی وجہ سے نظر نہیں آیا یا اس وقت تک وجود قمر یا New Moon Time یا Moon Existence (نئے چاند کا وقت) ہی نہیں ہوا۔ اس قسم کے واقعات اکثر پیش آتے

ہیں کہ لوگ چاند کی رؤیت کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے چاند دیکھ لیا۔ جبکہ کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ چاند سورج کے غروب ہونے سے پہلے غروب ہو جاتا ہے۔ تو کیا ہم صرف یہ کہہ کر کہ مسلمان ہے، اُس کی گواہی مان لیں؟ ہمارے پاس تو ایسی مثالیں بھی ہیں چاند پیدا بھی نہیں ہوا مگر شہادت آجاتی ہے کہ ہم نے چاند دیکھا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ اٹھائیس تاریخ کو گواہی آجاتی ہے کہ فلاں نے چاند دیکھ لیا، جبکہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تو چاند پوری دنیا میں کہیں بھی پیدا نہیں ہوا۔ اب اگر ہم ایسی گواہی کو نہ مانیں تو کہا جاتا ہے کہ ہم مسلمان کی گواہی نہیں مانتے۔ ہم چلیے یہ نہ بھی کہیں کہ وہ جھوٹی گواہی دے رہے ہیں، مگر وہ کچھ اور سفید سی چیز دیکھ کر، اس کو ہلال سمجھ کر کہہ رہے ہوں کہ ہم نے چاند کو دیکھا ہے۔ آسمان میں اس طرح کی کئی چیزیں ہوتی ہیں، اس کا مطلب چاند نہیں ہوتا۔

اس لئے مندرجہ ذیل اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے:

۱۔ محاق Time Unseen

۲۔ تولید قمر New Moon (Conjunction)

۳۔ وجود قمر Moon Existence

۴۔ امکان رؤیت

Probability of Moonsighting

۱۔ محاقTime Unseen

چاند جب زمین کے گرد چکر لگاتا ہے تو اس دوران ایک وقت ایسا آتا ہے کہ چاند کا روشن حصہ جو ہمیں نظر آتا ہے وہ سورج کے سامنے ہو جاتا ہے اور زمین کی طرف چاند کا کالا حصہ ہو جاتا ہے اور چاند سورج اور زمین کے بیچ میں ہوتا ہے، اس وقت کو محاق (Time Unseen) کہتے ہیں۔ New Moon(نیا چاند) محاق (Time Unseen) کے بالکل بیچ کا وقت ہوتا ہے، اس سے پہلے تقریباً ایک دن اور ایک رات محاق رہتا ہے اور ایک دن اور رات بعد میں محاق رہتا ہے، گویا مجموعہ دو راتیں اور کبھی تین راتیں مع دن کے محاق رہتا ہے۔

۲۔ تولید قمر Conjuction (New Moon)

عربی میں New Moon کو میلاد ہلال، ولادۃ الہلال اور تولید قمر کہتے ہیں، جبکہ اردو میں اجتماع شمس و قمر کہتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاند کی منزلیں مقرر کی ہیں جس کو اس نے ''وقدره منازل'' سے تعبیر کیا ہے۔ جب چاند اپنی منزلیں طے کرتا ہوا بالکل سورج کے سامنے آجاتا ہے اور زمین بھی اسی لائن میں آجاتی ہے تو New MoonTime شروع ہو جاتا ہے۔

ضروری وضاحت: ایک بات جس کی وضاحت ضروری ہے یہ ہے کہ چاند کی کوئی پیدائش نہیں ہوتی ہے، چاند کے نظر آنے کے لئے تولید وغیرہ کے لفظ کا استعمال محض تعبیر ہے۔ یہ صرف ایک اصطلاح ہے جو شروع سے استعمال کی جارہی ہے۔

مہینہ کے شروع ہونے کے لئے اسلام نے " رؤیت ہلال "پر مدار بنایا ہے۔ تولید ہلال یا New Moon Time پر نہیں بنایا ہے۔اور رؤیت سے مراد یہ ہے کہ سورج کے غروب ہوجانے کے بعد چاند نظر آجائے اور چاند جب نظر آتا ہے جب اس کے اور سورج کے درمیان ۱۰ - ۱۲ڈگری کا فاصلہ ہو، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

۳۔وجود قمر Moon Existence

(New Moon)(نیا چاند)ہونے کہ بعد جب Sunset (غروب شمس) ہو اور اس کے بعد کچھ وقت کے لئے چاند اُفق پر رہے، چاہے ایک منٹ کے لئے ہی کیوں نہ ہو، اسے وجود قمر کہتے ہیں کیونکہ اس کا وجود سورج کے غروب ہونے کے بعد اُفق میں پایا گیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا وجود قمر سے قبل تاریخ کا تعین کر سکتے ہیں؟ بعض حضرات اس کے قائل ہیں کہ نفس قمر کا وجود کافی ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر پروفیسر الیاس صاحب اپنے پیپر میں حسابی نظام

کے تحت لکھتے ہیں:

غروب قمر اور غروب آفتاب کا درمیان وقت کا فرق استعمال کرتے ہوئے طریقہ جمہوریہ مالدیو میں استعمال ہوتا رہا ہے اور چند ایک تبدیلیوں کے بعد سالہا سال بعد بالآخر اس طریقے میں غروب آفتاب اور غروب قمر کے درمیان ایک منٹ کے فرق کو نئے ماہ کے آغاز کی شرط مان لیا گیا۔[1]

چاہے وہ ہلال بنا ہو یا نہ بنا ہو، جبکہ یہ بات عقلاً و نقلاً غلط ہے۔

عقلاً اس لئے کہ ایسے وقت میں جب کہ صرف چند منٹ کا چاند ہو تو اس وقت چاند، زمین اور سورج کے بالکل درمیان نہیں ہوتا ہے بلکہ چاند، سورج اور زمین کی لائن سے تھوڑا اُونچا ہوتا ہے، اس لئے سورج کے بعد ڈوبتا ہے مگر اس وقت بھی چاند کا کالا حصہ زمین کی طرف ہوتا ہے اور روشن حصہ سورج کی طرف، اس لئے صرف نفس وجود قمر والا چاند کبھی نظر آ ہی نہیں سکتا، اگر دوربین سے دیکھنے کی کوشش کریں گے تب بھی چاند نظر نہیں آئیگا بلکہ چاند کا کالا جرم نظر آ سکتا ہے، جسے ہم ہلال قطعاً نہیں کہہ سکتے۔

نقلاً اس لئے کہ جو چیز ہلال ہی نہ بنے شریعت اسے کسی بھی حال میں

[1] بین الاقوامی اسلامی کلینڈر۔ اردو ترجمہ: ۱۹

قبول نہیں کر سکتی، شریعتِ مطہرہ نے ہلال کے ثبوت کی بنیاد اس کے دیکھنے پر رکھی ہے اور ایک منٹ کا ہلال کسی بھی حال میں نہیں دیکھا جا سکتا۔

۴۔امکان رؤیت Probability of Moonsighting

وجود قمر اور امکانِ رؤیت میں بڑا فرق ہے۔ وجود قمر کے لئے تو چاند کا غروب آفتاب کے بعد ایک منٹ کے لئے اُفق پر ہونا بھی کافی ہے مگر امکان رؤیت کے لئے وجود قمر کے بعد چاند، سورج سے تقریباً بارہ ڈگری دور ہو جائے تو سورج کی تیز شعاعوں سے چاند باہر نکل جاتا ہے اور اس کا روشن حصہ ہمارے سامنے آنے لگتا ہے۔اس لئے اگر مطلع صاف ہو تو چاند آنکھوں سے نظر آسکتا ہے۔اسی کو امکان رؤیت ٹائم کہتے ہیں۔
یہ بات چونکہ واضح ہو چکی ہے کہ امکانِ رؤیت ٹائم کے بغیر چاند نظر نہیں آسکتا، لہٰذا اسلامی کیلنڈر بناتے وقت اس کی بنیاد امکانِ رؤیت پر ہونی ضروری ہے۔ اسلامی کیلنڈر کی بنیاد امکان رؤیت پر رکھنے سے سارے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔مگر افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ سائنس کا نعرہ لگانے والے حضرات توامکانِ رؤیت تو دور کی بات ہے وہ تو وجود قمر پر بلکہ بعض تو ایسے ہیں کہ نفس New Moon(نیا چاند) پر فیصلہ کر لیتے ہیں چاہے Moonset Before Sunset(غروب قمر غروب شمس سے قبل)ہو،جبکہ یہ دونوں باتیں سائنسی لحاظ سے غلط ہیں کیونکہ دنیا کا کوئی بھی

سائنسدان یہ نہیں کہہ سکتا کہ نفس وجود قمر یا تولید قمر پر چاند دیکھا جا سکتا ہے۔

مشہور ماہر فلکیات پروفیسر ڈاکٹر محمد الیاس صاحب کچھ سال قبل سڈنی تشریف لائے تھے۔ ان سے اس موضوع پر بات چیت ہوئی، انہوں نے بھی اسی بات پر زور دیا کہ امکان رؤیت کی بنیاد پر کیلنڈر بنایا جائے تو کسی کا بھی اختلاف نہیں ہوگا اور انہوں نے ایک فنی نکتہ یہ بیان کیا کہ سورج سے چاند کی دوری یا یوں کہہ لیں کہ Sunset (غروب آفتاب) اور Moonset(غروب قمر) کے درمیانDifference (فرق) تقریباً چالیس منٹ (دس ڈگری) کا ہو تو چاند نظر آسکتا ہے ورنہ نہیں۔

امکان رؤیت کے بارے میں اب تک کی جانے والی بحث سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ سائنسی تحقیقات اور شرعی احکام کے درمیان تطابق بالکل ممکن ہے، دونوں باآسانی جمع ہو سکتے ہیں۔ مسئلہ وہاں کھڑا ہوتا ہے جہاں سائنسی تحقیقات پر بھی عمل نہ ہو اور شریعت پر عمل کرنے والوں کو دقیانوس تصور کیا جائے۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں مسائل کھڑے ہونگے، اختلافات جنم لیں گے، تین تین عیدیں ہونگی، مسلمانوں میں تفرقہ ہوگا، کافروں کو مسلمانوں کا مذاق اڑانے کا موقع ملے گا۔

اس کا سارا گناہ ان کے سر ہوگا جو لوگ نہ شرعی اصول اپنانا چاہتے ہیں

اور نہ ہی سائنسی تحقیقات کی روے سے ان کی بات ٹھیک ہوتی ہے نتیجتاً لوگوں کے روزے اور عیدین خراب ہوتی ہیں۔ کسی کو نہیں معلوم کہ شعبان میں رمضان کا روزہ رکھوانا گناہ ہے، یا رمضان میں عید کا فیصلہ کرنا گناہ عظیم ہے، یہ دونوں غلطیاں اس لئے ہورہی ہیں کہ شریعت کو تو ایک طرف رکھ ہی دیا گیا ہے مگر سائنس کو بھی اس معاملے سے بالکل دور کر دیا گیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس طرح کے لوگ کیا چاہتے ہیں؟ شریعت کو پس پشت ڈالنے کا گناہ الگ، وحدت اُمت کے نعرے بلند کرکے اُمت میں گمراہی پیدا کرنے کا وبال الگ۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کو مطلوبہ نتائج میں سے ایک فیصد بھی میرے خیال میں حاصل نہیں اور یہ لوگ عملاً اس شعر کا مصداق بن رہے ہیں:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم　　　نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

آج کل تو سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ اسلامی کیلنڈر کے بنانے میں اب وہ پیچیدگیاں اور مشکلات نہیں جو پہلے تھیں کیونکہ Observatory صرف اتنا ہی نہیں بتلاتی کہ آج چاند نظر آئے گا یا نہیں بلکہ چاند سے متعلق قریب تمام امور پر گفتگو کرتی ہے اور کئی چیزوں کا حساب پیش کرتی ہے۔ مثال کے طور پر:

(۱) چاند کب پیدا ہوگا؟ (۲) چاند کس وقت غروب ہوگا؟ (۳) اسی دن سورج کب غروب ہوگا؟ (۴) چاند کی عمر کتنے گھنٹے کی ہوگی؟ (۵) سورج کے

غروب ہونے کے بعد چاند کتنی دیر تک اُفق میں رہے گا؟(٦)اس دن چاند سورج سے کتنی ڈگری دور جا چکا ہوگا؟۔(٧) جس شہر سے چاند دیکھا جارہا ہے اس شہر سے اس دن چاند کی زمین سے بلندی (ارتفاع) جسے Altitude کہتے ہیں کتنی ڈگری ہوگی؟(٨)اس دن شہر والے چاند دیکھ سکتے ہیں یا نہیں؟(٩)دنیا میں سب سے پہلے چاند کہاں نظر آئیگا؟(١٠)چاند کا سائز کتنا ہوگا؟وغیرہ وغیرہ۔

آبزرویٹری کے لحاظ سے چاند نظر آنے کے شرائط :

ان سب امور پر Observatory مفصل گفتگو کرتی ہے اور آبزرویٹری کی رو سے بخوبی یہ جانا جاسکتا ہے کہ چاند کا نظر آنا فلاں دن فلاں علاقے میں فلاں وقت ممکن ہے یا نہیں،ان امور کی وضاحت ہوجانے کے بعد چاند کی تاریخوں کا تعین چنداں مشکل نہیں اور ان امور کی روشنی میں ہم باآسانی اسلامی کیلنڈر بنا سکتے ہیں۔تاہم اصول وہی رہے گا کہ کیلنڈر بن جانے کے باوجود فوقیت رؤیت بصری کو ہوگی۔

اب ہم ذیل میں آبزرویٹری کے لحاظ سے ان دو اہم چیزوں کا جائزہ لیتے ہیں کہ جن پر چاند کا نظر آنا یا نہ آنا موقوف ہے۔

ا۔ Age of Moon at Sunset time چاند کی عمر غروب آفتاب کے وقت:

پہلی اہم چیز غروبِ آفتاب کے وقت چاند کی عمر ۲۰ گھنٹے یا اس سے زائد ہو تو ہمارے سالوں کے تجربہ کے مطابق چاند نظر آسکتا ہے، اگر چاند کی عمر اس سے کم ہو تو بہت ہی مشکل سے چاند نظر آتا ہے۔ سو سال سے زائد کے ریکارڈ میں صرف ایک دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ۱۳ گھنٹے کا چاند دیکھنے میں آیا ہے، یقیناً اس وقت Elngation اور Altitued غیر معمولی درجے کا بڑھا ہوا ہوگا اور اس طرح کی صورت شاذ و نادر ہے۔ شاذ و نادر پر رؤیت کا مدار نہیں بنایا جاسکتا۔

۱۔ Elongation سورج سے چاند کی دوری

دوسری اہم چیز Elongation یعنی سورج سے چاند کی دوری ہے یہ اگر ناقص ہوگی تو چاند نظر نہیں آسکتا، یہ دوری کتنی ہونی چاہیے؟ (یعنی چاند سورج سے کتنے دور ہونے پر نظر آسکتا ہے) اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں:

بعض حضرات نے ۸.۱ (آٹھ اعشاریہ ایک) ڈگری کہا ہے مگر یہ شاذ و نادر ہے۔ مشاہدہ اس کے خلاف ہے اور جو چیز مشاہدہ کے خلاف ہو اس پر اس کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔

بعض حضرات نے ۱۰ (دس) ڈگری کہا ہے۔

محققین کی رائے کے مطابق ۱۲ (بارہ) ڈگری ہے اور یہی سب سے زیادہ محفوظ رائے ہے اگر اس پر تمام حضرات متفق ہوجائیں تو کیا اچھی بات ہے کیونکہ مشاہدے

سے ثابت ہے کہ چاند بارہ ڈگری بلند ہونے پر باآسانی نظر آجاتا ہے۔
صاحب تصریح نے اپنی کتاب "التصریح" میں بارہ ڈگری لکھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

واذا بعد عنها(عن الشمس) بعدا يسيرا من اثنى عشر درجة رأينا منه(اى من القمر) او وجهه المضى قليل وهوالهلال۔[1]

ترجمہ: چاند سورج سے بارہ ڈگری دور ہوجائے تو ہم چاند دیکھ سکتے ہیں اور چاند کا تھوڑا حصہ جو چمکدار ہوتا ہے جسے ہم دیکھتے ہیں وہ ہلال ہے۔
علامہ کے قول سے معلوم ہوا کہ اس سے پہلے ہلال بنتا ہی نہیں ہے، ہلال اسی چمکدار حصہ کو کہیں گے جسے ہم دیکھ سکتے ہیں۔
نیز شرح چغمینی میں ہے :

واذا بعد عن الشمس مقدارا قريبا من اثنى عشر جزأ ۰۰۰فنرى طرفا منه وهوالهلال.[2]

ترجمہ: جب چاند سورج سے تقریباً بارہ ڈگری دور ہوجاتا ہے اس کے کونے کو دیکھتے ہیں جسے ہم ہلال کہتے ہیں۔
اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا موسی خان روحانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "فلکیات جدیدہ" سے اس سلسلے میں تھوڑا سا کلام نقل کیا جائے۔ مولانا نے بڑی اچھی بحث کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

[1] التصریح: ۵۲
[2] شرح چغمینی: ۷۰

''اسباب کے اختلاف کی وجہ سے اختلاف رؤیت کے پیش نظر جدید و قدیم ماہرین فلکیات کے اقوال اس بات میں مختلف ہیں کہ پہلی کے چاند کے لئے آفتاب سے شرقاً کتنا فاصلہ ضروری ہے؟

۱۔ایک قول یہ ہے کہ چاند آفتاب سے بوقت غروب دس درجہ شرقی جانب ہو تو نظر آئے گا۔

۲۔دوسرا قول یہ ہے کہ آٹھ درجہ بُعد ہونا چاہئے۔

۳۔تیسرا قول یہ ہے چاند آفتاب سے شرقاً اتنا بعید ہو کہ غروب آفتاب کے بعد ۴۰ منٹ تک اُفق سے بالا چمکتا رہے۔

۴۔چوتھا قول یہ ہے کہ بارہ درجے کا فاصلہ ہو۔

۵۔پانچواں قول یہ ہے کہ بارہ سے تیرہ درجے کا بُعد ہو۔ تیرہ درجے سے زائد بُعد نہ علماء ہیئت جدید کے نزدیک ضروری ہے اور نہ ماہرین ہیئت قدیم کی رائے ہے۔

اگر بارہ درجے والا قول لیں تو یہ بنا بر تصریح ماہرین مہینہ کے آخر میں جب چاند آفتاب سے مغربی جانب بارہ یا اس سے کم درجہ رہ جائے تو آنکھوں سے پوشیدہ ہو جائیگا اور اس وقت تک پوشیدہ ہو گا تا آنکہ وہ آفتاب سے سبقت کر کے مشرق کی طرف بارہ درجہ طے نہ کر لے۔ لہٰذا مہینے کے آخر میں کم از کم ۲۴ درجوں تک ہم سے اوجھل ہو سکتا ہے۔ بارہ درجہ آفتاب کی ایک جانب یعنی آفتاب کی طرف قریب جاتے وقت اور بارہ درجہ

آفتاب کی دوسری جانب آفتاب سے متصل (قران) ہونے کے بعد اس سے دور جاتے وقت۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ چاند تقریباً دو گھنٹے میں ایک درجہ طے کرتا ہے، بایں حساب مہینہ کے آخر میں کم از کم اڑتالیس گھنٹہ کا وقفہ ایسا ہوگا جس میں چاند نہیں آئے گا، ۲۴ گھنٹے تو وہ آفتاب سے مغرب کو ہوگا، پھر وہ اور آفتاب مجتمع ہو کر ان کا درمیانی زاویہ صفر رہ جائے گا۔ حالت احتماع نئے چاند کی عمر کا مبدء ہے، پھر ۲۴ گھنٹے تک وہ آفتاب سے مشرق کی طرف ۱۲ویں تا ۱۳ ویں درجے میں نظر آنے کے قابل ہو جائے گا۔

اس بیان سے آپ سمجھ گئے ہونگے کہ حسب ایں قول نئے چاند کی عمر کم از کم ۲۴ گھنٹے ہونا ضروری ہے اور قول اول (دس ڈگری) و قول ثانی (آٹھ ڈگری) علی الترتیب پہلی کے چاند کی عمر ۲۰ گھنٹے اور ۱۶ گھنٹے ہونی چاہئے اور علی الترتیب چاند کی پوشیدگی کا زمانہ ۴۰ اور ۳۲ گھنٹہ ہے"[1]

حضرت مولانا موسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں نے اس مسئلے کو بڑی اچھی طرح واضح کر دیا ہے کہ چاند اور سورج کے درمیان کم از کم ۱۲ ڈگری کا فاصلہ ضروری ہے، گو کہ انہوں نے دس ڈگری اور آٹھ ڈگری کی بات بھی

[1] فلکیات جدیدہ: ۱۶/۲۔۳۱۴

نقل کی ہے، دس ڈگری والا قول بھی لے سکتے ہیں جبکہ Age of Moon (چاند کی عمر) کافی ہو لیکن آٹھ ڈگری والا قول شاذ و نادر ہے اور میں یہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جو چیز مشاہدے کے خلاف ہو اس پر بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔

۳۔ Altitude زمین سے چاند کا ارتفاع

تیسری اہم چیز جس پر چاند کا نظر آنا یا نہ آنا موقوف ہے وہ Altitude ہے یہ اگر ناقص ہو تو چاند کا نظر آنا محال ہے۔زمین سے چاند کے ارتفاع کا مفہوم یہ ہے کہ جس جگہ چاند دیکھا جا رہا ہے غروب آفتاب کے وقت اس جگہ سے چاند کم از کم پانچ ڈگری اُونچا ہو تب چاند نظر آئے گا۔

یہ حقیقتاً ایک سانحہ ہے کہ سائنس کا نعرہ لگایا جاتا ہے کہ سائنس اتنی ترقی یافتہ ہو چکی ہے کہ ہم حساب کے ذریعے پہلے ہی سے چاند کے بارے میں فیصلہ کر سکتے ہیں مگر جب آپ ان سائنس کے دعویدار حضرات کے فیصلوں کو دیکھیں تو یہ بات مثل روز روشن سامنے آتی ہے کہ وہ حضرات نہ تو Elongation کا خیال رکھتے ہیں اور نہ ہی Altitude کا، بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ صرف ایک دو ڈگری کے فرق کو تسلیم کر لیا گیا ہے، بعض دفعہ تو ان حضرات کو Minus (سورج کے غروب ہونے سے قبل چاند کا غروب ہو جانا جس صورت میں چاند کا نظر

آنا ناممکن ہے) پر بھی عیدین اور روزوں کا فیصلہ کرتے دیکھا گیا ہے حالانکہ اس کا سائنسی طور پر محال ہونا محتاج بیان نہیں اور نہ ہی شریعت ایسے بے تکے اور ناحق فیصلے کو تسلیم کرتی ہے۔ آخر یہ لوگ کس چیز پر چلتے ہیں؟ میرا مقصد اس تنقید سے صرف اظہار حق ہے کسی کا استہزاء و تمسخر نہیں۔

کچھ سال قبل میری مشہور آسٹریلوی ماہر فلکیات Dr.Nick Lomb سے اس موضوع پر بات ہوئی تو انہوں نے بھی اس بات کی تائید کی کہ Minus یا دو چار ڈگری یا Same day میں کہ جس دن New Moon ہو چاند نظر آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیز انہوں نے کہا کہ New Moon کے ایک دن یا دو دن کے بعد چاند نظر آسکتا ہے اس کے علاوہ Difference Between Sunset and Moonset (غروب شمس و قمر کے درمیان فرق) کم از کم ۴۷ منٹ کا ہونا چاہئے۔

Dr.Nick Lomb نے 1997 کی Sydney Sky Guide میں ان تمام چیزوں کے بارے میں عنوان Visibility of the Moon قائم کیا ہے جو اس کتاب کے صفحہ ۲۸ پر ہے۔

میں صرف چند سطور اس کتاب سے لکھتا ہوں، تاکہ حقیقت حال ظاہر اور واضح ہو جائے۔ ڈاکٹر Nick Lomb لکھتے ہیں:

"At new moon we do not see the moon at all. It is then in the same direction as the sun and so the lit side is a way from us. A day or two after the new moon we start seeing a small part of the lit side as a thin crescent....The first visibility of the crescent is sometime of interest for religious or other reason.It can be seen low in the west after sunset one or two days after new moon.A Malaysian astronomer (Dr.Ilyas) has worked out a good rule-of-thumb to estimate whether the crescent will be visible on a particular evening or not. Sydney's latitude the time lag between sunset and moonset is at least 47 minutes.'[1]

ڈاکٹر نک لوم نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا ہے۔گذشتہ کئی سال سے میرا مشاہدہ ہے کہ سائنس کے دعویدار حضرات نے نہ تو رمضان میں اس کا خیال رکھا ہے اور نہ ہی عیدین میں۔

میرے پاس سالوں کا ریکارڈ ہے کہ حساب فلکی کے ماننے والے اکثر چاند کے پیدا ہونے سے قبل اور کبھی چاند کے سورج کے غروب ہونے

Sydney Sky Guide;28,1997 [1]

سے قبل پر روزوں اور عید کا اعلان کرتے رہے ہیں۔ آج تک آبزرویٹری کی تاریخ میں ایسی مثالیں نہیں ملیں گی کہ چاند پیدا بھی نہیں ہوا مگر روزے اور عید کا اعلان کرکے مسلمانوں کے روزے اور عید کو خراب کئے ہیں۔ اللہ ﷻ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ یہ لوگ آخرت میں اللہ ﷻ کو کیا جواب دیں گے؟۔

ہلال سے پہلے ہلال کے تعین پر چودھویں کا چاند پورا نہیں ہوتا:

اکثر دیکھنے میں آتا ہے جو لوگ ہلال سے پہلے ہلال کا تعین کرکے روزے وعیدین کا سلسلہ شروع کردیتے ہیں اس طرح چاند جب پورا ہوتا ہے جسے بدر Full Moon کہتے ہیں وہ چاند بجائے چودھویں تاریخ کو مکمل ہونے کے سولھویں سترھویں تاریخ کو مکمل ہوتا ہے۔اسی طرح یہ بھی مشاہدے میں یہ بھی آیا ہے کہ تربیع (First Quarter) جو ساتویں تاریخ کو ہوتا ہے وہ بجائے ساتویں کو ہونے کے آٹھویں یا نویں کو ہوتا ہے، نیز (Last Quarter) جو اکیسویں تاریخ کو ہوتا ہے مگر ان لوگوں کے مطابق بائیس یا تیئیس کو ہوتا ہے۔

ایامِ بیض کے روزے متاثر ہوتے ہیں

اس طرح کے لوگوں کی وجہ سے ایامِ بیض کے روزے متاثر ہوتے ہیں۔ ایامِ بیض کے روزے جو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے ہے اور یہ ایام ہر مہینے کی چاند کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں تاریخ کو ہوتے ہیں۔ مگر ان لوگوں کے

غلط حساب کی وجہ سے بارہ، تیرہ اور چودہ کو ہوتے ہیں۔ یہ لوگ جس طرح فرض روزے خراب کرتے ہیں، سنت روزے بھی خراب کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے متعدد قسم کے نفلی روزے رکھے ہیں، ان میں ایک قسم ایام بیض کے روزوں کی ہے جن کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ روزہ کے عمومی فضائل اپنی جگہ خصوصیت کے ساتھ بھی ایام بیض کے روزوں کے فضائل وارد ہیں۔ نبی ﷺ نے ان پر ہمیشگی برتی ہے اور اپنی امت کو بھی اس کی تاکید فرمائی ہے۔ ایام بیض کے روزوں کی فضیلت سے متعلق نبی ﷺ کا فرمان ہے:

صومُ ثلاثةِ أيامٍ صومُ الدهرِ كلِّه۔[1]

ترجمہ: ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لینا اس سے زمانے بھر کے روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔

ایام بیض کے روزے ان عبادات اور روزوں میں سے ہے جن کی رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی ہے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أوصاني خليلي بثلاثٍ، لا أدعُهنَّ حتى أموتَ : صومُ ثلاثةِ أيامٍ من كلِّ شهرٍ، وصلاةُ

1 صحیح البخاري ۱۹۷۹

الضحى، ونومٌ على وِترٍ.[1]

ترجمہ: مجھے میرے جانی دوست (نبی کریم ﷺ) نے تین چیزوں کی وصیت کی ہے کہ موت سے پہلے ان کو نہ چھوڑوں۔ ہر مہینہ میں تین دن روزے۔ چاشت کی نماز اور وتر پڑھ کر سونا۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا:

وإن بحَسْبِك أن تصومَ كلَّ شهرٍ ثلاثةَ أيامٍ، فإن لك بكلِّ حسنةٍ عشْرَ أمثالِها، فإن ذلك صيامُ الدهرِ كلِّه.[2]

ترجمہ: ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو، کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا اور اس طرح یہ ساری عمر کا روزہ ہو جائے گا۔ دل کی صفائی اور اس کی پاکیزگی کے لئے یہ روزے نہایت ہی اہم ہیں، رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

1 صحيح البخاري۱۹۷۸
2 صحيح البخاري:۱۹۷۵

أَلا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ صَوْمُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ۔[1]

ترجمہ: کیا میں تمہیں سینہ کے دھوکہ اور وسوسہ کو ختم کر دینے والی چیز کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر ماہ کے تین روزے رکھنا۔

اس حدیث میں "وَحَرَ الصَّدْرِ" سے مراد دل کا وسوسہ یا بغض وکینہ یا عداوت ودشمنی یا شدید غصہ ہے۔

سبحان اللہ! کتنی اہم ترین حدیث ہے دلوں کی پاکیزگی کے لئے، جو مومن ہمیشہ ان تین روزوں کا اہتمام کرے اس کا دل صاف ستھرا رہے گا، وہ جھگڑے لڑائی سے دور رہے گا۔ دل کے خطرناک امراض بغض وحسد، کینہ وکپٹ، غیض وغضب اور چغلی وغیبت سے اللہ کی توفیق سے بچتا رہے گا۔

ہلال، تربیع اور بدر

چاند سے متعلق یہ اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔ ان کا مفہوم یہ ہے کہ New Moon (نئے چاند) کے بعد چاند سورج سے دور ہونا شروع ہوتا ہے اور تقریباً بارہ ڈگری کا زاویہ بنتا ہے تو زمین پر سے چاند باریک شکل میں نظر آتا ہے اس کو "ہلال" کہتے ہیں۔ اس کے بعد چاند سورج سے

[1] السنن الصغری للنسائی: ۴/۲۱۰

روزانہ دور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ سات تاریخ کو چاند کا فاصلہ سورج سے ۹۰ ڈگری کا ہو جاتا ہے تو آدھا چاند منور نظر آتا ہے اسے تربیع (First Quarter) کہتے ہیں، اس کے بعد چاند سورج سے مزید دور ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ۱۴ تاریخ کو چاند پھر سورج کے سامنے آجاتا ہے لیکن اس وقت ان کے درمیان زمین ہوتی ہے اور سورج و چاند کا زاویہ ۱۸۰ ڈگری کا ہو جاتا ہے تو اس وقت چاند مکمل نظر آتا ہے اسے بدر(Full Moon) کہتے ہیں۔ اسکے بعد چاند سورج کے قریب ہونے لگتا ہے اور اکیسویں تاریخ کو پھر اس کا نصف حصہ روشن نظر آتا ہے اور سورج سے 90ڈگری یا ۲۷۰ کا زاویہ بنتا ہے اس کو بھی ''تربیع'' کہتے ہیں۔

انگریزی میں اسے Last Quarter کہتے ہیں، اسکے بعد بتدریج چاند گھٹنے لگتا ہے اور دوبارہ ''محاق'' میں پہنچ جاتا ہے۔

جو تفصیل ہم نے ''ہلال، تربیع اور بدر'' کی لکھی ہے اس کے قریب قریب Dr.Nick Lomb نے بھی 1997 Sydney guide میں صفحہ نمبر 28 پر لکھی ہے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"At new moon we do not see the moon at all.It is then in the same direction as the sun and so the lit side is a way from us. A day or two after the new moon we start

seeing a small part of the lit side as a thin crescent. Daily more and more of the moon is visible. After about a week it reaches first quarter phase when we can see half of the lit side. After about another week we can see the full disk of the moon. That is full moon and it occurs when the moon is on the other side of the Earth to the sun. From then on we see less and less of the moon. After a week it reaches last quarter phase when again we can see half of the lit side. Finally after another week the moon is back in the same direction as the sun and is so at new moon.[1]

Sydney Sky Guide: 28,1997 [1]

اختلاف مطالع

چاند کے مطالع میں اختلاف حقیقی اور قدرتی ہے۔ چاند کا ایک قدرتی نظام ہے، اور مہینہ کے ہر دن کے لئے اس کی منزلیں متعین ہیں، اور بلاشبہ طول البلد اور عرض البلد کے اعتبار سے ہر علاقہ میں چاند کا مطلع بھی الگ الگ ہے، اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے خود قرآنِ کریم میں اس کی صراحت فرمائی ہے:

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰاه مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ۔[1]

ترجمہ: اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں، یہاں تک کہ وہ (بڑھنے کے بعد پھر) پرانی ٹہنی کے مانند لوٹ آتا ہے۔

نیز ارشاد باری ہے:

هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْراً وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ۔[2]

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو چمکدار اور چاند کو روشن بنایا، اور اس نے چاند کی منزلیں متعین کیں ہتاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب پہچان سکو۔

والمنازل ثمانية وعشرون منزلاً، ينزل القمر كل ليلة منها بمنزل ...، فاذا صار القمر فى

1 سورۃ یٰس: ۳۹
2 سورۃ یونس: ۵

أخرها عاد الی اولها، فیقطع الفلک فی ثمان وعشرین لیلة، ثم یستسرُّ ثم یطلع هلالاً فیعود فی قطع الفلک علی المنازل۔[1]

ترجمہ: اورمنزلیں اٹھائیس ہیں ،چاندہررات ایک منزل طے کرتا ہے،اورجب چاند اپنی آخری منزل طے کرلیتا ہے توپھردوبارہ اپنی پہلی منزل کی طرف لوٹ آتا ہے اورفلک میں اٹھائیس راتیں کاٹتا ہے پھروہ چھپ جاتا ہے پھروہ ہلال بن کرظاہرہوتا ہے اوراسی طرح وہ فلک میں اپنی منزلیں طے کرتا ہے۔

سائنس کے دعویدار حضرات ، سائنس کے دعوے کے باوجود اختلاف مطالع کو معتبر نہیں سمجھتے اور بلا کسی فرق و تمیز کے پوری دنیا میں کہیں بھی چاند ہوجانے کو کافی سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ ایک سمجھ نہ آنے والی بات ہے۔

دنیا کے ممالک میں وقت کا فرق کوئی چھپی ہوئی بات نہیں، پوری دنیا میں وقت ایک ہی وقت میں ایک نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم آسٹریلیا میں ظہر کی نماز ادا کررہے ہیں تو سعودی عرب میں فجر کا وقت ہو گا۔اب جس طرح یہ فلسفہ ناقابل قبول ہے کہ چونکہ مکہ مکرمہ عالم اسلام کا مرکز ہے لہذا انہیں کی اتباع نماز کے معاملات میں بھی کی جائے کیونکہ اس نامعقول فلسفے کے نتیجے میں لازماً ظہر کے وقت فجر کی نماز ادا کرنا پڑے گی کہ مرکز (بیت اللہ) میں اس وقت فجر ادا کی جارہی ہے،اور دنیا کا کوئی بھی مفتی اس کا قائل نہیں ہے سب کا فتوی یہی ہے کہ ہر علاقے والے لوگ اپنے مقامی وقت کے مطابق نماز ادا کریں۔ اسی طرح یہ فلسفہ بھی ناقابل قبول ہونا چاہیے کہ رمضان و عیدین کا فیصلہ مکہ مکرمہ کی رؤیت پر کیا جائے اور اپنے یہاں

[1] الجامع لاحکام القرآن: ۴۴۶/۱۷

کی رؤیت کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے، جس طرح نماز کے سلسلے میں مقامی وقت کا اعتبار ہے۔ اسی طرح رؤیت ہلال کے سلسلے میں بھی مقامی حالات کا اعتبار ہوگا، لہٰذا مقامی وقت اور تاریخ کے مطابق جب یہاں چاند دیکھیں تب ہی روزہ وعیدین کا فیصلہ کیا جائے۔

مفتی اعظم سعودیہ شیخ عبدالعزیز بن باز نے ایک مضمون میں اس بارے میں وضاحت سے لکھا ہے کہ پوری دنیا کا مطالع ایک نہیں ہوسکتا اور نہ ہی مکہ مکرمہ کو سارے عالم اسلام کے لئے رؤیت کے سلسلے میں مرکز بنانا صحیح ہے۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

اختلاف مطالع کا مسئلہ رؤیت ہلال کے بارے میں علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے، دارالافتاء کی ایک مجلس میں اس پر بحث ہونے کے بعد کثرت رائے سے یہ فیصلہ ہوا راجح قول یہی ہے کہ ہر بلد والوں کے لئے ان کی اپنی مقامی رؤیت کا اعتبار ہے، اس سلسلے میں ہر جگہ والے اپنے علماء سے رجوع کریں۔ اس مضمون کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سارے عالم میں مکہ مکرمہ کی رؤیت کو بنیاد بنا کر رمضان وعیدین کا فیصلہ کیا جائے، شریعتِ مطہرہ میں نہ تو اس کی کوئی دلیل ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اصل ہے"۔[1]

علامہ محی الدین نووی فرماتے ہیں کہ:

[1] البحث الاسلامی ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ

والصحیح عنداصحابنا ان الرؤیۃ لاتعم الناس بل تختص بل تختص بمن قرب علی مسافۃ لاتقصر فیھا الصلاۃ۔[1]

ترجمہ: ہمارے اصحاب کے یہاں صحیح بات یہی ہے ایک جگہ کی رؤیت عام لوگوں کے لئے نہیں ہوتی بلکہ اتنی دور تک اس کا حکم ہوگا جہاں تک جانے میں نماز میں قصر کرنا نہ پڑے۔

علامہ نووی کے مطابق تو ۷۸ کلومیٹر سے آگے نہیں جائیں گے۔

علامہ ابن رشد اندلسی فرماتے ہیں:

اجمعوا علیٰ انہ لا یراعی ذلک فی البلدان النائیۃ کالاندلس والحجاز۔[2]

ترجمہ: اس پر تمام فقہاء متفق ہیں کہ مقام رؤیت سے دور دراز مسافت پر واقع شہروں میں جیسے کہ حجاز اور اندلس ہیں ایک جگہ کا حکم رؤیت دوسری جگہ نہیں لگایا جائے گا۔

اختلاف مطالع کے سلسلے میں واقعہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور کریب رضی اللہ عنہ ہی کافی ہے۔

عن کریب رضی اللہ عنہ أن أم الفضل بنت الحارث بعثته إلى معاوية رضی اللہ عنہ بالشام، فقدمت الشام فقضيت حاجتها، واستهل علی رمضان وأنا بالشام فرأيت الهلال، فقلت: رأيناه ليلة الجمعة، فقال: أنت رأيته؟ فقلت: نعم، ورآه الناس وصاموا وصام معاوية، فقال: لكنا رأيناه ليلة السبت، فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلاثين أو نراه، فقلت: ألا تكتفي برؤية

[1] شرح مسلم للنووی: ۲۷۷/۷
[2] بدایۃ المجتہد: ۱۴۸/۲

معاوية وصيامه؟ فقال: لا، هكذا أمرنا رسول الله ﷺ۔[1]

ترجمہ: حضرت کریب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ام الفضل بنت الحارث نے ان کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ملک شام بھیجا، لہٰذا میں ملک شام پہنچا اور ام الفضل کا کام سرانجام دیا، ابھی میں وہیں تھا کہ رمضان کا چاند ہو گیا۔ میں نے خود جمعہ کی شب میں چاند دیکھا، پھر رمضان کے آخر میں مدینہ منورہ آیا تو مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچھا کہ تم نے رمضان کا چاند کب دیکھا؟ میں عرض کیا کہ ہم نے جمعہ کی شب چاند دیکھا، پھر مجھ سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچھا کہ کیا تم نے خود دیکھا تھا؟ تو میں نے جواب دیا کہ ہاں، اور میرے علاوہ بہت سے لوگوں نے دیکھا اور سب نے روزہ رکھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی رکھا، اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مگر ہم نے تو ہفتہ کی شب میں چاند دیکھا تھا لہٰذا ہم لوگ اس وقت تک روزہ رکھیں گے جب تک تیس روزے پورے نہ ہو جائیں یا چاند نہ دیکھ لیں۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ کیا آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے چاند دیکھنے کو کافی نہیں سمجھتے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا ''نہیں''

1 صحیح مسلم: ۱/۳۰۷

ہمیں رسول ﷺ نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔
سابق قاضی مکہ مکرمہ علامہ عبداللہ بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے چاند کے سلسلے میں ایک بہت عمدہ رسالہ لکھا ہے اس کا نام" تبیان الادلة فی اثبات الاهلة" ہے ،اس میں وہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں :

والحجة فيه انا نعلم بيقين انه مازال فی عهدالصحابة والتابعين يرى الهلال فی بعض امصار المسلمين بعد بعض،فان هذا من الامور المعتادة التی لاتبديل لها و لابد ان يبلغهم الخبرفی اثناء الشهر- فلوكان يجب عليهم القضاء لكانت هممه تتوفر علی البحث عند رؤيته فی سائر بلدان الاسلام كتوفرها علی البحث عن رؤيته فی بلده ولكان القضاء يكثر فی اكثر الرمضانات ومثل هذا لوكان ،ولما ينقل دل علی انه لااصل له- وحديث ابن عباس يدل علی هذا- [1]

ترجمہ: نیز شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فرمایا کہ اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کی نہایت روشن دلیل یہ بھی ہے کہ ہمیں یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ عہد صحابہ وتابعین میں بعض اسلامی علاقوں میں چاند بعض دوسرے علاقوں کی نسبت پہلے دیکھ لیا جاتا تھا کیونکہ یہ ایک دائمی قدرتی نظام ہے کہ مغربی علاقوں میں چاند پہلے نظر آجائے اور مشرقی علاقوں میں بعد کو نظر آجائے ،اس میں زمانہ کے آگے پیچھے

[1] تبیان الادلۃ فی اثبات الاھلۃ: ۴۱۴-۴۱۵

ہونے سے کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی اور یقیناً مہینے کے اندر ہی ایک علاقہ والوں کو دوسرے علاقے کی رؤیت کی اطلاع پہنچ جاتی ہوگی، پس اگر بعد میں چاند دیکھنے والوں پر پہلے دیکھنے والوں کے حساب سے روزہ کی قضاءواجب ہوتی تو اسلامی علاقوں میں رؤیت ہلال کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے اسلاف پوری جدوجہد کرتے اور ممکنہ وسائل استعمال کرتے جیسا کہ ایک شہر میں اہتمام کیا جاتا ہے ،اور پھر اکثر رمضانوں میں پہلے روزے کی قضاء کسی نہ کسی جگہ ضرور واجب ہوا کرتی اور اگر ایسا ہوتا تو نقل در نقل کے ذریعے یہ باتیں ہم تک ضرور پہنچتیں مگر ایسی کوئی چیز ہم تک نہیں پہنچی ،لہٰذا معلوم ہوا کہ عہد صحابہؓ وتابعین میں ایسا نہیں ہوا،حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

ائمہ کرام کا مسلک

ایک بات یہ مشہور ہے کہ تمام فقہاء اس بات متفق ہیں کہ دنیا میں کہیں بھی چاند نظر آجائے تو سب پر روزہ اور عید لازم ہے۔یہ بات بالکل غلط ہے کہ تمام ائمہ کا اس پر اتفاق ہے۔

ذیل میں فقہاء کے مسلک ذکر کرتا ہوں:

شوافع کا مسلک

صرف چند شوافع حضرات کی رائے یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے مگر زیادہ

تر شوافع کہتے ہیں کہ اختلاف مطالع معتبر ہے۔

چنانچہ علامہ نودی کی بات پہلے گزر چکی ہے کہ والصحیح عنداصحابنا ان الرؤیۃ لاتعم الناس بل تختص بل تختص بمن قرب علی مسافۃ لاتقصر فیھاالصلاۃ۔[1]

ترجمہ: ہمارے اصحاب (شوافع) کے یہاں صحیح بات یہی ہے کہ ایک جگہ کی رؤیت تمام لوگوں کے لئے نہیں ہوتی بلکہ اتنی دور تک اس کا حکم ہوگا جہاں تک جانے میں نمازیں قصر کرنا نہ پڑیں۔"

اذا رئی ھلال رمضان فی بلد ولم یر فی الآخر،فان تقرب البلدان،فحکمھا حکم البلد الواحد،وان تباعدا فوجھان،أصحھما:لایجب الصوم علی اھل البلد الآخر۔[2]

ترجمہ: جب چاند ایک شہر میں نظر آجائے اور دوسرے میں نہ آئے، تو دیکھا جائے گا کہ اگر وہ دونوں شہر قریب قریب ہیں تو ان کا حکم ایک شہر کا ہوگا۔ اور اگر وہ دونوں شہر ایک دوسرے سے دور ہوئے تو اس میں دو قول ہیں، سب سے صحیح قول یہ ہے کہ اس صورت میں ایک شہر کی رؤیت سے دوسرے شہر والوں پر روزہ ثابت نہ ہوگا۔

علامہ فقیہ شیخ زین الدین احمد بن عبد العزیز ملیباری فرماتے ہیں:

واذا ثبت رؤیته ببلد، لزم حکمه البلد القریب دون البعید و یثبت البعد با ختلاف المطالع علی الأ صح.[3]

---

1 شرح مسلم للنودی: ۲۷۷/۷

2 روضۃ الطالبین: ۳۴۸/۲

3 فتح المعین: ۲۶۰

ترجمہ: جب ایک شہر میں رؤیت ثابت ہو جائے تو قریبی شہر میں اس کا حکم لازم ہو گا، بعید شہر میں یہ حکم رؤیت ثابت نہ ہو گا، اور صحیح قول کے مطابق بُعد ثابت ہوتا ہے اختلافِ مطالع کے ساتھ۔

مالکیہ کا مسلک

مالکیہ میں بھی اس بارے میں اختلاف ہے مگر زیادہ تر مالکیہ کے نزدیک یہی اختلاف مطالع معتبر ہے لہٰذا ایک جگہ کی رؤیت دوسری جگہوں کے لئے ضروری نہیں ہو گی۔ علامہ ابن رشد اندلسی کی بات پہلے گزر چکی ہے کہ وہ مالکیہ کا اجماع بتلاتے ہیں کہ اجمعوا علیٰ انه لا يراعى ذلک فی البلدان النائية كالاندلس والحجاز۔[1]

ترجمہ: اس پر تمام فقہاء مالکیہ متفق ہیں کہ مقامِ رؤیت سے دور دراز مسافت پر واقع شہروں میں جیسے کہ حجاز اور اندلس ہیں ایک جگہ کا حکم رؤیت دوسری جگہ نہیں لگایا جائے گا"۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ نے علامہ حافظ ابن عبد البر کے حوالے سے مالکیہ کا اجماع نقل کیا ہے کہ "اجمعوا على انه لاتراعى الرؤية فيمابعدمن البلاد كخراسان والاندلس"۔[2]

ترجمہ: اختلاف مطالع معتبر ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: تمام ائمہ

[1] بدایۃ المجتہد: ۱۴۸/۲

[2] فتح الباری: ۱۲۳/۴

مالکیہ اس بات پر متفق ہیں کہ دور دراز شہروں کی رؤیت کا اعتبار نہیں ہوگا جیسے خراسان اور اندلس ہیں (کہ خراسان کی رؤیت اندلس پر لازم نہیں ہو گی)۔

حنابلہ اور احناف کا مسلک

فقہاء احناف وحنابلہ کا مشہور مسلک یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں لہٰذا پوری دنیا میں جہاں کہیں بھی چاند نظر آجائے وہ کافی ہوگا اس میں مشرق ومغرب سب برابر ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حنفی کتابوں میں یہ باتیں ملتی ہیں مگر غور طلب بات یہ ہے کہ جس دور کے علماء و فقہاء کا یہ کلام نقل کیا جاتا ہے کیا اس زمانے میں ''روئے زمین''، ''عالم'' اور ''مشرق و مغرب'' کا تصور اور مفہوم وہی تھا جو آج ہے، کیا دنیا کا طول و عرض انکے ذہن میں اتنا ہی تھا جتنا آج محقق و معلوم ہے؟ ظاہر ہے کہ نفی میں ہوگا کیونکہ اس زمانے کے فقہاء کو تو چھوڑئے، اوّل درجہ کے جغرافیہ دان اور سیاح بھی بلکہ بہت بعد کے لوگ بھی دنیا کو ربع مسکون سمجھتے تھے اسلئے کہ آسٹریلیا اور امریکہ دریافت نہیں ہوئے تھے اور بہت سے مشرق اور مشرق بعید کے جزائر کا پتہ نہیں تھا اور مغرب میں جزائر خالدات کو دنیا کا آخری سرا تسلیم کیا جاتا تھا۔ چنانچہ طول البلد کا خطہ وہیں سے شروع ہوتا تھا اس طرح دنیا کو ہفت اقلیم کہا جاتا تھا۔ اس کا تفصیلی نقشہ آج بھی دیکھا

جا سکتا ہے۔[1]

اس زمانے میں فقہاء کرام جو مشرق و مغرب کا لفظ استعمال کرتے تھے اس سے مراد پوری دنیا نہیں ہوتی اب جیسا کہ امام ابو یوسف کو قاضی المشرق و المغرب کہتے ہیں جبکہ ظاہر ہے کہ پوری دنیا کے قاضی نہیں تھے۔ فقہائے احناف نے جو حدیث کے عموم کے تحت یہ لکھا ہے کہ پوری دنیا کی رؤیت ایک مانی جائے۔ ظاہر ہے کہ اس پر عملی طور پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے۔ اگر آج وہ فقہاء حیات ہوتے تو ضرور اس میں ترمیم فرماتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تو کوئی بھی فقیہ متفق نہیں ہے کہ نفس حساب سے رؤیت کا تعین کر لیا جائے بلکہ اُمت کے جملہ فقہاء کا اتفاق ہے کہ رؤیت بصری ضروری ہے۔ جب ایک طرف رؤیت بصری کے قائل ہوئے تو پھر اس کے مطابق اختلافِ مطالع کو معتبر نہ مانتے ہوئے یہ کہیں کہ پوری دنیا میں کہیں چاند نظر آجائے تو پوری دنیا میں معتبر ہے۔ یہ اس لئے صحیح نہیں ہے کہ آسٹریلیا اور نارتھ امریکہ میں سترہ گھنٹے کا فرق ہے۔ اگر آسٹریلیا والے نارتھ امریکہ کے خبر کا انتظار کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا اگلے دن دوپہر کے وقت یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہمیں صبح روزہ رکھنا چاہئے تھا یا عید کرنی چاہئے تھی۔ مثلاً آسٹریلیا

1 تفصیلات کے لئے غیاث اللغات ہفت اقلیم اور نقشہ ص نمبر ۴۰۵۔۴۰۴ کے درمیان کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

میں غروب آفتاب کا وقت شام کے آٹھ بجے ہیں۔ یہاں پر چاند نظر نہیں آیا۔ اور ہم اپنے سے مغرب والوں کا انتظار کر رہے ہیں، معلوم ہوا کہ کہیں بھی چاند نظر نہیں آیا تو ہم انتظار کرتے رہیں گے یہاں کہ نارتھ امریکہ میں سورج غروب ہو جائے۔ جب وہاں سورج غروب ہو گا تو یہاں دوپہر کے ایک بجیں گے۔

اب آپ بتائے کہ کیا دوپہر کے ایک بجے ہم فیصلے کریں گے کہ صبح روزہ رکھنا تھا یا عید کرنی تھی؟ اسی لئے میں نے یہ بات عرض کی کہ فقہائے متقدمین کے زمانے میں دنیا کی وسعت اتنی زیادہ نہ تھی، ہمیں ضرور اختلافِ مطالع کی تحدید کرنا پڑے گی۔ جیسا کہ فقہائے متاخرین احناف نے تحدید کی، چونکہ یہ معاملہ اجتہادی ہے اور اجتہاد میں اس بات کی گنجائش ہے کہ اس طرح کی تبدیلیاں کی جائیں۔ اس دور حاضر میں متاخرین احناف کا مسلک اختلاف مطالع کو معتبر ماننے کا ہے۔

فقہائے احناف میں سے متعدد فقہاء ہیں جنہوں نے اختلاف مطالع کو معتبر مانا ہے اور ایسا کرنا ان حضرات کے لئے اس وجہ سے ناگزیر تھا کہ آج دنیا کا جو تصور ہے اس کے پیش نظر یہ بات عقلی طور پر ناممکن ہے کہ ایک جگہ کی رؤیت تمام دنیا پر لازم العمل ہے۔

متاخرین فقہاء احناف کا مسلک

علامہ فخر الدین عثمان بن علی زیلعی کی رائے:

والأشبه أن يعتبر لأن كل قوم مخاطبون بما عندهم وانفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الأقطار كما أن دخول الوقت وخروجه يختلف باختلاف الأقطار حتى إذا زالت الشمس في المشرق لا يلزم منه أن تزول في المغرب وكذا طلوع الفجر وغروب الشمس بل كلما تحركت الشمس درجة فتلك طلوع فجر لقوم وطلوع شمس لآخرين وغروب لبعض ونصف ليل لغيرهم وروي أن أبا موسى الضرير الفقيه صاحب المختصر قدم الإسكندرية فسئل عمن صعد على منارة الإسكندرية فيرى الشمس بزمان طويل بعدما غربت عندهم في البلد أيحل له أن يفطر فقال لا ويحل لأهل البلد لأن كلا مخاطب بما عنده والدليل على اعتبار المطالع ما روي عن كريب۔[1]

ترجمہ: سب سے مناسب بات یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے کیونکہ ہر قوم اس حکم کی مخاطب ہوتی ہے جس کا سبب ان کے یہاں متحقق ہو اور سورج کی شعاعوں سے ہلال کا انفصال مختلف مقامات پر بدلتا رہتا ہے (ہر جگہ یکساں نہیں ہوتا) جس طرح نماز کے وقت کا معاملہ ہے مختلف ساعات میں آتا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر مشرق میں سورج ڈوب جائے تو مغرب میں بھی اسی وقت ڈوبنا لازم نہیں ہوتا۔ اسی طرح طلوع فجر و غروب شمس کا معاملہ ہے بلکہ حقیقت

[1] تبیین الحقائق: ۳۲۱/۱

یہ ہے کہ جب سورج ایک درجہ اوپر اٹھتا ہے تو کسی خطہ کے لئے طلوع فجر اور کسی کے لئے طلوع شمس کی نوید ہوتی اور کہیں غروب ہوتا ہے اور کہیں آدھی رات کا سماں ہوتا ہے۔ علامہ ابو موسی فقیہ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص منارے پر چڑھا ہوا ہو اور اسے سورج دکھائی دے رہا حالانکہ نیچے سورج غروب ہوچکا ہو تو کیا اوپر والے شخص کو افطار کرنا جائز ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ شہر کے لوگ جو نیچے ہیں افطار کرنا جائز ہے لیکن منارے پر موجود شخص کے لئے جائز نہیں، ہر ایک اپنے حسبِ حال حکم کا مخاطب ہے، اور دلیل اس کی اختلاف مطالع پر ہے جو حضرت کریب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ملتی ہے۔

علامہ زیلعی کا مقام فقہ حنفی میں بہت ممتاز ہے، علامہ زیلعی کے علاوہ بہت سے جلیل القدر فقہاء احناف اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کے قائل ہیں۔

علامہ علاؤالدین کاسانی کا مقام ہر عالم جانتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

ولو صام أهل بلد ثلاثين يوما وصام أهل بلد آخر تسعة وعشرين يوما فإن كان صوم أهل ذلك البلد برؤية الهلال وثبت ذلك عند قاضيهم، أو عدوا شعبان ثلاثين يوما ثم صاموا رمضان فعلى أهل البلد الآخر قضاء يوم لأنهم أفطروا يوما من رمضان لثبوت الرمضانية برؤية أهل ذلك البلد، وعدم رؤية أهل البلد لا يقدح في رؤية أولئك، إذ العدم لا يعارض الوجود، وإن كان صوم أهل ذلك البلد بغير رؤية هلال

رمضان أو لم تثبت الرؤية عند قاضيهم ولا عدوا شعبان ثلاثين يوما فقد أساءوا حيث تقدموا رمضان بصوم يوم. وليس على أهل البلد الآخر قضاؤه لما ذكرنا أن الشهر قد يكون ثلاثين وقد يكون تسعة وعشرين، هذا إذا كانت المسافة بين البلدين قريبة لا تختلف فيها المطالع، فأما إذا كانت بعيدة فلا يلزم أحد البلدين حكم الآخر لأن مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فيعتبر في أهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلد الآخر[1].

ترجمہ: اگر ایک شہر کے لوگوں نے تیس روزے رکھے اور دوسرے شہر کے لوگوں نے انتیس روزے رکھے تو اگر پہلے شہر میں یقینی ذریعے سے رؤیت ثابت ہو جانے پر روزے رکھے تب تو دوسرے شہر کے لوگوں کو ایک روزے کی قضاء ضروری ہے اس لئے کہ ان لوگوں نے رمضان کے پہلے ایک دن روزہ نہیں رکھا کیونکہ رمضان کی آمد تو ہو چکی تھی۔ پہلے شہر میں رؤیت ہو جانے کی بناء پر اور دوسرے شہر میں چاند نظر نہ آنے سے حکم میں کوئی فرق نہیں ہوگا اس لئے کہ کسی جگہ عدم رؤیت سے اسکی نفی ہو جاتی یہ حکم اس وقت ہے جب دونوں شہروں کے درمیان فاصلہ نہ ہو بلکہ دونوں شہر اتنے قریب ہوں کہ مطلع نہ بدل جاتا ہو اور اگر دونوں شہروں میں فاصلہ زیادہ ہو تو یہاں کا حکم وہاں نافذ ہونا ضروری نہیں ہوگا اس لئے کہ طویل مسافت پر شہروں کا مطلع بدل جاتا ہے۔ لہٰذا ہر

[1] بدائع الصنائع: ۵۷۹/۲

جگہ اسی مقام کے مطلع کا اعتبار ہوگا دوسری جگہ کا نہیں۔

حضرت علامہ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اختلاف مطالع کو معتبر مانتے ہوئے فرماتے ہیں:

لان السبب شهودالشهر ،فاذا انعقدبالرؤية فی حق قوم،لايلزم ان ينعقد فی حق غيرهم مع اختلاف المطالع، کمالوزالت الشمس اوغربت علی قوم دون آخرين يجب الظهر اوالمغرب علی الاولين دون اولئک لعدم انعقاد السبب فی حقهم،واختارصاحب التجريد وغيره من المشايخ اعتبار اختلاف المطالع-[1]

ترجمہ: روزہ فرض ہونے کا سبب رمضان کا مہینہ پایا جانا ہے اور جب یہ مہینہ کسی قوم کے حق میں رؤیت ثابت ہو جائے تو ضروری نہیں کہ اختلاف مطالع رکھنے والے دوسرے خطہ زمین پر بھی رمضان کا ہونا ثابت ہو جائے سورج کسی جگہ پر ڈھل جائے یا غروب ہو جائے تو ظہر یا مغرب کی نماز صرف اسی خطہ والوں پر لازم ہو گی نہ کہ سب پر کیونکہ دوسروں کے حق میں ابھی سبب نہیں پایا گیا ہے، صاحبِ تجرید اور ان کے علاوہ کئی مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اختلاف مطالع کے معتبر ماننے کے قائل ہیں۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے۔[2]

[1] شرح نقایہ: ۱/۵۶۷
[2] المصفٰی شرح الموطا: ۱/۲۸۷-۲۸۶

صاحبِ قدوری فرماتے ہیں:

إذا كان بين البلدتين تفاوت لا يختلف المطالع لزم حكم أحد البلدتين البلدة الأخرى، فأما إذا كان تفاوت يختلف المطالع لم يلزم حكم أحد البلدتين البلدة الأخرى۔[1]

ترجمہ: جب دو شہروں میں اتنا تفاوت نہ ہو کہ جس سے مطلع مختلف نہ ہو تو ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر پر لازم ہو گی، مگر اگر اتنا تفاوت ہو کہ مطلع مختلف ہوجائے تو ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر پر لازم نہیں ہو گی۔

حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اختلاف مطالع کو معتبر مانتے ہوئے فرماتے ہیں :

مناسب یہ ہے کہ ایسے مقامات کے درمیان اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے جہاں تاریخوں میں ایک دن سے زیادہ فرق عادۃً ہوتا ہے کیونکہ نصوص میں تصریح ہے کہ مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے، لہٰذا ایسی جگہ کی شہادت پر عمل نہیں کیا جائے گا کہ جہاں کی شہادت پر عمل کرنے سے ۲۹ سے کم یا ۳۰ دن سے زیادہ کا مہینہ بن جاتا ہو۔[2]

[1] الفتاویٰ التاتارخانیہ ۳/۳۶۵
[2] فتح الملہم: ۳/۱۱۳

حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق حجاز، مصر اور شام میں رؤیت ہو جانے سے آسٹریلیا میں رؤیت ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ وہاں کی رؤیت پر یہاں کا فیصلہ کیا جائے گا کیونکہ وہاں اور یہاں کی قمری تاریخوں میں کم سے کم ایک دن کا فرق تو اکثر ہوتا ہے۔

حضرت محدث کبیر علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی اختلاف مطالع کو معتبر مانتے ہوئے علامہ زیلعی کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لابدمن تسلیم قول الزیلعی والا فیلزم وقوع العید یوم السابع والعشرین اوالثامن والعشرین اویوم الحادی والثلاثین او الثانی والثلاثین فان هلال بلاد قسطنطنیة ربما یتقدم علی هلالنا یومین فاذ صمنا علی هلالنا ثم بلغنا رؤیة هلال بلاز قسطنطنیة یلزم تقدیم العید اویلزم تاخیرالعید اذاصام رجل من بلاد قسطنطنیة ثم جآءنا قبل العید-[1]

ترجمہ: علامہ زیلعی کا قول تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ورنہ تو لازم آئے گا کہ عید ۳۲،۳۱،۲۷ تاریخ کو بھی پڑسکتی ہے اس لئے کہ قسطنطنیہ کے شہروں میں کبھی کبھی ہمارے یہاں سے دو دن قبل بھی چاند نظر آجاتا ہے اس صورت میں اگر ہم اپنے یہاں کے اعتبار سے روزہ رکھنا شروع کریں پھر اسکے بعد قسطنطنیہ سے چاند کی اطلاع مل جاتی ہے اور اگر ہم اس

[1] العرف الشذی: ۱۴۵/۲

اطلاع پر فیصلہ کریں گے تو دو دن قبل عید کرنا پڑے گی اور اسی طرح وہاں سے خبر لانے اور روزہ رکھ کر آنے والے کو ۳۱ یا روزے رکھنا پڑ جائینگے اگر اس نے ہماری اتباع کی۔

علامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و حققوا اوقوع الاختلاف في المطلع بنحو خمسمائة ميل.[1]

ترجمہ: علماء نے اس بات پر تحقیق سے فرمایا کہ پانچ سو کلو میٹر کے فاصلے پر اختلافِ مطالع معتبر ہوگا۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولو سلم توجه الإشارة في كلام ابن عباس إلى عدم لزوم رؤية أهل بلد لأهل بلد آخر لكان عدم اللزوم مقيداً بدليل العقل، وهو أن يكون بين القطرين من البعد ما يجوز معه اختلاف المطالع۔[2]

ترجمہ: اگر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو تسلیم کرتے ہوئے اس بات پر متوجہ ہو جائیں کہ ایک شہر کی رؤیت سے دوسرے شہر کی رؤیت لازم نہیں ہوتی، تو عدمِ لزوم رؤیت عقلا بھی یہی ثابت کرتی کیونکہ دو شہروں کا بعد اختلافِ مطالع کو ثابت کرتا ہے۔

[1] معارف السنن ۳۴۰/۵
[2] اعلاء السنن: ۱۱۹/۹

علامہ عبدالحئی فرنگی محلی لکھنوی نے "**مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاوی**"میں بزبانِ فارسی جو لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

عقل و نقل ہر دو لحاظ سے سب سے صحیح مسلک یہی ہے کہ ایسے دو شہر جن میں اتنا فاصلہ ہو کہ ان کے مطلع بدل جائیں، جس کا اندازہ ایک ماہ کی مسافت سے کیا جاتا ہے، اس میں ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کے لئے معتبر نہیں ہونی چاہئے، اور قریبی شہروں میں جن کے مابین ایک ماہ سے کم مسافت ہو، تو ایک شہر میں رؤیت دوسرے شہر کے لئے لازمی اور ضروری ہے، یہ رائے بالکل متوازن اور معتدل ہے۔[1]

حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی یہی ہے کہ اگر اتنا فاصلہ ہو کہ اعتبار نہ کرنے کی صورت میں ایک تاریخ یا اس سے زائد کا فرق پڑ جاتا ہو، تو ایسے دو مقامات کے درمیان اختلافِ مطالع معتبر ہونا چاہئے؛ کیوں کہ احادیث میں صراحت ہے کہ مہینہ ۲۹ دن سے کم اور ۳۰ دن سے زائد نہیں ہوتا۔[2]

مفتی رشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر نقل فرمائی:

علامہ یوسف بنوری **رحمۃ اللہ علیہ** فرماتے ہیں:

[1] جدید فقہی مسائل ۲:/۲۱

[2] معارف مدنیہ ۱۰/۱۷۱، مستفاد از: انوار رحمت ۵۵۱

بلادِ بعیدہ میں اختلافِ مطالع کامعتبر ہونامسئلۂ اجماعی ہے۔(کما صرح به ابن عبدالبر وغیره، بداية المجتهد لابن رشد، فتح الباری لابن حجر ملاحظہ ہوں) حنفیہ کے یہاں بھی بلادِ بعیدہ میں معتبر ہونا متعین ہے۔ راجعوا البدائع والاختيار شرح المختار و تبيين الحقائق للزيلعي اور جب اجماع ثابت ہوجاتا ہے دوسرا امر جوح قول خود بخود ختم ہوجاتا ہے۔[1]

مفتی شفیع صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

رؤیت ہلال کے معاملہ میں ایک اہم سوال اختلاف مطالع کا بھی سامنے آتا ہے ہے وہ یہ کہ سورج اور چاند یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا میں ہر وقت موجود رہتے ہیں آفتاب ایک جگہ طلوع ہوتا ہے دوسری جگہ غروب ایک جگہ نصف النہار ہوتا ہے تو دوسری جگہ عشاء کا وقت اسی طرح چاند ایک جگہ ہلال بن کر چمک رہا ہے ایک جگہ پورا چاند بن کر اور کسی جگہ بالکل غائب۔

ان حالات میں اگر ایک جگہ لوگوں نے کسی مہینے کا ہلال دیکھا ان کی شہادت ایسے ملکوں میں جہاں ابھی ہلال دیکھنے کا وقت ہی نہیں ہوا اگر پورے شرعی قواعد و ضوابط کے ساتھ پہنچ جائے کیا اس کا اعتبار ان ملکوں کے لئے بھی کیا جائے گا یا نہیں؟۔ اس میں ائمہ مجتہدین اور فقہاء کے مختلف اقوال ہیں اور وجہ اختلاف کی یہ نہیں کہ اختلاف مطالعہ

1 احسن الفتاوی ۴/۴۸۴

دنیا میں موجود نہیں بلکہ گفتگو اس میں ہے کہ موجود ہوتے ہوئے شرعی احکام میں اس کا اعتبار کیا جائے گا یا نہیں؟۔ کیونکہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اسلامی معاملات میں چاند سورج اور ان کی گردش اور کیفیات کی حقائق مقصود ہی نہیں مقصود صرف امرِ الٰہی کا اتباع ہے اور ان گردشوں کو ان احکام کے اوقات کی ایک علامت بطور اصطلاح قرار دیا گیا ہے اس مسئلہ میں فقہاءامت صحابہ و تابعین اور بعد کے علماء کے تین مسلک ہوتے ہیں۔

*ایک یہ کہ اختلاف مطالع کا ہر جگہ ہر حال میں اعتبار کیا جائے۔

*دوسرا یہ کہ کسی جگہ کسی حال میں اعتبار نہ کیا جائے۔

*تیسرا یہ کہ بلاد بعیدہ میں اعتبار کیا جائے اور قریبہ میں نہ کیا جائے۔

اور عجب اتفاق ہے کہ تینوں طرح کے اختلاف فقہاءامت حنفی شافعی مالکی حنبلی چاروں فقہ کی فقہاء میں موجود ہے فرق صرف کثرت و قلت کا ہے مذاہب کی پوری تفصیل استاذ محترم علامہ حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم کی شرح میں تحریر فرمائی ہے اہل علم اس میں دیکھ سکتے ہیں۔

جو حضرات مطلقاً غیر معتبر قرار دیتے ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ جیسے آفتاب کے متعلق اختلاف سب کے نزدیک معتبر ہے کے ایک ہی وقت میں کسی جگہ کسی ملک میں صبح کی نماز ہوتی ہے کسی جگہ

مغرب یا عشاء کی ہوتی ہے ایک شہر کے تابع دوسرے شہروں کو نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح چاند کے معاملے میں ہر افق کا الگ حکم ہونا چاہیے ایک جگہ کی شہادت پورے شرعی قواعد کے ساتھ دوسری جگہ پہنچ جائے تب بھی دوسرے شہر کے لوگوں کے لیے وہ شہادت حجت نہیں ہونی چاہیے۔

اور جو حضرات اختلاف مطالع کو مطلقاً غیر معتبر قرار دیتے ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ چاند کے معاملے میں آنحضرت ﷺ نے پوری امت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اب یہ تو ظاہر ہے کہ ہر فرد بشر کا دیکھنا ضروری نہیں بعض کا دیکھ لینا کافی ہے اس لیے ایک جگہ کے مسلمانوں کا چاند دیکھ لینا دوسروں کے لیے کافی ہے اس لئے جب شہادت شرعیہ کے ساتھ ایک شہر میں رؤیت ہونا ثابت ہو جائے تو جس جگہ پر شہادت پہنچے ان پر بھی اس کا اتباع لازم ہوگا اور ان کے درمیان کتنا ہی فاصلہ اور مشرق و مغرب بعد ہو۔

اور جن حضرات نے یہ فیصلہ کیا فرمایا ہے کہ بلاد بعیدہ میں عتبار کیا جائے بلادہ قریبہ میں نہ کیا جائے ان کا کہنا یہ ہے کہ بلاد قریبہ میں فرق بہت معمولی سا ہوتا ہے اس کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ بلاد بعیدہ میں اختلاف بالکل واضح اور کھلا ہوا ہے اس کو نظر انداز کرنا صحیح نہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ سے ظاہر الروایہ یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے اسی کو عام فقہائے حنفیہ نے راجح قرار دیا ہے ہے یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے فاصلے میں اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دے کر ایک جگہ کی رؤیت کو دوسری جگہ کے لیے حجت قرار دی اور ایک جماعت حنفیہ نے آخری قول کا اعتبار کیا کہ بلاد بعیدہ میں اعتبار کرنا چاہیے فقہائے حنفیہ وغیرہ میں سے جن کی جلالت شان فقہائے حنفیہ میں مسلم ہے ہے انہوں نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس ترجیح کے قائل تھے اور استاذ محترم حضرت مولانا شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الملہم شرح مسلم میں اسی آخری قول کی ترجیح کے لئے ایک ایسی چیز کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس پر نظر کرنے کے بعد اس قول کی ترجیح واضح ہو جاتی ہے خصوصاً اس زمانہ میں جب کہ مشرق و مغرب کے فاصلے چند گھنٹوں میں طے ہو رہے ہیں۔ وہ یہ کہ قرآن وسنت میں یہ بات منصوص اور قطعی ہے کہ کوئی مہینہ انیتس دن سے کم اور ۳۰ دن سے زائد نہیں ہوتا بلاد بعیدہ اور مشرق و مغرب کے فاصلوں میں اگر اختلاف مطالع مطلقاً نظر انداز کر دیا جائے تو اس نصِ قطعی کے خلاف یہ الزام آجائے گا کہ کسی شہر میں اٹھائیس کو بعد ملک سے اس کی شہادت پہنچ جائے کہ آج وہاں چاند دیکھ لیا گیا

تو اگر اس شہر کو دوسرے کے تابع کیا جائے تو اس کا مہینہ اٹھائیس کا رہ جائے گا اسی طرح اگر کسی شہر میں رمضان کی تیس تاریخ کو کسی پر بعید ملک کے متعلق بذریعہ شہادت یہ ثابت ہو جائے کہ آج وہاں انیتس تاریخ ہے اور اگر چاند نظر نہ آیا تو کل وہاں روزہ ہو گا اور اتفاقا چاند نہ آیا تو ان کو اکتیس روزے رکھنے پڑیں گے اور مہینہ اکتیس کا قرار دینا پڑے گا جو نصِ قطعی کے خلاف ہے اس لیے ناگزیر ہے کہ بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے، اگر کہا جائے کہ ایسی صورت میں جہاں اٹھائیس تاریخ کو مہینہ ختم کرناپڑا وہاں یہ کہا جائے گا کہ ان لوگوں نے مہینہ ایک دن بعد میں شروع کیا تھا ایک دن کا روزہ قضا کرے اسی طرح جہاں تیس تاریخ پر مہینہ ختم نہیں ہوا وہاں یہ قرار دیا جائے گا کہ ان لوگوں نے مہینہ ایک دن پہلے شروع کر لیا تھا تو مہینہ کا پہلا روزہ غلط ہوا اس طرح مہینوں کے دنوں کا نص قطعی کے خلاف گھٹنا بڑھنا لازم نہیں آتا تو جواب یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے عام رؤیت یاضابطہ شہادت کے مطابق شروع کیا ہے تو دور کی شہادت کی بنا پر خود مقامی شہادت یارؤیت کو غلط یا جھوٹا قرار دینا نہ عقلاً معقول ہے اور نہ شرعاً جائز۔ اس لیے یہ توجیہ غلط ہے۔

حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحقیق سے اس کا بھی فیصلہ ہو گیا کہ بلاد قریبہ اور بعیدہ میں قرب وبعد کا معیار کیا اور کتنی مسافت

ہو گی۔ وہ یہ کہ جن بلاد میں اتنا فاصلہ ہو کہ ایک جگہ کی رؤیت دوسری جگہ اعتبار کرنے کے نتیجے میں مہینہ کے دن اٹھائیس رہ جائیں یا اکتیس ہو جائیں وہاں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا اور جہاں اتنا فاصلہ نہ ہو وہاں نظر انداز کیا جائے گا۔

احقر کا گمان یہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم جنہوں نے اختلاف مطالع غیر معتبر قرار دیا ہے اس کا ایک سبب تو یہ بھی تھا کہ جن بلاد میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہے وہ ایک جگہ کی شہادت دوسری جگہ پہنچی ان حضرات کے لئے محض ایک فرضی قضیہ یا تخیل سے زائد حیثیت نہیں رکھتا تھا اور ایسے فرضی قضیہ یا احکام کام پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نادر کو بحکم معدوم قرار دینا تو فقہاء میں معروف ہے اس لئے اختلاف مطالع کو مطلقاً غیر معتبر فرمایا۔ لیکن آج تو ہوائی جہازوں میں ساری دنیا کے مشرق و مغرب کو ایک کر ڈالا ہے، ایک جگہ کی شہادت دوسری جگہ پہنچنا قضیہ فرضیہ نہیں بلکہ روزمرہ کا معمول بن گیا ہے اور اس کے نتیجے میں اگر مشرق کی شہادت مغرب میں اور مغرب کی شہادت مشرق میں حجت مانی جائے تو کسی جگہ مہینہ اٹھائیس دن کا کسی جگہ اکتیس دن کا ہونا لازم آئے گا اس لیے ایسے بلاد بعیدہ میں جہاں مہینے کے

دنوں میں کمی بیشی کا امکان ہو اختلاف مطالع کا اعتبار کرنا ہی ناگزیر اور مسلک حنفیہ کے عین مطابق ہوگا۔[1]

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ:

جواب نمبر: ۶۷۴۲۷

محققین متاخرین کے نزدیک راجح اور مفتی بہ یہ ہے کہ ممالک بعیدہ میں اختلاف مطالع واقع اور معتبر ہے۔[2]

بنوری ٹاؤن کا فتویٰ یہ ہے:

اور اکابر دیوبند میں سے مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا محمد یوسف بنوری رحمہم اللہ وغیرہ اختلاف مطالع کو معتبر مانتے ہیں، اور اسی پر فتوی ہے۔[3]

جامعہ فاروقیہ کا فتویٰ:

واضح رہے احکام روزہ و عیدین کا دار و مدار رؤیت ہلال پر ہے۔ جس جگہ چاند نظر آئے گا، وہاں کے باشندے اس پر مرتب ہونے والے احکام کے پابند ہوں گے اور جہاں رؤیت ثابت نہ وہاں کے باشندے دوسرے ملک کے مطلع کے

[1] رسالہ رؤیت ہلال: ۲۲-۲۳

[2] 10/1437-Fatwa ID: 1113-1094/N

[3] فتوی نمبر 144012201124 : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

پابند نہیں ہوں گے اور ہر علاقہ کا اپنا ایک مستقل مطلع ہوتا ہے، جس کی بنا پر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک علاقہ کے مطلع پر تو چاند نظر آجاتا ہے، مگر دوسرے علاقے کے مطلع پر چاند کے نمودار ہونے کے اثرات دور تک نظر نہیں آتے۔[1]

(بڑے دلائل کے ساتھ تفصیلی فتویٰ لکھا گیا ہے، تفصیلات کے لئے دیکھئے: فتویٰ جامعہ فاروقیہ: ۳۴۶/۹۱، بتاریخ: ۱۴۳۱/۹/۶ھ)

جامعہ دارالعلوم کراچی کا فتویٰ:

جامعہ دارالعلوم کراچی کے فتویٰ نمبر ۱۱۷ بتاریخ ۱۴۳۱/۸/۱۸ھ میں بھی تفصیلی طور پر لکھا ہے کہ بلادِ بعیدہ میں اختلافِ مطالع معتبر ہے اور سعودی عرب بلادِ بعیدہ میں سے ہے۔

ان اکابرین کے اقوال سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ یہ حضرات باوجود احناف ہونے کے اختلاف مطالع کو معتبر سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ متاخرین احناف کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر ہے۔

1 فتویٰ جامعہ فاروقیہ: ۳۴۶/۹۱، بتاریخ: ۱۴۳۱/۹/۶ھ

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں:

مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ منعقدہ ۳-۴ مئی ۱۹۶۷ء میں مختلف مکاتب فکر کے علماء اور نمائندہ شخصیتوں نے مل کر اس مسئلہ کی بابت جو فیصلہ کیا تھا وہ حسب ذیل ہے:

۱- نفس الامر میں پوری دنیا کا مطلع ایک نہیں ہے بلکہ اختلافِ مطالع معتبر ہے۔ یہ ایک واقعاتی چیز ہے اس میں فقہاء کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

۲-البتہ فقہاء اس باب میں مختلف ہیں کہ صوم اور افطار صوم کے باب میں یہ اختلاف مطلع معتبر ہے یا نہیں؟ محققین احناف اور علماء امت کی تصریحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں مجلس کی متفقہ رائے کہ بلاد بعیدہ میں اس باب میں بھی اختلاف مطلع معتبر ہے۔

۳-بلاد بعیدہ سے مراد ہے کہ باہم اس قدر دوری واقع ہو کہ عادتاً ان کی رؤیت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے۔ایک شہر میں ایک دن پہلے چاند نظر آتا ہے اور دوسرے شہر میں ایک دن بعد،ان بلاد بعیدہ میں اگر ایک کی رؤیت دوسرے کے لئے لازم کر دی جائے تو مہینہ کسی جگہ ۲۸ دن کا رہ جائے گا اور کسی جگہ ۳۱ دن کا قرار پائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔

۴-بلاد قریب وہ شہر ہیں جن کی رؤیت میں عادۃً ایک کا دن کا فرق نہیں پڑتا۔ فقہاء ایک ماہ کی مسافت کی دوری کو جو تقریباً ۵۰۰ یا ۶۰۰ میل ہوتی ہے بلاد بعیدہ قرار دیتے ہیں اور اس سے کم کو بلاد قریب۔ مجلس اس سلسلہ میں ایک ایسے چارٹ کی ضرورت سمجھتی ہے کہ جس سے معلوم ہو جائے کہ مطلع کتنی مسافت پر بدلتا ہے۔ اور کن کن ملکوں کا مطلع ایک ہے۔

۵-ہندوستان و پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے۔ علماء ہندو پاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے اور غالباً تجربہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بعد مسافت نہیں ہے کہ مہینہ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو۔ اس بنیاد پر ان دونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے گا شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دونوں ملکوں کے تمام اہلِ شہر پر لازم ہوگا۔

۶- مصر و حجاز جیسے دور دراز ملکوں کا مطلع ہندو پاک کے مطلع سے علیحدہ ہے۔ یہاں کی رؤیت ان ملکوں کے لئے اور ان ملکوں کی رؤیت یہاں کے لئے ہر حالت میں لازم اور قابلِ قبول نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان میں اور ہندو پاک میں اتنی دوری ہے کہ عموماً ایک دن کا فرق ان میں واقع ہو جاتا ہے اور بعض

اوقات اس سے بھی زیادہ۔[1]

مغربی ممالک کی رؤیت مشرقی ممالک پر لازم نہیں ہوگی

اگر مشرق میں چاند نظر آجاتا ہے تو مغرب میں ضرور نظر آئیگا کیونکہ مغرب میں چاند پہلے نظر آتا ہے، تو جب مشرق میں نظر آیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ مغرب میں ضرور نظر آچکا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ مشرق میں نظر آنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو Age of Moon(چاند کی عمر) میں اضافہ ہوگیا ہے دوسرے Sunset(غروب شمس) اورMoonset (غروب قمر) کے درمیان Difference (فرق) میں اضافہ ہوجاتا ہے۔لیکن مغرب میں چاند نظر آئے تو مشرق میں بھی چاند نظر آنا ضروری نہیں،کیونکہAge of Moon (چاند کی عمر) اورElongation (غروب شمس اور غروب قمر میں فرق) دونوں میں کمی واقع ہوجاتی ہے، مثال کے طور پر مکہ مکرمہ میں چاند نظر آتا ہے تو ضروری نہیں ہے کہ وہ چاند آسٹریلیا میں بھی نظر آئے کیونکہ آسٹریلیا اور مکہ مکرمہ میں سات گھنٹے کا فرق رہتا ہے۔ یہ اتنا بڑا فرق ہے کہ اس سے اسلامی تاریخ میں فرق کم سے کم ایک دن کا ہو ہی جاتا ہے۔

[1] جدید فقہی مسائل: ۲۲/۲

حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں:

أن الرؤية تختلف باختلاف التشريق والتغريب فإنه متى رئي في المشرق وجب أن يرى في المغرب ولا ينعكس ; لأنه يتأخر غروب الشمس بالمغرب عن وقت غروبها بالمشرق فإذا كان قد رئي ازداد بالمغرب نورا وبعدا عن الشمس وشعاعها وقت غروبها فيكون أحق بالرؤية وليس كذلك إذا رئي بالمغرب لأنه قد يكون سبب الرؤية تأخر غروب الشمس عندهم فازداد بعدا وضوءا ولما غربت بالمشرق كان قريبا منها[1].

ترجمہ: چاند کی رؤیت مشرق اور مغرب کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے وہ اس طرح کہ جب چاند مشرق میں دیکھا جائے تو لازم ہے کہ مغرب میں واقع ممالک میں ضرور دیکھا جائے، اس کے برعکس نہیں ہوسکتا یعنی جب چاند مغرب میں دیکھا جائے تو اس سے واقع مشرق ممالک میں اس دن چاند کی رؤیت ضروری نہیں ہے کہ کیونکہ مغرب میں آفتاب مشرق ممالک کی نسبت تاخیر سے غروب ہوجانے کے باعث چاند سورج سے دور ہوکر اس کی شعاعوں سے نکل جائے گا اس لیے اس کی رؤیت کا زیادہ امکان ہوتا ہے بہ نسبت مشرق علاقے کے، کیونکہ مغربی ممالک میں آفتاب تاخیر سے غروب ہوتا ہے اس وقت چاند آفتاب سے دور اور روشن ہوگا جبکہ مشرق میں

[1] تبیان الادلۃ فی اثبات الاھلۃ: ۴۱۴

غروب آفتاب کے وقت چانداس سے قریب ہوگا۔

علامہ عبداللہ محمد بن حمید سابق قاضی مکہ مکرمہ اپنے رسالے میں فرماتے ہیں:

یہ بات زوال مختلف ہوتے ہیں۔اسی طرح چاند کی رؤیت میں بھی اختلاف مطالع کو بڑا دخل ہے،اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرق ممالک میں جب چاند آفتاب کی شعاعوں میں مستور ہوگا اور آفتاب اور چاند دونوں مغرب کی جانب حرکت کرتے ہیں جب آفتاب مغربی ممالک میں افق پر پہنچے گا تو اس وقت چاند آفتاب کی شعاعوں کی زد سے نکل گیا ہوگا تو مغرب والوں کو چاند کی رؤیت ہوگی مگر اس دن مشرق والوں کو چاند نظر نہیں آئیگا۔

میری ان تمام مباحث اختلاف مطالع سے غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ اختلاف مطالع معتبر ہے لہٰذا ہر ملک والوں کو چاہئے کہ اپنے اپنے ملک کے مطلع کا اعتبار کریں۔

پورا ملک ایک مطلع ہے

یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ سڈنی والوں کو چاہئے کہ صرف سڈنی کا اعتبار کریں اور پرتھ (Perth)، ڈارون (Darwin) اور ایلس اسپرنگ (Alice Springs) کا اعتبار ہی نہ کریں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ پورا ملک ایک ہی مطلع ہے۔ چنانچہ علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف مطالع کے ضمن میں علامہ ابن الماجشون کا قول نقل کیا ہے: لایلزمهم بالشهادة الا لاهل البلد الذى تثبت فيه الشهادة الاان يثبت عند الامام الاعظم فيلزم الناس كلهم لان البلاد فى حقه كالبلد الواحد اذ حكمه نافذ فى الجميع-[1]

ترجمہ: جس شہر میں چاند کی شہادت ثابت ہو اس شہر والوں پر اس پر عمل کرنا لازم ہے، ہاں اگر سلطان کے نزدیک رؤیت ثابت ہو جائے تو وہ اپنے حدود مملکت میں (چاہے وہ کتنا ہی وسیع ہو) تمام لوگوں پر اس حکم کی رؤیت کو نافذ کر سکتا ہے کیونکہ بادشاہ کے حق میں پورا ملک ایک شہر کی طرح ہے اس لئے کہ اس کا حکم پورے ملک میں نافذ ہوتا ہے۔

تقریباً یہی بات علامہ شوکانی نے بھی کہی ہے۔[2]

1 فتح الباری: ۱۲۳/۴

2 نیل الاوطار: ۷۹۸

آج کل تقریباً ہر جگہ اس پر عمل ہورہا ہے کہ ملک چاہے کس قدر وسیع ہی کیوں نہ ہو مگر پورے ملک کا مطلع ایک ہی تصور کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ریاض اور مکہ مکرمہ کے درمیان ۹۴۰ کلو میٹر کا فاصلہ ہے اور یہ اچھا خاصا فاصلہ ہے اور ریاض کی رؤیت مکہ مکرمہ کے لئے اور مکہ مکرمہ کی رؤیت ریاض کے لئے تسلیم کی جاتی ہے، کراچی، (پاکستان) کی رؤیت پشاور کے لئے اور پشاور کی رؤیت کراچی کے لئے، دہلی (ہندوستان) کی رؤیت کلکتہ والوں کے لئے اور کلکتہ والوں کی رؤیت دہلی والوں کے لئے تسلیم کی جاتی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی یہی مسئلہ ہے کہ سڈنی کی رؤیت دوسرے شہر والوں کے لئے اور دوسرے شہر والوں کی رؤیت سڈنی کے لئے کافی ہوگی۔ چنانچہ ہمارا عمل اسی پر ہورہا ہے۔

پڑوسی ممالک کی رؤیت کا اعتبار

یہ مسئلہ آج کل بہت ہی شدت اختیار کر گیا ہے کہ آسٹریلیا کے پڑوسی ممالک جیسے انڈونیشیا اور ملائیشیا کی رؤیت کو لے لینا چاہیئے۔

اس سلسلہ میں حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب کی موجودگی میں چند ساتھیوں کے ساتھ میرے گھر میں ۲۰۰۲ء میں گفتگو بھی ہوئی۔ تین چار علماء اس وقت موجود تھے اور حضرت نے تحریر بھی لکھی تھی کہ اگر رؤیت پڑوسی ممالک میں **ممکن** ہو تو اختلاف کو کم کرنے کے لئے پڑوسی ممالک کی رؤیت تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں اہم بات یہ ہے کہ اگر **امکانِ رؤیت** ہو تو تسلیم کریں گے۔ اگر **امکانِ رؤیت** نہ ہو تو تسلیم نہیں کریں گے۔ چونکہ حضرت کی آمد برسبین والوں کی دعوت پر تھی، سڈنی والوں پر آپ نے شفقت فرمائی اور اپنا قیمتی وقت نکال کر سڈنی تشریف لائے اور بندہ کو اعزاز بخشا اور ہمارے ہاں قیام فرمایا۔ مختلف موضوعات پر حضرت سے بات چیت رہی۔ ان میں سے ایک بات رؤیتِ ہلال پر اچانک ایک ساتھی نے نکالی۔ آپ کی آمد سڈنی میں رؤیتِ ہلال کے موضوع پر گفتگو کے لئے بطور خاص نہیں تھی۔ اگر رؤیت ہلال کے موضوع پر خصوصی آمد ہوتی تو ظاہر ہے علماء کا بڑا مجمع، خاص کر وہ علماء جو سنت رؤیتِ ہلال کی اتباع کرتے ہیں اُن کو دعوت دی جاتی۔

بہرحال! اُس زمانہ میں علماء کی ایک مجلس **"مجلس علماء آف آسٹریلیا"** کے نام سے تھی، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت رؤیتِ ہلال پر تھی، اس میں پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش، اور عرب کے علماء شامل تھے۔ یہ حضرات صرف آسٹریلیا کی رؤیت پر جمع تھے۔ آسٹریلیا سے باہر کسی بھی پڑوسی ممالک کی رؤیت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ میں نے مناسب جانا کہ **"مجلس علماء آف آسٹریلیا"** کے سامنے حضرت کی تجویز کو پیش کریں تو سب نے ہی انکار کر دیا کہ محتاط راستہ یہی ہے کہ صرف آسٹریلیا کی ہی رؤیت پر اتکاء کیا جائے۔ وجوہات کئی ہیں۔ چونکہ تمام علمائے کرام کا اتفاق اسی پر ہوا کہ ہم باہر نہیں جائیں گے تو اکیلا شبیر احمد کیا کر سکتا تھا؟۔

یہ مسئلہ ابھی تک اسی طرح برقرار ہے۔ اس وقت سو سے زائد علماء ہیں جو برسبین سے پرتھ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ایک باقاعدہ رؤیت ہلال کمیٹی قائم ہوئی ہے جو کئی سال سے ہر ماہ رؤیت کا اہتمام کرتی ہے۔

الحمد للہ! اتفاق و اتحاد سے اس پر کام چل رہا ہے۔ مگر چونکہ کچھ عرصہ سے کچھ لوگ اس بات کو جو حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب نے تقریبا اٹھارہ سال قبل ایک تجویز فرمائی تھی دوبارہ کہہ رہے ہیں کہ حضرت کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے ہمیں پڑوسی ممالک کی رؤیت کا اعتبار کرنا چاہئے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ کئی سال سے رؤیت ہلال کی سنت کو مانتے ہی نہیں تھے اور حسابِ فلکی پر عمل کرتے ہوئے روزہ و عید کرتے رہے،

اور ممبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر اللہ کے رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والوں کا مذاق اُڑاتے رہے۔ اب اچانک ان لوگوں نے اٹھارہ سال قبل حضرت مولانا کی بات شروع کر دی کہ ہمیں پڑوسی ممالک کی رؤیت کو قبول کرنا چاہیئے۔اور اختلافِ مطالع کی بحث کو لا رہے ہیں۔

مزے کی بات یہ ہے کہ کسی مہینہ میں پڑوسی ممالک کی رؤیت کو لے لیتے ہیں اور کسی مہینہ میں نہیں لیتے۔ ہمارے پاس ان کا ریکارڈ موجود ہے کہ پڑوسی ملک نے روزہ یا عید کا اعلان کیا مگر انہوں نے نہیں مانا۔

مثال کے طور انڈونیشا میں روزہ ۲۴ اپریل ۲۰۲۰ کو شروع کیا گیا، مگر ان لوگوں نے ان کی رؤیت کو تسلیم نہیں کیا اور اسی طرح عید الاضحیٰ انڈونیشیا میں بروز جمعہ ۳۱ جولائی ۲۰۲۰ کو ہوئی مگر انہوں نے بروز ہفتہ یکم اگست ۲۰۲۰ کو عید الاضحیٰ منائی۔ واللہ اعلم ان کا مقصد محض آسانی ہے یا اور کیا ہے؟

اب ذیل میں کئی وجوہات عرض کرتا ہوں جن کی وجہ سے ہم صرف آسٹریلیا جو کہ خود ایک براعظم ہے، اسی پر رؤیت کا انحصار کرتے ہیں۔

میرے پاس کئی سالوں کا ریکارڈ ہے کہ انڈونیشیا اور اس کے پڑوسی ممالک حساب فلکی پر جاتے ہیں۔ کئی دفعہ چاند پیدا بھی نہیں ہوا اور ہوا بھی تو ایک دو ڈگری پر ہی رؤیت کی شہادت آجاتی ہے، جبکہ وہ لوگ جو مقامی دیندار ہیں جو چاند دیکھنے کا پورا اہتمام کرتے ہیں بیسیوں کی تعداد میں چاند

دیکھنے کی سعی کرتے ہیں مگر ان کو چاند نظر نہیں آتا مگر حکومت کی طرف سے رؤیت کا اعلان ہو جاتا ہے۔

میں ذیل میں چند تحفظات پیش کرنا چاہتا ہوں:

ا۔ ہمارے اور پڑوسی ممالک میں وقت ایک ہی ہے۔ (پرتھ اور انڈونیشیا / ملائیشیا کے درمیان) ایک دومنٹ سے زیادہ فرق ویسے بھی نہیں ہوتا۔

تنبیہ: اس ایک ہی ٹائم زون کے مطابق جو چاند آسٹریلیا میں نظر آئے گا تو انڈونیشیا اور ملائیشیا میں بھی نظر آئے گا اور اگر آسٹریلیا میں نظر نہیں آئے گا تو پڑوسی ممالک میں بھی نظر نہیں آئے گا۔ لہذا اصلاً یہ خلافِ عقل بات ہے کہ ہم پڑوسی ممالک کی طرف جائیں اور جبکہ ہمیں کامل یقین ہے same time zone کی وجہ سے چاند کی عمر میں اور Elongation میں ایک ڈگری کا بھی فرق نہیں ہوتا۔

۲۔ کئی سالوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ پڑوسی ممالک اصل رؤیت پر نہیں چل رہے ہیں۔

۳۔ اگر ہم وہاں جا کر ایک کمیٹی تشکیل بھی دے دیں کہ آپ ہمیں رؤیت سے آگاہ کریں اور ہم اعلان کردیں کہ ہماری کمیٹی پڑوسی ممالک میں ہے، ان کی شہادت پر ہم فیصلہ کریں گے، اب اگر وہ چاند نہیں دیکھتے مگر حکومت کی طرف سے اعلان ہو جاتا ہے کہ چاند ہو گیا، اگر ہم لوگوں کو یہ کہیں کہ ہمارے لوگوں نے تو چاند نہیں دیکھا تو لوگ کہیں گے کیا پڑوسی ملک کی

حکومت کافر ہے؟

یہ وہ بات ہے کہ رؤیت ہلال کی سنت پر چلنے والے سارے علماء کہتے ہیں کہ ہم کس طرح پڑوسی ممالک کی طرف جائیں؟۔

یہ مسئلہ فقہ کا نہیں ہے، یہ بات اعتبار اور عدم اعتبار کی ہے۔

۴۔ اگر ہم پڑوسی ممالک کی رؤیت لے بھی لیں تو دوسرے وہ لوگ جو حساب فلکی پر چلتے ہیں وہ تو پھر بھی ہمارے ساتھ نہ ہوں گے۔ وہ تو مہینوں پہلے رمضان اور عید کا تعین کر لیتے ہیں۔

مقصد اتحاد تو پھر بھی حاصل نہیں ہوگا۔

۵۔ میں نے ہم خیال علماء سے اس موضوع پر کئی دفعہ مذاکرے کئے مگر سب کے سب اس بات پر مصر ہیں کہ ہم آسٹریلیا سے باہر نہیں جائیں گے۔

٦-رؤیت ہلال کی سنت پر چلنے والوں کا جو اتفاق ہے وہ ٹوٹ جائے گا۔

۷۔ یہ بات اختلافِ مطالع کی بحث میں عرض کر چکا ہوں کہ متاخرین فقہاء احناف جو اختلافِ مطالع کے قائل ہیں ان کے مطابق ٦۰۰ سے ۷۰۰ کلو میٹر کا فاصلہ ہو تو وہ بلدانِ قریبہ میں شمار ہوگا اگر اس سے زائد ہوں تو بلدانِ بعیدہ میں شمار ہوگا۔ اگر ہم پرتھ سے انڈونیشیا کا فرق دیکھیں تو ۲۰۰۰ کلو میٹر سے بھی زائد ہے۔ لہذا فقہی لحاظ سے بھی ہم انڈونیشیا کی رؤیت نہیں لے سکتے۔

رؤیت کے سلسلے میں علماء فلک نے بڑے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ غروبِ آفتاب کے وقت چاند کی عمر ۲۰ گھنٹے سے زائد ہونی چاہئے نیز چاند اور سورج کے درمیان کم از ۱۰ ڈگری کا فاصلہ ہونا چاہئے۔ اور اگر ۱۲ ڈگری ہو تو پھر آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے۔ گذشتہ ۲۵ سالہ تجربہ ہے کہ اگر چاند کی عمر ۲۰ گھنٹے سے زائد ہو اور دس ڈگری سے زائد کا فاصلہ ہو تو چاند نظر آجاتا ہے اور وہ بھی جبکہ مطلع خوب صاف ہو۔

انڈونیشیا اور ملائشیا وغیرہما میں وہ حساب فلکی کے قواعد کو بھی نہیں دیکھتے اور وہاں پر رؤیت کا فیصلہ ہوجاتا ہے۔ ان کی رؤیت کی تائید نہ شریعت کے اعتبار سے ہوتی اور نہ ہی سائنس کے اعتبار سے۔

ذیل میں چند سالوں کی رؤیت کا حال عرض کررہا ہوں:

اتوار ۲۷ جولائی ۲۰۱۴ کو رؤیت کا دعوی کیا گیا جبکہ تقریبا پوری دنیا میں (سوائے ساؤتھ امریکہ کے) اس دن رؤیت ناممکن تھی۔ نقشہ ذیل میں بآسانی دیکھا جاسکتا ہے۔

SHAWWAL 1435 , 27th July, 2014

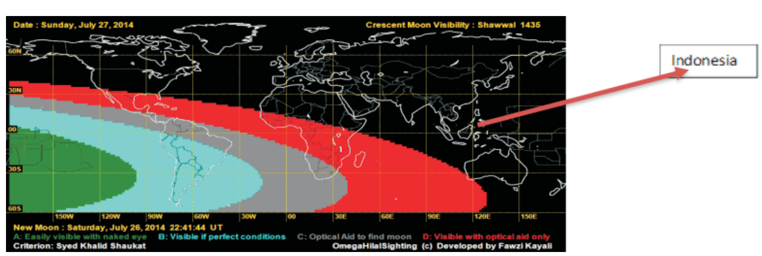

مذکورہ بالا رپورٹ میں دیکھیں کہ چاند کی عمر ۸ گھنٹے اور چاند و سورج میں صرف ۳ڈگری کا فرق ہے۔ امکان رؤیت بھی نہیں ہے۔ کیا ہم جان بوجھ کر امت کا روزہ برباد کریں۔ نیز آسٹریلیا اور انڈونیشیا بلیک زون میں نظر آرہا ہے کہ وہاں چاند کی رؤیت سائنسی لحاظ سے بھی ناممکن تھی۔

Moonsighting for Shawwal 1436

ذیل میں شوال ۱۴۳۶ کی رویت کا حال عرض کررہا ہوں۔

The Astronomical New Moon (conjunction) is on July 16, 2015 (Thursday) at 1:24 UT. On July 16, the moon can be seen with difficulty in South America; but easily in Polynesian Islands. On July 17, 2015 (Friday), the moon can be easily seen in almost the whole world, except Northern Asia and Europe (See visibility curves).

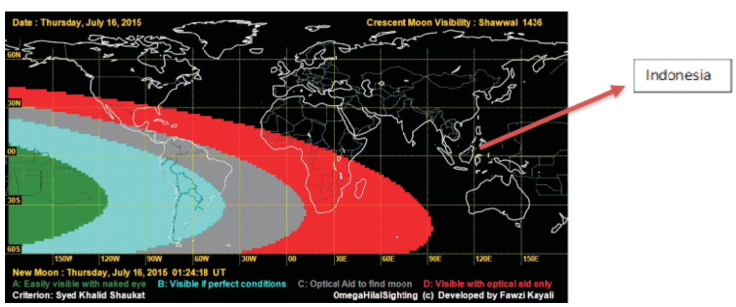

Sighting Reports

The earliest reported sighting of the new crescent was on July 16, 2015 from Chile.

July 16, 2015 (Thursday):

Australia:

Not Seen: MCW member Dr Shabbir Ahmed, The president of Al- Tadhkeer Society, Sydney, NSW reported: The Hilaal of SHAWWAL has not been sighted anywhere in Australia on Thursday, July 16, 2015. Therefore, the month of SHAWWAL will start from Saturday, July 18, 2015.

Indonesia:

Not Seen, but Eid announced: MCW member Mr AR Sugeng Riyadi from Assalaam Observatory, Surakarta Central Java reported: The new crescent of Shawwal 1436 AH was NOT SEEN from Assalaam Observatory, The Modern Boarding School of Islam ASSALAAM, Pabelan Kartasura Sukoharjo Central Java Indonesia.

Some observers reported that the Hilal was sighted from Gresik and Lamongan, East Java and Pelabuhan Ratu, West Java.

The Ministry of Relegious Affair of Republic of Indonesia decided that the 1st of Shawal 1436 AH will be on Friday, July 17th, 2015.

نوٹ: اس دن چاند کی عمر ۶ گھنٹے سے کم تھی اور اس دن چاند جاپان، کینیا، سینگاپور، تھائی لینڈ، لیبیا، انگلینڈ، پاکستان۔ انڈیا، سپین یہاں تک کہ امریکہ میں بھی چاند نظر نہیں آیا۔ مگر انڈونیشیا نے دعوی کیا۔ اب یہ بتائیں کہ کیونکہ پڑوسی ملک ہے لہذا ان کی رؤیت کو قبول کر لیں۔ نیز

آسٹریلیا اور اندونیشیا بلیک زون میں نظر آرہا ہے کہ وہاں چاند کی رؤیت سائنسی لحاظ سے بھی ناممکن تھی۔

✡✡✡✡✡

<u>Moonsighting report for Ramadaan 1437</u>

The Astronomical New Moon (conjunction) is on June 5, 2016 (Sunday) at 3:00 UT. On June 5, there is a possibility of moonsighting in Americas, and easy visibility in Hawaii and Polynesian Islands. On June 6, the moon can be easily seen in the whole world (See visibility curves).

ذیل میں رمضان ۱۴۳۷ کی رویت کا حال عرض کر رہا ہوں۔ ۵ جون کو رویت کے مطابق شعبان کی ۲۸ تاریخ تھی اور چاند کی عمر ۴ گھنٹے سے بھی کم تھی مگر انڈونیشیا میں رویت کا اعلان ہو گیا جبکہ دیکھنے والوں کی بڑی تعداد نے کہا کہ ہمیں چاند نظر نہیں آیا۔ علم فلک کے مطابق ویسے بھی ۴ گھنٹے کا چاند آنے کا سوال ہی نہیں پیدا نہیں ہوتا۔

نقشہ میں دیکھیں کہ انڈونیشیا میں ۵ جون کی شام کو چاند کہاں ہے؟؟

نیز آسٹریلیا اور اندونیشیا بلیک زون میں نظر آرہا ہے کہ وہاں چاند کی رؤیت سائنسی لحاظ سے بھی ناممکن تھی۔

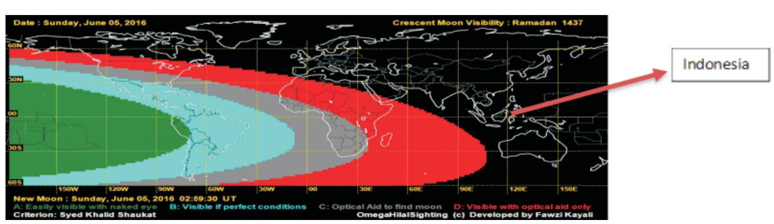

Indonesia:

Not Seen: MCW member Mr AR Sugeng Riyadi from Assalaam Observatory, Surakarta Central Java reported: The New (Waxing) Crescent of Ramadhan 1437 AH was NOT SEEN on Sunday, 05 June 2016 from Assalaam Observatory, The Modern Boarding School of Islam ASSALAAM, Pabelan Kartasura Sukoharjo - Surakarta Central Java Indonesia. This event was attended by the director of PPMI Assalaam, Ustadz Drs. H. Uripto M. Yunus, M.Ed., and his official staffs, Team of URAIS Kemenag (ministry of religious affairs) for Sukoharjo, Boyolali and Surakarta, and moslems in Solo Raya.

Based on the reports from several observation places such as Gresik, Bangkalan Madura, Bojonegoro and Jombang, the Ministry of Religious Affairs of the Republic of Indonesia in the Sidang Isbath decided that Ramadhan 1st, 1437 A.H starts on Monday June 6th, 2016

۞۞۞۞۞

Moonsighting reports for SHAWWAL 1438 June 24, 2017

ذیل میں شعبان ۱۴۳۸ کی رویت کا حال عرض کر رہا ہوں۔ ۲۴ جون کو رویت کے مطابق رمضان کی ۲۸ تاریخ تھی اور چاند کی عمر ۵ گھنٹے سے بھی کم تھی مگر انڈونیشیا میں رویت کا اعلان ہو گیا جبکہ دیکھنے والوں کی بڑی تعداد نے کہا کہ ہمیں چاند نظر نہیں آیا۔ علم فلک کے مطابق ویسے بھی ۵ گھنٹے سے کم کا

چاند آنے کا سوال ہی نہیں پیدا نہیں ہوتا۔
نقشہ میں دیکھیں کہ انڈونیشیا میں ۲۴ جون کی شام کو چاند کہاں ہے؟؟
نیز آسٹریلیا اور انڈونیشیا بلیک زون میں نظر آرہا ہے کہ وہاں چاند کی رؤیت سائنسی لحاظ سے بھی ناممکن تھی۔

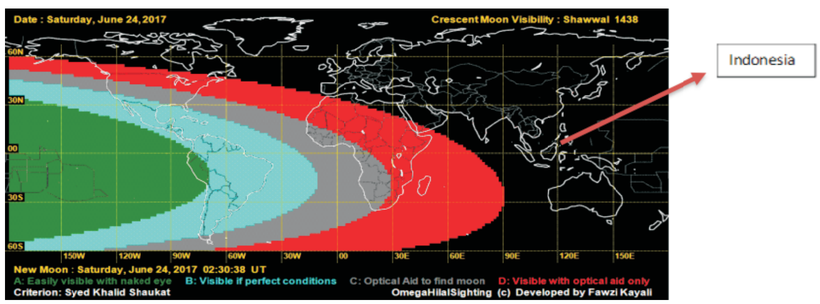

June 24, 2017 (Saturday): Indonesia:

Not Seen: but Officially Announced. MCW member Mr AR Sugeng Riyadi from Assalaam Observatory, Surakarta Central Java reported: The Hilal of Shawal 1438 AH was NOT SIGHTED on Saturday, June 24th, 2017 from my location Rowasiya Observatory at Bendo Ketitang Juwiring Klaten Central Java Indonesia because the sky was totally hazy. This event was attended by Team of 9 people from Muhammadiyah University of Purwokerto : However, based on the "reports" from Kupang and Gresik, the Ministry of Religious Affairs of the Republic of Indonesia in the Sidang Isbath decided that Shawwal 1st, 1438 A.H starts on Sunday, June 25, 2017.

Moonsighting reports for RAMADAAN 1441 April 23, 2020

ذیل میں رمضان ۱۴۴۱ کی رؤیت کا حال عرض کر رہا ہوں۔ ۲۳ اپریل ۲۰۲۰ کو رؤیت کے مطابق شعبان کی ۲۹ تاریخ تھی اور چاند کی عمر ۷ گھنٹے سے بھی کم تھی مگر انڈونیشیا میں رؤیت کا اعلان ہو گیا جبکہ دیکھنے والوں کی بڑی تعداد نے کہا کہ ہمیں چاند نظر نہیں آیا۔ علم فلک کے مطابق ویسے بھی ۷ گھنٹے سے کم کا چاند آنے کا سوال ہی نہیں پیدا نہیں ہوتا۔

نقشہ میں دیکھیں کہ انڈونیشیا میں ۲۳ اپریل ۲۰۲۰ کی شام کو چاند کہاں ہے؟ نیز آسٹریلیا اور اندونیشیا بلیک زون میں نظر آرہا ہے کہ وہاں چاند کی رؤیت سائنسی لحاظ سے بھی ناممکن تھی۔

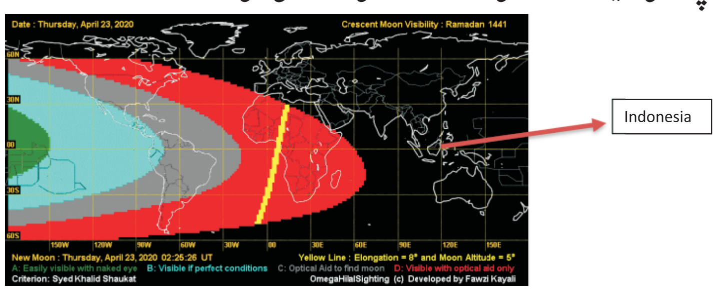

April 23, 2020:
Indonesia:

1. **Not Seen:** MCW member Mr AR Sugeng Riyadi from Rowasiya Observatory reported: The new crescent of Ramadhan 1441 AH was **NOT SIGHTED on Thursday, April23, 2020** from Assalaam Observatory, Pabelan

Kartasura Sukoharjo Central Java Indonesia, the west sky was cloudy.
The crescent observation for Ramadhan 1441 AH has been successfully held on Thursday April 23rd, 2020 (Shaban 29th, 1441 AH). The observation was closed for public amid to COVID-19 pandemic. The internal team member of Assalaam observatory started the observation at 17.00 Western Indonesian Time (UTC+7). All of the optical equipment were connected to the streaming device, for broadcasting via Youtube channel of PPMI Assalaam. The observation was led by the chair of the astronomy center at Assalaam, Mr. AR Sugeng Riyadi. A number of team member including Mr. Purnomo, Mr. Taufiq, Mrs. Aline, Mrs. Tri Ratna were helping the chair to handle the observation equipment. Two international guests, Mr. Sheikh Asyraf and Sheikh Hilal, both are Egyptian teachers, also attended the observation.

We also receive the observation report from the external members of CASA. The summary of the observation results is presented in the following notes:
1. Assalaam Observatory, Sukoharjo, Jawa Tengah, Indonesia. (AR Sugeng Riyadi, Purnomo, Taufiq Hidayat, Nanang Zaenuddin, Sirikit EU, Tri Ratna, Mila Rosyta, and Team). The crescent was not seen due to the cloudy sky.
2. Tegalwero, Banyuwangi, Jawa Timur, Indonesia. (Amandaru). The crescent was not seen though the sky

was clear. This might be due to the low altitude of the crescent (below 5°)

3. Cilacap, Tanjungsari, Gunungsimping, Kec. Cilacap Tengah, Kabupaten Cilacap, Jawa Tengah , Indonesia (Naf'an A. Ramadhan), The crescent was not seen due to the cloudy sky.

4. Karanganyar, Kebumen, Jawa Tengah, Indonesia (Rahediestu Muhammad Arkan), The crescent was not seen due to the cloudy sky.

However, according to the ithbat council by the Ministry of Religious Affairs of the Republic of Indonesia, 1 Ramadhan 1441 AH started on Friday, April 24th, 2020.

یہ میں نے صرف چند سالوں کا تذکرہ کیا ہے۔ گذشتہ ۲۸ سال سے یہی کچھ دیکھ رہا ہوں۔ اگر ہم اپنی کمیٹی وہاں بنا بھی لیں تب بھی کچھ فرق نہیں پڑے گا کیونکہ آفیشل اعلان تو حکومت کی طرف سے ہوتی ہے، یہاں کے لوگوں کو کتنا ہی بتاتے پھریں کہ ہمارے لوگوں نے چاند نہیں دیکھا عوام نے یہی کہنا ہے کہ کیا وہاں کی حکومت کی بات کو تسلیم نہیں کرتے۔

ان وجوہات کی بنا پر رؤیت ہلال پر چلنے والے علماء پڑوسی ممالک کی رؤیت کو نہیں مانتے۔

تیس کے چاند پر شبہ اور اس کا ازالہ

آج کل یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگ جب تیس تاریخ کا چاند دیکھتے ہیں تو کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ چاند کتنا موٹا ہے اور کافی دیر تک افق میں رہا ہے لہٰذا لگتا ہے کہ دوسری تاریخ کا چاند ہے۔ حالانکہ کتنی عجیب بات لگتی ہے کہ لوگ پڑھے لکھے ہونے کے باوجود ایسی باتیں کر جاتے ہیں، ہر پڑھے لکھے آدمی کو معلوم ہے کہ تیس کا چاند موٹا ہی ہوتا ہے اور افق میں زیادہ دیر تک رہتا ہے کیونکہ ایک تو (Age of Moon چاند کی عمر) میں 24 گھنٹے کا اضافہ ہو جاتا ہے دوسرے Elongation بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حدیث شریف میں سختی سے ممانعت کی گئی ہے کہ چاند کے بارے میں ایسی گفتگو کریں کہ یہ چاند دوسری تاریخ کا معلوم ہوتا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو البختری کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

عن أبي البختري، قال: خرجنا للعمرة، فلما نزلنا ببطن نخلة قال: تراءينا الهلال، فقال بعض القوم: هو ابن ثلاث، وقال بعض القوم: هو ابن ليلتين، قال: فلقينا ابن عباس، فقلنا: إنا رأينا الهلال، فقال بعض القوم: هو ابن ثلاث، وقال بعض القوم: هو ابن ليلتين، فقال: أي ليلة رأيتموه؟ قال فقلنا: ليلة كذا وكذا، فقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: «إن الله مده للرؤية، فهو لليلة رأيتموه-[1]

ترجمہ: ہم ایک دفعہ عمرہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے جب ہم بطن نخلہ پہنچے تو وہاں

1 صحیح مسلم: ۱/۴۰۷

چاند دیکھا (چاند کافی موٹا تھا) اس لئے کسی نے کہا کہ یہ تیس دن کا چاند ہے اور کسی نے کہا یہ دو دن کا چاند ہے۔جب ہماری ملاقات عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو ہم نے کہا کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور ہم میں سے کسی کا خیال ہے کہ یہ دو دن کا ہے، اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نے پوچھا کہ تم نے چاند کب دیکھا؟ ہم نے کہا کہ فلاں رات کو اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاند کو رؤیت پر موقوف کیا ہے لہٰذا جس رات تم نے چاند دیکھا وہی چاند پہلی کا ہے۔

یہ روایت ہمارے لئے کس قدر واضح ہے کہ ہمیں چاند کے بارے میں ایسے تبصرے نہیں کرنے چاہیئے کہ چاند دوسری یا تیسری کا لگ رہا ہے۔

یوم الشک (۲۹ شعبان) کا روزہ

بعض بھائی یہ کہتے ہیں کہ ہمیں تیس شعبان کے بارے میں شک رہتا ہے کہ وہ شعبان ہے یا رمضان لہٰذا ہم احتیاطاً روزہ رکھ لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح کا روزہ رمضان کا سمجھا جائیگا یا نہیں؟ اس کا جواب ہمیں حدیث شریف سے ملتا ہے عن عمار رضی اللہ عنہ من صام یوم الشک فقدعصی اباالقاسم ﷺ۔[1]

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم (نبی کریم) ﷺ کی نافرمانی کی۔

حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا:

أن عمار بن ياسر، وناسا معه أتوهم بمسلوخة مشوية في اليوم الذي يشك فيه أنه رمضان، أو ليس من رمضان، فاجتمعوا واعتزلهم رجل، فقال له عمار: «تعال فكل» قال: فإني صائم، فقال له عمار» :إن كنت تؤمن بالله واليوم الآخر فتعال فكل۔[2]

ترجمہ: کچھ لوگ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے پاس بھنا ہوا گوشت لیکر آئے اور یہ وہ دن تھا کہ اس میں شک تھا کہ وہ رمضان کا دن ہے یا غیر رمضان (تیس شعبان) کا ہے۔ سب لوگ کھانے پر اکھٹے ہوئے تو ایک شخص ہٹ گیا تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا کہ تم بھی کھاؤ تو اس شخص نے کہا کہ حضرت میں روزے سے ہوں اس پر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے

1 صحیح بخاری: ۳۴۶/۱

2 مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۱۱/۴

فرمایا کہ اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو آؤ اور کھاؤ۔

ذرا غور فرمائیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یوم الشک کے بارے میں کتنا سخت عمل تھا اس روز قطعاً روزہ نہیں رکھتے تھے اور جو رکھتا تو اس سے روزہ توڑوادیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے:

لو صمت السنة كلها لأفطرت اليوم الذي يشك فيه-[1]

ترجمہ: اگر میں سارا سال بھی روزہ رکھوں مگر یوم الشک میں کبھی بھی روزہ نہیں رکھوں گا۔

اس یوم الشک پر روزہ رکھنے کی ممانعت اس لئے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کی ابتداء چاند کی رؤیت پر رکھی ہے اور چاند کی رؤیت کے ثبوت سے پہلے روزہ رکھنا درحقیقت نصِ صریح کی ممانعت ہے، اس لئے ہمیں چاہیے کہ جب تک ۲۹ شعبان کو رؤیت ثابت نہ ہوجائے رمضان المبارک کا آغاز نہ کریں اگر رؤیت ثابت ہوجاتی تو ٹھیک ورنہ شعبان کے تیس دن کریں۔

[1] مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۰۹/۴

وقوف عرفہ کے دوسرے دن عید الاضحیٰ کا تعین کرنا

یہ بات بھی آج کل بہت خوبصورت طریقے سے پیش کی جاتی ہے کہ حجاج کرام جو ہم سے ہزاروں میل دور ہوتے ہیں اور وہ ارکان و مناسک حج ادا کررہے ہوتے ہیں تو ہمیں بھی قربانی کے روز ان کا ساتھ دینا چاہئے ،جب ان حاجیوں کو پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ ہم اپنے گھروالوں سے دور ہیں مگر پھر بھی پوری دنیا آج خوشیوں میں ہمارے ساتھ شریک ہے تو ان کی خوشیوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔اس لئے ہمیں چاہئے کہ یوم عرفہ کے دوسرے دن حجاج کرام کے ساتھ قربانی کریں۔سوال یہ ہے کہ کیا شریعت مطہرہ میں ایسی کوئی بات ملتی ہے کہ ہم یوم عرفہ کے دوسرے روز عید منائیں اور کیا عیدالاضحیٰ اور حج کی فرضیت دونوں ایک دوسرے سے متعلق ہیں یا دونوں مستقل عبادات ہیں؟

جہاں تک شریعت کی بات ہے تو ہمیں اس سلسلے میں ایسی کوئی حدیث نہیں ملتی کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ یوم عرفہ کے دوسرے روز پوری دنیا والوں پر قربانی لازم ہے۔جب ایسی کوئی چیز شریعت سے ثابت نہیں تو اس کا باطل ہونا ایک بدیہی امر ہے۔

جہاں تک حج اور قربانی کے ایک دوسرے سے متعلق ہونے کی بات ہے تو یہ بالکل بے بنیاد اور یکسر غلط ہے، اس کا قرآن اور حدیث سے کوئی ثبوت

نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ حج کی شرائط، اسکے ارکان و مناسک اور دیگر چیزیں قربانی کے احکام سے بالکل مختلف اور غیر متعلق ہیں۔ اس کے علاوہ ایک قابل غور بات یہ ہے کہ حج کی فرضیت سنہ ۸ ہجری میں ہوئی اور اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنہ ۱۰ ہجری میں عمل کیا جبکہ قربانی کا معاملہ سنہ ۲ ہجری میں شروع ہو چکا تھا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ :

عن أنس، قال: قدم رسول الله ﷺ المدينة ولهم يومان يلعبون فيهما، فقال: ما هذان اليومان؟ قالوا: كنا نلعب فيهما في الجاهلية، فقال رسول الله ﷺ: " إن الله قد أبدلكم بهما خيرا منهما :يوم الأضحى، ويوم الفطر ـ[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ وہ لوگ دو تہوار منایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ دو دن جو تم مناتے ہو انکی حقیقت کیا ہے؟ اس پر اہل مدینہ نے کہا کہ ہم زمانہ جاہلیت ہی سے یہ دو دن مناتے آرہے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے تمہارے ان دونوں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر فرما دیئے ہیں ایک یوم الاضحیٰ اور دوسرا عید الفطر۔

ان عیدین کا سلسلہ سنہ ۲ ہجری سے شروع ہو چکا تھا جبکہ حج سنہ ۸ ہجری کے بعد فرض ہوا۔ اس سے یہ اندازہ لگانا کہ حج اور قربانی کا آپس میں کوئی

[1] سنن ابو داؤد: ۱/۱۶۸

تعلق نہیں چنداں مشکل نہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر حج کا قربانی سے تعلق ہو اور قربانی یوم عرفہ کے دوسرے دن سے شروع ہو جانی چاہیئے، تو اس قربانی کا کیا حکم ہو گا جو نبی کریم ﷺ کے دور مبارک میں حج کے فرض ہونے سے قبل ہوتی رہی۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حج اور قربانی کا آپس میں کوئی تعلق نہیں اور ان کا آپس میں ایسا تعلق بتانا جو شرعاً ثابت نہ ہو بجائے خود ایک عظیم گناہ ہے اور ایک بد ترین بدعت ہے۔ اس بدعت کو شروع کرنے والے ISNA والے ہیں۔ اور وہ خود معترف ہیں کہ ہم نے اس کو شروع کیا تاکہ پوری امت میں اتفاق ہو جائے۔

ضروری وضاحت

اصل میں شبہ اس بات سے پیدا ہوتا ہے کہ حجاج کرام بھی قربانی کرتے ہیں تو شاید قربانی کا حج سے تعلق ہے۔ اس سلسلے میں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ حجاج کرام جو قربانی کرتے ہیں اور انکے علاوہ دیگر مسلمان جو قربانی کرتے ہیں ان دونوں قربانیوں میں فرق ہے۔ حجاج کرام جو قربانی کرتے ہیں، اس کا تعلق حج سے ہوتا ہے اسے دم تمتع، دم قران اور دم شکر وغیرہ کہتے ہیں۔ غیر حجاج جو قربانی کرتے ہیں وہ نہ تو دم شکر ہے اور نہ ہی دم تمتع و قران ہے، بلکہ وہ سنت ابراہیمی ہے چنانچہ روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سے قربانی کا فلسفہ معلوم کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس کو سنت ابراہیمی قرار دیا۔

عن زید بن أرقم قال: قلت: أو قالوا: یا رسول الله ما ھذه الأضاحي؟ قال : "سنة أبیكم إبراھیم" ۔[1]

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ! یہ قربانی کیا ہے؟ اس کی اصل کیا ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر کی جانے والی قربانی سنت ابراہیم علیہ السلام ہے جو ایک مستقل عبادت ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قربانی میں حجاج کرام سے مشابہت ایک من گھڑت اور خودساختہ نظریہ ہے اس کی کوئی اصل اور دلیل نہیں۔

ایک خاص نکتہ

یہ جو کہا جاتا ہے ہم حاجیوں کی اتباع کرتے ہیں، ان حضرات سے یہ کہنا ہے کہ اتباع کا مطلب تو یہ ہے کہ حجاج کرام قربانی کریں تو ہم بھی ان کی اتباع میں قربانی کریں۔ اب ذرا غور کریں اگر آسٹریلیا والے جب اسی دن قربانی کریں گے تو سعودیہ میں دسویں تاریخ کا دن نہیں شروع ہوگا بلکہ اس وقت وہاں رات ہوگی اور حجاج کرام کتنی ہی جلدی کا مظاہرہ کریں پھر بھی صبح کے نو دس تو بج ہی جاتے ہیں، ادھر آسٹریلیا میں شام کے پانچ چھ بج رہے ہوتے ہیں، یوں کہہ لیجئیے کہ حجاج کرام نے تو اپنی قربانی شروع بھی نہیں کی ہوتی

[1] مسند احمد: ۳۲/۳۴

آسٹریلیا والے ان سے پہلے قربانی سے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں۔ بتائے کہ ہم حجاج کرام کی اتباع کر رہے ہیں یا حجاج کرام ہماری اتباع کر رہے ہیں؟۔ اگر ایک ہی دن میں حجاج کرام کے ساتھ قربانی کا فیصلہ کریں گے تو حجاج کرام کو ہماری پیروی کرنی ہوگی، ہاں اگر ہم ایک دن بعد کرتے ہیں تو بلاشبہ حجاج کرام کی اتباع بھی ہوگی کیونکہ حجاج کرام اس وقت قربانی کر چکے ہونگے۔

اسی طرح عید الاضحیٰ کے دن پہلے عید کی نماز پڑھی جاتی ہے، اس کے بعد قربانی کی جاتی ہے۔ حاجی تو عید کی نماز پڑھتا ہی نہیں، تو ہم حاجی کی اتباع کونسی نماز میں کر رہے ہیں؟۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے حج کو ایک مستقل عبادت قرار دیا ہے، اسی طرح عیدین مستقل عبادات ہیں اور یہ سب عبادات رؤیت ہلال پر موقوف ہیں۔

عید الاضحیٰ کی دسویں تاریخ کا تعین رؤیتِ ہلال پر موقوف ہے۔

یہ بات بھی بالکل غلط ہے کہ عید الاضحیٰ کے لئے چاند دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

عن أبي مالك الأشجعي عن الحسين بن الحارث الجدلي – جديلة قيس – أن أمير مكة خطب ثم قال: عهد إلينا رسول اللهﷺ**أن ننسك للرؤية** فإن لم نره وشهد شاهدا عدل نسكنا بشهادتهما.[1]

[1] سنن ابی داؤد: ۳۳۹/۱-۲۴۰

ترجمہ: حضرت ابومالک اشجعی فرماتے ہیں کہ حضرت حسین بن حارث جدلی نے فرمایا کہ امیرِ مکہ نے خطبہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم **چاند دیکھ کر قربانی کریں** اور اگر ہم چاند نہ دیکھ پائیں اور دو عادل شخص نے گواہی دی تو ہم اُن کی گواہی کی وجہ سے قربانی کریں۔

شیخ عبد المحسن **العباد** اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقوله: (أن ننسك للرؤية) يعني: رؤية هلال ذي الحجة، يعني :أن ننسك نسك الحج، ونذبح الأضاحي، ونصلي عيد الأضحى أو أن ثبوت عيد الأضحى وثبوت الحج إنما يكون بشهادة رجلين، يعني :إن شهد بذلك شاهدا عدل[1].

ترجمہ: أن ننسك للرؤية سے مراد ذوالحجہ کا چاند دیکھنا مراد ہے۔ یعنی ہمارا حج کرنا، قربانی کرنا اور عید الاضحیٰ کی نماز ادا کرنا رؤیت ہلال کے ساتھ ہے۔ یا یوں کہیں کہ عید الاضحیٰ اور حج کا ثبوت دو آدمیوں کی رؤیت کی شہادت پر ہے۔

عن عبد الرحمن بن زيد بن الخطاب: أنه خطب في اليوم الذي يُشك فيه فقال: ألا إني جالست أصحاب رسول الله -ﷺ- وسألتهم وأنهم حدثوني أن رسول الله ﷺ قال: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته وانسكوا لها فإن غُمَّ عليكم فأتِمّوا ثلاثين يوما, فإن شهد شاهدان مسلمان فصوموا وأفطروا-[2]

1 کتاب شرح سنن أبي داود للعباد: ۲۵۵/۳
2 مسند أحمد: ۳۲۱/۴

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن زید، یوم شک میں خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا تھا اور اُن سے پوچھا تھا تو اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اور چاند ہی دیکھ کر قربانی کرو۔ اگر بادل آجائے تو تیس کی گنتی پوری کرو۔ اگر دو مسلمان گواہی دیں تو روزہ وافطار کرو۔

اس روایت میں" انسکوا لھا "سے مراد قربانی کرنا ہے۔

معلوم ہوا کہ قربانی کا مہینہ دوسرے تمام مہینوں کی طرح رؤیت سے شروع کیا جاتا ہے۔ ایسی کوئی آیت یا حدیث نہیں ہے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ یومِ عرفہ کے دوسرے دن، قربانی کا دن ہے۔

عن أم سلمة رضي الله عنها أن النبيﷺقال : إذا رأيتم هلال ذي الحجة وأراد أحدكم أن يضحي فليمسك عن شعره وأظفاره. [1]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔

اس روایت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ عید الاضحیٰ کے سلسلہ میں بھی ہلال کو دیکھنا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ یومِ عرفہ کے دن کو معلوم کرکے حاجیوں کے ساتھ قربانی کرو۔

[1] صحیح مسلم: ۱۶۹/۲

امام ترمذی نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث نقل کی ہے:

أن النبي ﷺ قال: الصوم يوم تصومون، والفطر يوم تفطرون، والأضحى يوم تضحون[1].

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا "روزہ اس وقت سے ہے جب تم روزہ رکھو اور عید اس دن سے ہے جس دن تم عید کرتے ہو اور بقر عید اس دن سے جس دن تم عید کرتے ہو۔"

اس روایت کا یہ مطلب ہے کہ تمہارے روزے، تمہاری عید اور بقر عید یہ رؤیت پر موقوف ہیں کہ جب چاند دیکھو تو روزہ شروع کرو اور جب چاند دیکھو تو عید الفطر اور عید الاضحیٰ مناؤ۔

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلاء السنن (حدیث کی عظیم الشان جو ۲۱ جلدوں میں ہے اور درحقیقت احادیث کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے اور گراں قدر فقہی مباحث پر مشتمل ہے) میں حضرت علامہ نے ترمذی شریف کی مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حدیث بتلاتی ہے کہ رؤیت کا حکم تمام مہینوں کے لئے ہے۔ لہٰذا تمام مہینوں میں رؤیت کا اہتمام کرنا چاہئے۔

عید الاضحیٰ کا دن دس ذوالحجہ ہے:

تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ عید الاضحیٰ دس ذوالحجہ کو ہے۔

[1] سنن ترمذی: ۲۶۸/۱

تمام ائمہ اربعہ کے نزدیک یوم النحر ذوالحجہ کی دسویں تاریخ ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالرحمن جزیری لکھتے ہیں:

ان من شروط صحة الاضحية ان يضحى فى اليوم العاشر من ذى الحجة عند الائمة الاربعة۔[1]

ترجمہ: قربانی صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ قربانی ذوالحجہ کے دسویں دن کی جائے یہ تمام ائمہ اربعہ کے نزدیک ہے۔

ڈاکٹر خالد شوکت صاحب کی ویب سائٹ میں

WWW.MOONSIGHTING.COM شیخ عثیمین اور شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی صاحب کے مقالے موجود ہیں، ان کے حوالے سے مختصراً مندرجہ ذیل نکات درج کرتا ہوں:

ا۔ ہم سعودی عرب سے اپنے ملک پاکستان واپس چلے گئے یہاں ہجری تاریخ سعودی عرب سے مختلف ہے سعودی عرب میں یوم عرفہ نو ذی الحج کے دن ہو گا لیکن پاکستان میں تاریخ ۸ ذی الحج ہو گی سوال یہ ہے کہ یوم عرفہ کا روزہ سعودی تاریخ کے لحاظ سے رکھا جائے گا کہ پاکستان کی مقامی تاریخ ۹ ذی الحج بلحاظ مقامی رویت ہلال؟

جواب: شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کا جواب اس

[1] الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۸۲۹/۱

طرح دیا ہے کہ علماء اس سلسلے میں دو مختلف رائے کا اظہار کرتے ہیں۔
شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس مسئلے کا سب سے بہتر حل یہ ہے کہ مقامی رؤیت ہلال کے لحاظ سے تواریخ مقرر کریں ورنہ بہت پیچیدہ مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا مثلاً سعودی عرفہ کا دن مقامی لحاظ سے اگر ۱۰ ذی الحج ہو تو ظاہر ہے وہ تو عید کا دن ہو گا اور عید کے دن روزہ رکھنے کی شرعی ممانعت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا" چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو"، اسلامی جنتری میں ہجری مہینوں کا آغاز و اختتام بھی امکان رؤیت ہلال پر منحصر ہے۔[1]

۲۔ شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی صاحب کے مقالے کا خلاصہ اردو میں یہ ہے:
پس منظر کچھ ایسے اہم تاریخی واقعات تھے جن کا بیان کرنا ضروری ہے ۱۴۲۱ھ میں شمالی امریکہ کی مجلس شوریٰ (جس میں اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ INSA شامل ہیں) نے یہ غلبہ آراء فیصلہ کیا کہ عیدالاضحیٰ بھی عید الفطر کی طرح مقامی رویت ہلال کے لحاظ سے ہو گی ۔لیکن چند سال بعد اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ نے ایک طرفہ فیصلہ کیا کہ عیدالاضحیٰ بالکلیہ حج کی سعودی تاریخ سے منسلک ہے

[1] مجموع الفتاوی:۲۰

مقامی ۱۰ ذی الحج کو انہوں نے قطعی طور پر نظر انداز کر دیا۔ مولانا تقی عثمانی صاحب نے عالمانہ انداز سے INSA کے اس فیصلے پر مدلل شرعی پہلو سے تنقید کی ہے جو قابل غور و فکر ہے۔

مولانا تقی عثمانی صاحب نے کم و بیش ان الفاظ میں لکھا ہے کہ آپ نے INSA کا مقالہ عید الاضحیٰ کے متعلق بغور پڑھا۔ INSA کا یہ استدلال کے ساری دنیا میں عید الاضحیٰ سعودی عرب میں حج کے رکن اعظم یومِ عرفہ کے دوسرے دن منانی چاہیے جو قرآن اور حدیث مبارکہ سنت کی روشنی میں شریعت مطہرہ کی سراسر خلاف ورزی ہے۔

گذشتہ چودہ سو سال میں کسی مسلم فقیہ نے اس قسم کا مسئلہ نہیں اٹھایا INSA کے استدلال میں بنیادی غلطی اور بے قاعدگی بھری پڑی ہے۔

۱)۔INSA نے عید الفطر کے لیے مقامی رویت ہلال کی حمایت کی ہے اور مقامی عید الاضحیٰ کو سعودی جنتری کے تابع کر دیا اس طرح دو عیدوں کے دو مختلف میں معیار کا انتخاب کیا۔ مقامی اسلامی جنتری کے تیار کرنے اور ترمیم کے لیے دو مختلف معیار کے انتخاب نے اس مسئلے کو مزید انتشار اور الجھن میں جھونک دیا ہے۔

۲)۔INSA مسلم یکجہتی اور وحدت امت کو بنیادی اصول تصور کیا ہے بظاہر بات معقول لگتی ہے اس وقت تک جب وحدت امت کے علم بردار شریعت کے طے شدہ مسائل میں غیر دانشمندی سے دخل

اندازی نہ کریں۔ عالمِ اسلام میں عیدین ایک دن ہونی چاہیے یہ بات امکان سے باہر ہے وہ اس لئے کہ شمسی اور قمری قدرتی نظام ساری دنیا کے لیے یکساں نہیں ہے نیز ذہنی اختراع وحدت امت کے بجائے فتنہ و فساد کی جڑ بن جاتی ہے۔

۳)۔INSA اس بات کو بھی تسلیم کرتی ہے کہ گذشتہ چودہ سو سال سے دنیا میں عیدالاضحیٰ سعودی عرب کے مقامی جنتری کے مطابق کبھی نہیں ہوئی جدید آلات موصولات کی عدم موجودگی کی وجہ سے، فی زمانہ حج کی تاریخ جو بھی سعودی حکومت نے مقرر کی ہے اس کا معلوم کرنا انتہائی آسان ہو گیا ہے لہذا حج (یوم عرفہ) کے دوسرے دن عیدالاضحیٰ منانے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

موصوف مصنف کا استدلال یہ ہے کہ INSA کے اس بات کی قرآن اور سنت کی روشنی میں کوئی سند نہیں ہے اگر یہ بات صحیح ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین، تبع تابعین اور قرونِ اولیٰ میں یہ ضرور معلوم کرتے کہ مکہ مکرمہ میں حج (یوم عرفہ) کس دن ہو رہا ہے، رؤیت کے اعتبار سے اس وقت ۹ ذوالحج کے دن یوم عرفہ میں اس بات کا معلوم کرنا اس زمانے میں بالکل ممکن تھا لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا، کسی فقیہ نے یہ کبھی نہیں کہا کہ عیدالاضحیٰ سعودی تاریخ کے لحاظ سے مقرر

کرے، بہرحال INSA کی بات کے شرعاً اور عملاً ہر لحاظ سے ممکن نہیں ہے۔

۴)۔ مولانا تقی عثمانی صاحب نے اچھی طرح واضح کر دیا کہ جارڈن اسلامک فقہ اکیڈمی کا سالانہ اجلاس ۱۱-۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ کو ہوا جس میں ایک سو سے زائد مشہور علمائے دین اور فقہاء نے شرکت کی اجلاس میں یہ قرارداد منظور ہوئی کہ سارے مسلم ممالک اپنے اپنے مقامی رؤیت کی اساس عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے تواریخ مقرر کریں۔ اس قرارداد پر دنیا کے سارے مسلم فقہاء متفق ہیں۔

آخر میں موصوف نے آئی ایس این اے کو یہ مشورہ دیا ہے کہ اس قسم کے اہم شرعی مسائل بین الاقوامی مسلم ادارے مثلاً اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ سے رجوع کریں۔[1]

۞۞۞۞۞

۳۔اقتباسات نیوز لیٹر نمبر ۱۰۷ مورخہ ۸ مارچ ۲۰۰۲ اسلامک سنٹر کینیڈا کی طرف سے شائع ہوا نیوز لیٹر کے صدر صاحب نے کم و بیش ان الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا:

"ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حج کے دوران

[1] بحوالہ: WWW.MOONSIGHTING.COM

یوم النحر (دس ذی الحج) کے دن منی میں جمرات (شیاطین) کو کنکریاں مارنے کے بعد فرمایا یہ سب سے بڑا دن ہے اور مزید فرمایا اللہ! آپ گواہ رہنا کہ آپ کا حکم میں نے امت کو پہنچا دیا پھر آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمایا"۔

ہر سال یوم عرفہ جو حج کا رکن اعظم ہے جو صرف حاجیوں کے تعلق سے ہے اور سعودی جنتری کے لحاظ سے تاریخ ۹ ذی الحج ہوگی ساری دنیا میں رویت ہلال کے شرعی احکامات اور علم فلکیات سے ناواقف مسلمان اس بحث میں شدت سے مشغول ہوجاتے ہیں کہ یوم عرفہ کے دوسرے دن (یعنی سعودی تاریخ ۱۰ ذوالحج) ساری دنیا کے مسلمان اپنے اپنے رہائشی ملک میں عید الاضحی منائیں اگر ایسا نہ کریں تو یہ ثابت ہوگا کہ حج (یومِ عرفہ) غلط دن مقرر کیا گیا یہ ایک محض ذہنی اختراع ہے جس کی کوئی شرعی اور سائنسی اعتبار سے کسی قسم کی اہمیت نہیں ہے صرف لاعلمی کا نتیجہ ہے۔

اسلامی سینٹر کینیڈا کی رؤیت ہلال کمیٹی اور بے شمار شمالی امریکہ جنوبی مشرقی ایشیا جنوبی افریقہ اور آسٹریلیا کے ادارے عید الاضحیٰ مقامی رؤیت کے لحاظ سے ۱۰ ذوالحج کے دن مناتے ہیں۔ یہی عمل نبی کریم ﷺ کی سنت کی عین اتباع ہے۔ عیدین کا سلسلہ رسول اکرم ﷺ نے ۲ ہجری سے شروع فرمایا جب کہ ۸ ہجری میں حج فرض ہوا عید الاضحی کا حج سے کیا تعلق ہے؟ یہ

مسئلہ اہم ہے جو لائق غور و فکر ہے امت مسلمہ کے شرعی مسائل شخصی مفروضات کے تابع نہیں ہے، بلکہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں طے شدہ ہے۔ ان مسائل میں ہمیں خیالی گھوڑے دوڑانے کا حق بالکل نہیں ہے عیدالاضحیٰ کو عیدالحج سمجھنا صریح نادانی ہے، نبی کریم ﷺ چاہتے تو یہ آسانی سے معلوم کر سکتے تھے کہ مکہ مکرمہ میں حج کس دن ہے لیکن یقیناً آپ ﷺ نے ایسا کبھی نہیں کیا بہر حال مکہ مکرمہ کی تاریخ کی پابندی کی کوئی شرعی مسند نہیں ہے عالمِ اسلام کے لئے۔

ذوالحج عیدالاضحیٰ کے تعلق سے زیتونیہ انسٹیٹیوٹ کے امام زید شاکر کا اعلان امریکہ کے زیتونیہ انسٹیٹیوٹ نے اعلان کیا کہ مقامی رویت ہلال کے لحاظ سے ذوالحج کا آغاز ۱۱ جنوری ۲۰۰۵ سے ہوگا اس طرح شمالی امریکہ میں عیدالاضحیٰ ۲۱ جنوری ۲۰۰۵ بروز جمعہ ہوگی اس فیصلے کی بنیاد حسبِ ذیل امور پر ہے کم و بیش انہوں نے اس طرح وضاحت کی ہے۔

ہجری مہینے کا آغاز مقامی رؤیت پر منحصر ہے سعودی تواریخ کی پابندی سعودی عرب کے لیے بین الاقوامی سطح پر نفاذ کرنے کی کوشش حقائق سے صریح انکار اور بے معنی گفتگو کے مماثل ہے علاقائی جغرافیہ اور علم فلکیات کے وہ مسائل جو امکان رؤیت سے متعلق ہیں ان حقائق پر منحصر ہے رویت ہلال کے تعلق سے متواتر احادیث بھی ہے جس کی پابندی امت

مسلمہ پر لازم ہے جس پر ساری امت متفق ہے قول و فعل میں مطابقت آخر کب ہو گی؟

عیدین کا سلسلہ رسول اکرم ﷺ نے ۲ ہجری سے شروع فرمایا جب کہ حج ۸ یا ۹ ہجری میں فرض ہوا اس طرح عیدین کا حج سے جوڑنا انتہائی غیر دانشمندی کا ثبوت ہے نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی عیدین کو مکہ مکرمہ ہلالی تواریخ سے منسلک نہیں کیا پھر ہم کیوں اس مبارک سنت کو فراموش کر کے ایک عظیم گناہ کے مرتکب ہوں؟

ایک اہم سوال یہ اٹھتا ہے کہ کس ہجری جنتری پر عمل کیا جائے دو معیار بن جائیں گے ایک مقامی رؤیت گیارہ ماہ کے لیے دوسرا حج (سعودی عرب کی تاریخ یوم عرفہ کے تعلق) سے منسلک اس سے بڑھ کر مضحکہ بات ناممکن ہے شریعت کے مطابق اس معاملات میں سراسر جاہلانہ بلکہ مجرمانہ دخل اندازی ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان میں تاقیامت ایک مستقل اور مکمل جنتری چاند کی شکل میں قائم کر دی ہے انسانی حساب و کتاب میں غلطی ہو سکتی ہے بلکہ ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی لیکن رب العزت کے شمسی اور قمری نظام میں تاقیامت کوئی تغیر یا تبدیلی ناممکن ہے۔[1]

۞۞۞۞۞

[1] بحوالہ: WWW.MOONSIGHTING.COM

ذیل میں چند وہ وجوہ نقل کئے جاتے ہیں کہ جن سے معلوم ہوگا کہ عید الاضحیٰ کا تعلق دس ذوالحجہ سے ہے، یومِ عرفہ کے دوسرے دن سے نہیں ہے:

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عمل، صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل، تابعین کا عمل، تبعِ تابعین کا عمل، تمام محدثین و فقہاء کا عمل اور چودہ سو سال سے سارے عالمِ اسلام کا عمل، ان میں سے کسی کا بھی عمل یہ نہیں رہا کہ حاجیوں کے ساتھ قربانی کریں۔

۲۔ قرآن، حدیث، فقہ اور کسی بھی خلیفہ اسلام اور ائمہ متبوعین کے قول سے ثابت نہیں ہے کہ یومِ عرفہ کے دوسرے دن حاجیوں کے ساتھ قربانی کی جائے۔

۳۔ عید الاضحیٰ کی تاریخ رؤیتِ ہلال سے ہوتی ہے۔ حج کی تاریخ کے ساتھ نہیں۔ کوئی ایسی حدیث نہیں ہے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ حج کی تاریخ سے قربانی کا تعلق ہے۔

۴۔ حج سے عید الاضحیٰ کو مقرر کرنا بدعت ہے۔ اور بدعت گمراہی ہے۔ قربانی جیسی عظیم عمل کی بنیاد بدعت پر رکھنا انتہائی گناہ کا عمل ہے۔

۵۔ ایسے لوگ کہ جنہوں نے اس بدعت کو شروع کیا، ان سے مندرجہ ذیل سوالات کرتا ہوں:

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ میں میں یوم النحر کس طرح مقرر فرماتے تھے؟

- رسول اللہ ﷺ نے عید الاضحیٰ کی نماز کب سے پڑھنا شروع فرمائی؟ حج کی فرضیت کے بعد یا دوسری ہجری سے جبکہ حج فرض ہی نہیں ہوا تھا؟
- کیا کبھی بھی رسول اللہ ﷺ نے عرفہ یا یوم النحر کی تاریخ مکہ مکرمہ کے مطابق کر کے قربانی کی تاریخ جو کہ دس ذوالحجہ ہے، تبدیل فرمایا ہو؟
- کیا خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی ایسا کیا ہو کہ عرفہ یا یوم النحر کی تاریخ مکہ مکرمہ کے مطابق کر کے قربانی کی تاریخ جو کہ دس ذوالحجہ ہے، ان لوگوں کے لئے تبدیل فرمائی ہو جو مکہ سے باہر رہتے تھے؟
- کیا کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کا عمل ثابت ہے کہ عید الاضحیٰ کے لئے لوگوں کو مکہ مکرمہ بھیجتے ہوں کہ دیکھو کب یوم عرفہ ہے؟ تاکہ اس کے دوسرے دن عید الاضحیٰ کی قربانی کی جا سکے؟
- جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ سے باہر رہتے تھے، ان میں سے کسی نے بھی مکہ مکرمہ کی دس تاریخ کے مطابق عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی ہو اور قربانی کی ہو؟
- جمہور ائمہ متبوعین و فقہاءِ اسلام میں سے کسی کا قول ہو کہ عید الاضحیٰ کا تعین مکہ مکرمہ کی تاریخ کے مطابق ہو۔ (قول شاذ کا اعتبار نہیں ہے)

(ان تمام سوالوں کے جوابات نفی ہی میں دیں گے، تو پھر یہ بدعت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟)

یومِ عرفہ کا روزہ

یہ بات بڑی شدت کے ساتھ کی جاتی ہے کہ عرفہ تو ایک ہی دن ہوتا ہے اور وہ مکہ مکرمہ میں ہوتا ہے، جس کی تاریخ ۹ ذوالحجہ ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس دن روزہ رکھنا چاہیے جس دن حاجی عرفات میں ہو خواہ ان کے اپنے ملک میں اس دن کی تاریخ کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ اس وجہ سے کہ روزے کا تعلق یومِ عرفہ سے ہے اور عرفہ کا تعلق حاجیوں کے میدان میں اکٹھے ہونے سے ہے۔ اس روزے کا ہر ملک کے چاند سے تعلق نہیں ہے۔

پہلے میڈیا، فون اور جہاز جیسی سہولتیں نہیں تھیں، جس کی وجہ سے کئی ہفتوں کے بعد پتا چلتا تھا۔ اب یہ اضطراری کیفیت ختم ہو چکی ہے اور بروقت اطلاع پوری دنیا میں چند سکینڈوں میں مل جاتی ہے۔ اب کوئی شرعی عذر باقی نہیں رہا۔

اس ذہنی اختراع کا جواب اس طرح سے ہے کہ مذکورہ مسئلہ کا دارومدار اس بات پر ہے کہ سعودی عرب کی رؤیتِ ہلال دیگر ممالک کے حق میں معتبر ہے یا نہیں؟ اس بارے میں احناف کا راجح قول یہ ہے کہ بلادِ بعیدہ جن کے طلوع وغروب میں کافی فرق پایا جاتا ہے ان کی رؤیت ایک دوسرے کے حق میں معتبر نہیں ہے، اور سعودی عرب اور دیگر ممالک کے

مطلع میں کافی فرق ہونا بار بار کے مشاہدہ سے ثابت ہے، لہذا جس طرح نمازوں کے اوقات تہجد اور سحر و افطار وغیرہ میں ہر ملک کا اپنا وقت معتبر ہے، سعودی عرب میں نمازوں کے اوقات کو دیگر ممالک میں نمازوں کے لیے معیار قرار نہیں دیا جا سکتا، اسی طرح عید، روزہ اور قربانی میں بھی ہر ملک کی اپنی رؤیت کا اعتبار ہوگا، اور عرفہ کے روزہ کے بارے میں بھی ہر ملک کی اپنی رؤیت معتبر ہوگی، لہذا جس دن دیگر ممالک کے حساب سے ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہوگی اسی دن روزہ رکھنے سے 'یومِ عرفہ' کے روزے کی فضیلت حاصل ہوگی، اگرچہ اس دن مکہ مکرمہ میں عید کا دن ہو۔

بعض احادیث میں روزے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے یوم عرفہ کے بجائے ۹ ذی الحجہ کے الفاظ مذکور ہیں. مثلاً بعض امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن بیان کرتی ہیں:

"كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الحِجَّةِ وَيَومَ عَاشُورَاء"[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کے ۹ دن اور عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے.

یعنی یہ روزہ دراصل ۹ ذی الحجہ کا ہے، کیوں کہ عشرہ ذی الحجہ کے ابتدائی نو دن میں سے ہر روزے کی فضیلت احادیث میں مستقل طور پر آئی ہے، اور ظاہر ہے کہ ایک سے آٹھ تاریخ تک کے روزوں کی فضیلت پوری دنیا کی اپنی تاریخ کے اعتبار سے ہے، لہٰذا نو ذوالحجہ کے روزے کی فضیلت بھی ہر ملک کی اپنی تاریخ کے اعتبار سے ہوگی۔

[1] سنن ابوداؤد: ۳۵۲/۱

صومِ یوم عرفہ کے لیے سعودی عرب کے ۹ ذی الحجہ کا اعتبار کرنے سے ایک پیچیدگی لازم آئے گی، دنیا کے بعض ممالک کی تاریخیں سعودی عرب سے ایک دن پہلے کی ہوتی ہیں، (یعنی وہ ممالک جہاں چاند کی پیدائش اور طلوع وغروب سعودی عرب سے پہلے ہو) مثلاً: جس دن سعودی عرب میں ۹ ذی الحجہ ہے، اس دن بعض ممالک میں ۱۰ ذی الحجہ ہوگی. ۱۰ ذی الحجہ کو اس ملک کے مسلمان عیدالاضحیٰ منائیں گے اور اس دن ان کے لیے روزہ رکھنا جائز ہوگا، پھر وہ اس دن کو سعودی عرب کی متابعت میں 'یوم عرفہ' مان کر اس میں روزہ کیسے رکھ سکتے ہیں؟

اسلام صرف اکیسویں صدی کا مذہب نہیں ہے، جدید ذرائعِ ابلاغ سے آج کل معلوم ہوجاتا ہے کہ سعودی عرب میں کس دن "یومِ عرفہ" ہے. پہلے کی صدیوں میں، جب یہ جاننے کے ذرائع نہیں تھے، اس وقت بھی لوگ "یومِ عرفہ" کا روزہ اپنے یہاں کی تاریخ کے حساب سے رکھتے تھے. آج کل بھی دنیا کے تمام خطوں میں ہر شخص کو جدید ترین سہولیات حاصل نہیں ہیں، تمام لوگوں کے لیے اب بھی دوسرے علاقوں کے بارے میں بروقت معلومات حاصل کرنا آسان نہیں ہوتا، اس لیے اب بھی مناسب، آسان اور قابلِ عمل یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر ملک کے لوگ اس دن عرفہ کا روزہ رکھیں جس دن ان کے یہاں ۹ ذی الحجہ ہو۔

'یوم' (دن) کا اطلاق طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کے وقت پر ہوتا ہے اور 'صوم' (روزہ) طلوعِ فجر سے شروع ہوتا اور غروبِ آفتاب پر مکمل ہوتا ہے. اگر 'صومُ یومِ العرفۃ' (یوم عرفہ کا روزہ رکھنے) میں سعودی عرب کی نوذوالحجہ کا اعتبار کیا جائے؛ اس لیے کہ اس دن وہاں وقوفِ عرفہ ہے تو پھر روزہ کے آغاز و اختتام کے سلسلے میں بھی سعودی عرب کے اوقات کی پابندی ہونی چاہیے۔ پھر تو عرفہ کا روزہ دنیا کے ہر خطے میں اس وقت شروع کیا جائے جب سعودی عرب میں 9 ذی الحجہ کو طلوعِ فجر کا وقت ہو اور اُس دن اُس وقت افطار کر لیا جائے جب سعودی عرب میں 9 ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب کا وقت ہو، حالانکہ یہ بات بالکل ہی غیر معقول ہوگی، اس وقت مشرقِ بعید اور مغربِ بعید میں رات کا وقت ہوگا، اور قطبِ شمالی اور قطبِ جنوبی میں یا تو مسلسل رات ہوگی یا مسلسل دن ہوگا، اور سعودی عرب کی تاریخ کے اعتبار سے یوم عرفہ کا روزہ رکھنے میں ان ممالک میں شرعی احکام کی مخالفت اور حرج لازم آئے گا۔ لٰہذا روزے کے اوقات کے معاملے میں لوگ اپنے اپنے علاقے کے پابند ہوں گے۔ [1]

1 مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں: فتوی نمبر 143909201962 : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کے دیگر ممالک کے مسلمان "یومِ عرفہ" کا روزہ سعودی عرب کی تاریخ کے حساب سے رکھنے کے پابند نہیں ہیں، سعودی عرب کے مسلمان اس دن روزہ رکھیں جب ان کے یہاں 9 ذی الحجہ ہو، اور دوسرے ممالک کے مسلمان اس دن روزہ رکھیں جب ان کے یہاں 9 ذی الحجہ ہو۔

آخر میں عرض یہ ہے کہ رؤیت ہلال کے سلسلے میں کی جانے والی اس بحث میں مجھ ناچیز نے جو کچھ بھی لکھا اس سے مقصد اظہارِ حق اور صحیح شرعی حکم کا بتلانا ہے۔ کسی کا استہزاء و تمسخر مقصد نہیں اور نہ ہی تنقید برائے تنقید۔ اور اس بحث میں میرے خیال میں اتنا مواد آچکا ہے جو کافی ہو، گو اس بحث میں میں نے اختصار سے کام لیا ہے اور ضروری مباحث ہی ذکر کئے ہیں مگر یہ بحث ان شاءاللہ تعالیٰ کافی ثابت ہوگی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور نبی کریم ﷺ کی سنن مبارکہ پر صحیح طور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

بحمد اللہ تعالیٰ

مصادر و مراجع

مطبع	وفات	مصنف	کتاب	
ایچ- ایم سعید کراچی پاکستان	۲۰۰۲ھ	مفتی رشید احمد	احسن الفتاوی	۱
ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی پاکستان	۱۹۷۴ء	علامہ ظفر احمد عثمانی	اعلاءالسنن	۲
سعودی عرب			البحث الاسلامی	۳
دارالکتب العلمیة بیروت لبنان	۹۷۰ھ	علامہ ابن نجیم	البحر الرائق	۴
دارالکتب العلمیة بیروت لبنان	۶۸۷ھ	علامہ علاء الدین کاسانی	بدائع الصنائع	۵
مکتبہ ابن تیمیة قاھرہ مصر	۵۹۵ھ	علامہ محمدبن احمد	بدایة المجتھد	۶
دار الکتب العلمیة بیروت لبنان	۶۷۱ھ	علامہ ابن عساکر	تاریخ مدینة دمشق	۷
مؤسسة مکة للطباعة		عبداللہ بن محمدبن حمید	تبیان الادلة فی اثبات الاھلة	۸
مکتبہ امدادیہ ملتان	۷۴۳ھ	فخر الدین عثمان زیلعی	تبیین الحقائق	۹
دارالکتب العلمیة بیروت لبنان	۵۳۹ھ	علامہ علاءالدین سمرقندی	تحفة الفقھاء	۱۰

۱۱	تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۶۸ھ	دارالکتب العلمیة بیروت لبنان
۱۲	تفسیر ابن کثیر	ابو الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر	۷۷۴ھ	دارطیبه ریاض سعودی عرب
۱۳	تفسیر بحر العلوم	ابو اللیث نصربن محمد سمرقندی	۳۷۵ھ	دارالکتب العلمیة بیروت لبنان
۱۴	تفسیر بغوی	محی السنة ابو محمد حسین بن مسعود بغوی	۵۱۶ھ	دارطیبه ریاض سعودی عرب
۱۵	تفسیر بیضاوی	علامه ناصر الدین بیضاوی	۶۹۱ھ	دارالاحیاءالتراث العربی بیروت لبنان
۱۶	تفسیر سعدی	علامه عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی	۱۳۷۶ھ	مؤسسة الرسالة بیروت لبنان
۱۷	تفسیر عثمانی	علامه شبیر احمد عثمانی	۱۹۴۹ء	دار الاشاعت کراچی پاکستان
۱۸	تفسیر قرطبی	ابوعبد اللہ محمدبن احمد قرطبی	۶۷۱ھ	مؤسسة الرسالة بیروت لبنان
۱۹	تفسیر کبیر	علامه فخرالدین رازی	۶۰۴ھ	دار الفکر بیروت لبنان
۲۰	تفسیر نسفی	ابو البرکات عبداللہ بن محمد نسفی	۷۱۰ھ	دار الکلم الطیب بیروت لبنان
۲۱	جامع البیان	ابوجعفرمحمدبن جریرطبری	۳۱۰ھ	هجر مصر قاهره

۲۲	الجامع لاحکام القرآن	ابوعبد اللہ محمدبن احمد قرطبی	۶۷۱ھ	مؤسسة الرسالة بیروت لبنان
۲۳	جدید فقہی مسائل	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی		زمزم پبلشرز کراچی پاکستان
۲۴	حاشية الطحطاوی	احمدبن حسین طحطاوی	۱۲۳۱ھ	دارالکتب العلمية بیروت لبنان
۲۵	حجة اللہ البالغة	شاہ ولی محدث دہلوی	۱۷۶۲ء	دار الجیل بیروت لبنان
۲۶	الدر المنثور	علامہ جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	دارلفکر بیروت لبنان
۲۷	رد المحتار	علامہ ابن عابدین شامی	۱۸۳۶ء	دار عالم الکتب ریاض سعودی عرب
۲۸	رسالة ابی زید القیراوانی	ابو عبد اللہ بن ابی زید قیراوانی	۳۸۶ھ	دارالفضیلة ریاض سعودی عرب
۲۹	رسالة رؤیت ہلال	مفتی شفیع عثمانی	۱۹۷۶ء	
۳۰	روح المعانی	علامہ شہاب الدین محمود آلوسی	۱۲۷۰ھ	دارالاحیاءالتراث العربی بیروت لبنان
۳۱	روضة الطالبین	ابوزکریا یحیی بن شرف نووی	۶۷۶ھ	المکتب الاسلامی بیروت لبنان
۳۲	رؤية الھلال الحساب الفلکی	علامہ ابن تیمیہ	۷۲۸ھ	پی ڈی ایف
۳۳	زاد الطالبین	مولانا محمد عاشق الٰہی	۱۹۹۹ء	مکتبة البشری کراچی پاکستان

۳۴	سنن ابن ماجه	ابو عبد الله محمد بن یزید	۲۷۳ھ	مکتبه رحمانیه لاهور پاکستان
۳۵	سنن ابی داؤد	سلیمان بن الاشعث السجستانی	۲۷۵ھ	مکتبه رحمانیه لاهور پاکستان
۳۶	سنن ترمذی	ابوعیسی محمد بن عیسی	۲۷۹ھ	مکتبه رحمانیه لاهور پاکستان
۳۷	سنن الدار القطنی	علی بن عمر دارقطنی	۳۷۵ھ	دار المعرفة بیروت لبنان
۳۸	سنن الصغری	احمد بن شعیب	۳۰۳ھ	دار التاصیل مصر
۳۹	سنن کبری	ابوبکر احمد بن حسین بیهقی	۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیة بیروت لبنان
۴۰	سنن نسائی	احمد بن شعیب	۳۰۳ھ	مکتبه رحمانیه لاهور پاکستان
۴۱	شرح مسلم	ابو زکریا یحیی بن شرف نووی	۶۷۶ھ	مؤسسة قرطبة مصر
۴۲	صحیح بخاری	ابوعبد الله محمدبن اسماعیل	۲۵۶ھ	مکتبه رحمانیه لاهور پاکستان
۴۳	صحیح مسلم	ابوالحسین مسلم بن حجاج	۲۶۱ھ	مکتبه رحمانیه لاهور پاکستان
۴۴	ضیاء السالک	محمدبن علی النجار		مصر الجدیده
۴۵	العرف الشذی	علامه انورشاه کشمیری	۱۹۳۴ء	دارالاحیاء التراث العربی بیروت لبنان

۴۶	عمدة القاری	علامه بدرالدین عینی	۷۵۵ھ	دار الکتب العلمية بیروت لبنان
۴۷	فتاوی تارتاخانية	فرید الدین عالم بن علاء	۷۸۶ھ	مکتبة زکریا دیوبند هند
۴۸	فتح الباری لابن حجر	احمد بن علی بن حجر	۸۵۲ھ	المکتبة السلفية قاهره مصر
۴۹	فتح الباری لابن رجب	زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب حنبلی	۷۹۵ھ	دارالکتب العلمية بیروت لبنان
۵۰	فتح المعین	احمد زین الدین بن عبد العزیز ملیباری	۹۸۷ھ	دار ابن حزم بیروت لبنان
۵۱	فتح الملهم	علامه شبیراحمد عثمانی	۱۴۴۹ھ	دار الاحياء التراث العربی بیروت لبنان
۵۲	الفقه علی المذاهب الاربعة	عبدالرحمٰن جزیری	۱۹۴۱ء	دار الکتب العلمية بیروت لبنان
۵۳	فلکیات جدیده	مولاناموسی خان روحانی بازی	۱۴۱۹ھ	ادارة التصنيف وادب لاهورپاکستان
۵۴	کتاب شرح ابی داؤد للعباد	عبد المحسن عباد		
۵۵	کفاية الطالب الربانی	علامه علی بن خلف	۹۳۹ھ	پی ڈی ایف
۵۶	لسان العرب	ابن منظور	۱۳۱۲ء	دار صادر بیروت لبنان

۵۷	المبسوط	علامہ شمس الائمہ سرخسی	۱۰۹۰ء	دار المعرفۃ بیروت لبنان
۵۸	مجموع الفتاوی لابن باز	علامہ عبد العزیز بن باز	۱۴۲۰ھ	دار القاسم ریاض سعودی عرب
۵۹	مجموع الفتاوی لابن تیمیۃ	علامہ ابن تیمیہ	۷۲۸ھ	وزارۃ الشوؤن الاسلامیۃ والدعوۃ و الارشاد سعودی عرب
۶۰	المستدرک للحاکم	حافظ ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم	۱۰۱۴ء	دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان
۶۱	مسنداحمد	امام احمدبن حنبل	۲۴۱ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان
۶۲	المصفی شرح المؤطا	شاہ ولی محدث دھلوی	۱۷۶۲ء	دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان
۵۳	مصنف ابن ابی شیبۃ	حافظ ابوبکربن ابی شیبہ	۲۳۵ھ	الفاروق الحدیثیہ للطباعۃ والنشر-قاھرہ مصر
۶۴	معارف السنن	علامہ محمد یوسف بنوری	۱۹۷۷ء	ایچ- ایم کراچی پاکستان
۶۵	معجم کبیر	ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی	۳۶۰ھ	مکتبہ ابن تیمیہ قاھرہ مصر
۶۶	معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ	احمد مختار عمر	۲۰۰۳ء	عالم الکتب مصر
۶۷	معجم مقاییس اللغۃ	ابوالحسین احمد بن فارس	۳۹۵ھ	دار الفکر بیروت لبنان

٦٨	معجم وسیط	ابراهیم انیس	١٩٧٧ء	مجمع اللغة العربية قاهره مصر
٦٩	المغنی	ابومحمد عبد الله بن احمد ابن محمد بن قدامه	٦٢٠ھ	دار عالم الكتب رياض سعودی عرب
٧٠	مواهب الجليل	محمدبن محمدبن عبدالرحمٰن		پی ڈی ایف
٧١	المهذب	ابو اسحاق شیرازی	٤٧٦ھ	دار القلم دمشق
٧٢	نيل الاوطار	امام محمدبن علی شوکانی	١٢٥٠ھ	دار ابن جوزی دمام سعودی عرب
٧٣	Sydney Sky Guide			Sydney - Australia

مؤلف کی دیگر کتابیں

اُردو کتابیں

1- تاریخِ حج وحرمین مع طریقہ حج وعمرہ۔

2- ممنوعات ومکروہات اسلام۔

3- شب براۃ کی فضیلت۔

4- مشینی ذبیحہ کی شرعی حیثیت۔

5- غیر اسلامی ممالک میں مجلس قضاء کا قیام۔

6- جنت کے سو راستے۔

7- حج وعمرہ (پاکٹ بک)۔

English Books

8. The Prohibited and Disliked Acts in Islam
9. Manasik Hajj and Umrah
10. Moon Sighting In Austrailia
11. Performance Umrah, Hajj & Ziyarah
12. The Daily Program Of Recitals.

مکتبہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ